عمران سیریز

ساکاکارا

ماورائی نمبر

ظہیر احمد

محترم قارئین

السلام علیکم!

میرا نیا ناول ''ساکا کارا'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ میرا اکتیسواں ناول ہے اور عرصہ تین سال کے بعد ارسلان پبلی کیشنز سے شائع ہونے میں اس کا دوسرا نمبر ہے۔ اس سے پہلے آپ ''ٹاپ چیلنج'' پڑھ چکے ہیں جسے قارئین کی بڑی تعداد نے پسند کیا ہے۔

قارئین کی اکثریت مجھ سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ میں تین سال تک کہاں غائب رہا اور کیا کرتا رہا۔ میں نے سابقہ ناول میں کہا تھا کہ اس کے پیچھے ایک طویل کہانی ہے۔ ایسی کہانی جسے وقت آنے پر میں آپ کو ضرور بتاؤں گا۔ وہ وقت کب آئے گا یہ کہنا ابھی قبل از وقت ہو گا۔ بہرحال قارئین اس سے خوش ہیں کہ بلیک جیک کی طرح میری بھی واپسی ہو گئی ہے اور میری اسی واپسی کو نہایت محبت اور چاہت سے خوش آمدید کہا جا رہا ہے۔

میں ایسے تمام دوستوں اور قارئین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس تین سال کے طویل وقفے کے بعد بھی مجھے نہیں بھولے اور میرے

ناول کو پہلے کی طرح پسند بھی کیا گیا اور تعریفی اسناد یعنی خطوط سے بھی نوازا گیا۔ میرے پاس آپ کے تمام خطوط موجود ہیں جنہیں میں بہت جلد آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ ان خطوط کے جواب میں ممکن ہے آپ کو میری تین سالوں کی غیر حاضری کا جواب بھی مل جائے۔

فی الحال آپ ماورائی ناول ساکا کارا سے لطف اندوز ہوں اور ناول ختم کر کے مجھے اپنی آراء سے ضرور نوازیں کیونکہ آپ کی آراء میرے لئے مشعل راہ ہوتی ہیں۔ مجھے آپ کے خطوط کا شدت سے انتظار رہے گا۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

ظہیر احمد

افریقہ کے شمالی جنگلوں میں تقریباً چار سو ناٹیکل کے فاصلے پر سمندر میں ایک جزیرہ تھا۔ اس جزیرے کا نام تو کچھ اور تھا لیکن عام طور پر اس جزیرے کو سیاہ جزیرہ کہا جاتا تھا۔ یہ ٹاپو نما جزیرہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ اس جزیرے میں آبادی نہیں تھی۔ جزیرہ ہوائی کی طرح اس جزیرے پر بے شمار آتش فشاں پہاڑ تھے جو وقت بے وقت پھٹتے رہتے تھے اور اس ٹاپو نما جزیرے پر لاوا بہتا رہتا تھا۔ سیاہ جزیرے کا زیادہ تر حصہ لاوے کی وجہ سے جل کر سیاہ ہو چکا تھا۔ وہاں بے شمار دراڑیں تھیں جن میں سے اکثر جگہوں سے دھواں اٹھتا رہتا تھا۔ چونکہ اس جزیرے کے نیچے لاوے کے دریا بہتے تھے اس لئے اس جزیرے پر موجود دراڑوں سے اس لاوے کو دیکھا جا سکتا تھا۔ وہاں لاوے سے بننے والے دھویں سے سلفر ڈائی آکسائیڈ کی بو پھیلی رہتی تھی۔ بعض جگہوں پر سلفر ڈائی آکسائیڈ

اس قدر زیادہ ہوتا تھا کہ وہاں زیادہ دیر کوئی جاندار سانس نہیں لے سکتا تھا۔ سلفر ڈائی آکسائیڈ سے نہ صرف منہ کڑوا ہو جاتا تھا بلکہ اس کے زہر سے پھیپھڑے بھی متاثر ہو جاتے تھے جس سے دم گھٹ جاتا تھا اور جاندار وہیں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاتا تھا۔

سیاہ جزیرے میں زیر زمین بے شمار لاوا ٹیوبز بنی ہوئی تھیں۔ لاوا ان ٹیوبز سے گزر کر مختلف سمتوں میں جاتا تھا اور باہر نکل آتا تھا۔ بعض ٹیوبیں تو اوپر سے بھی جل جاتی تھیں جن سے ان دراڑوں میں بہنے والا لاوا ایک بڑی نہر کی شکل اختیار کر سکتا تھا۔ جزیرے کا ایک چوتھائی حصہ گھنے جنگل پر مشتمل تھا جہاں اونچے نیچے درختوں کے ساتھ زمین گھنی جھاڑیوں سے بھری ہوئی تھی۔ لاوے کی ٹیوبیں اس جنگل سے بھی گزرتی تھیں۔ جنگل کے بعض حصے بھی اس لاوے کی زد میں آ گئے تھے جس سے جنگل کا بیشتر حصہ جل کر سیاہ ہو چکا تھا اس لئے اس جزیرے پر کوئی پرندہ بھی نہیں آتا تھا۔ سلفر ڈائی آکسائیڈ گیس اور ابلتے ہوئے لاوے کی وجہ سے اس جزیرے کا درجہ حرارت نقطہ کھولاؤ سے بھی کہیں زیادہ تھا جو کسی بھی جاندار کو لمحوں میں جلا کر راکھ بنا دینے کے لئے کافی تھا۔

زمین کے نیچے بہنے والا لاوا ان ٹیوبز میں سے گزر کر ساحلی کناروں پر آتا تھا اور سیدھا سمندر میں جا گرتا تھا جس سے سمندری کناروں کے بعض حصوں پر ہر وقت کثیف بھاپ نما دھواں

اٹھتا ہوا دکھائی دیتا تھا اور سمندر کا پانی بھی چار سو ڈگری فارن ہیٹ سے بھی زیادہ گرم رہتا تھا۔ بھاپ سے بننے والے بادل عموماً اس جزیرے پر ہی چھائے رہتے تھے اور وہاں ہر گھنٹے دو گھنٹے کے وقفے کے بعد بارش شروع ہو جاتی تھی۔ گرم بھاپ کا پانی بھی بے حد گرم ہوتا تھا اس لئے اس جزیرے پر ہونے والی بارش کو بھی عام طور پر ہاٹ رین کہا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ جزیرے پر چوبیس گھنٹوں میں ایک بار زلزلہ ضرور آتا تھا جس سے جزیرے میں ٹوٹ پھوٹ ہوتی رہتی تھی۔ زمین کے نیچے بنی ہوئی لاوا ٹیوبز مزید بنتی بھی تھیں اور بعض ٹوٹ پھوٹ کر وہیں ختم ہو جاتی تھیں۔

اسی طرح وہاں موجود جنگل کو بھی ان زلزلوں سے شدید نقصان پہنچتا تھا۔ بعض زلزلے تو اس قدر شدید ہوتے تھے جنہیں ری ایکٹر سکیل پر بارہ اعشاریہ آٹھ کی شدت سے جیوجیکل کے گراف میں ریکارڈ کیا گیا تھا۔ ان زلزلوں کی وجہ سے درخت جڑوں سے اکھڑ جاتے تھے اور جزیرے کے پہاڑ اور چٹانیں تک ٹوٹ کر بکھر جاتی تھیں۔ سیاہ جزیرے پر آبادی تو تھی نہیں اور نہ ہی کہیں اور سے کوئی اس جزیرے پر آتا تھا کیونکہ اس جزیرے پر سوائے موت کے اور کچھ نہیں تھا۔ وہاں قدم قدم پر صرف موت کا ہی راج تھا جس سے بچنا مشکل ہی نہیں تقریباً ناممکن سمجھا جاتا تھا۔ اب بھی اس جزیرے پر ایک آتش فشاں پہاڑ سے دھویں کے مرغولے اٹھ رہے تھے۔ پہاڑ کے دہانے سے نکلنے والے آگ کے شعلے آسمان

سے باتیں کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ زمین بری طرح سے لرز رہی تھی۔ پہاڑی چٹانیں ٹوٹ رہی تھیں۔ تیز زلزلے کی وجہ سے جزیرے پر گہری دراڑیں بن بھی رہی تھیں اور بند بھی ہو رہی تھیں۔ انتہائی شدید زلزلے کی وجہ سے جزیرے میں جو ٹوٹ پھوٹ ہو رہی تھی اس سے کئی زمین دوز لاوا ٹیوبیں بھی ٹوٹ گئی تھیں اور وہاں سے بھی لاوا ابلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

زلزلے کی شدت میں لحہ بہ لحہ اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا اور جزیرے میں زبردست گونج اور گڑگڑاہٹوں کی خوفناک آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اچانک یہ سارا جزیرہ پھٹ پڑے گا۔ ہر طرف آگ بلند ہو گی اور پھر جزیرہ سمندر برد ہو جائے گا کہ اچانک ایک زبردست اور انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا جیسے وہاں کوئی ایٹمی میزائل پھٹ پڑا ہو۔ لاوا اگلنے والا وہ پہاڑ یکلخت پھٹ پڑا تھا۔ خوفناک دھماکے سے چٹانوں کے ساتھ آگ اور دھواں سینکڑوں فٹ کی بلندی تک پھیل گیا۔ سیاہ اور کثیف دھویں نے ایک بڑی چھتری سی بنا لی تھی جس میں آگ بھی تھی اور چنگاریاں بھی۔ پھر اچانک جیسے آسمان سے آگ کی بارش ہونا شروع ہو گئی۔ لاوا اور جلتے ہوئے پتھر نہ صرف جزیرے بلکہ سمندر کے ایک بڑے حصے تک بارش کے قطروں کی طرح گرنا شروع ہو گئے۔ دھماکے سے پہاڑ کے اندر موجود پگھلتی ہوئی چٹانیں بھی ہوا میں اچھل گئی تھیں اور چاروں اطراف آگ کے بڑے بڑے

گولے سیاہ دھویں کی لکیریں سی بناتے ہوئے زور دار دھماکوں سے گر رہے تھے۔

اس دھماکے سے اس قدر تیز اور خوفناک شاک ویوز پیدا ہوئی تھیں جو پانی میں پھینکے ہوئے پتھر سے بننے والے دائروں کی طرح تیزی سے پھیل رہی تھیں۔ ان لہروں کی زد میں آنے والے دوسرے پہاڑ اور جنگل کے درخت یوں ہوا میں اڑ گئے جیسے پھونک مارنے سے کپاس کے ریشے ہوا میں بکھر جاتے ہیں۔ گڑگڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ پہاڑ نے کسی بہت بڑے فوارے کی طرح لاوا اگلنا شروع کر دیا تھا۔ پہاڑ کا رنگ انتہائی حد تک سرخ ہو گیا تھا۔ پھر یکلخت ایک اور دھماکہ ہوا اور پہاڑ کے دہانے میں سے آگ کا ایک اور گولہ سا نکل کر ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ آگ کا یہ گولا سینکڑوں فٹ کی بلندی تک گیا تھا اور پھر سیاہ دھویں کی ایک بڑی اور انتہائی موٹی لکیر بناتا ہوا سیدھا جزیرے کی طرف آیا اور پھر وہ گولہ جزیرے کی سطح پر گر کر پھٹ گیا۔ بلندی سے نیچے آنے اور دھماکے سے پھٹنے سے زمین میں تقریباً پچاس فٹ گہرا اور سو فٹ چوڑا گڑھا بن گیا تھا اور پھر اس گڑھے میں آگ جلنے لگی۔ تیز اور انتہائی خوفناک آگ۔ گڑھے سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے لیکن ان شعلوں میں سیاہ رنگ کا ایک بڑا سا پتھر پڑا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ سیاہ رنگ کا پتھر بے حد لمبا چوڑا تھا اور اس کی شکل کسی تابوت سے ملتی جلتی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے آتش فشاں

پہاڑ میں چھپا ہوا کوئی پتھر کا بنا ہوا تابوت دھماکے سے نکل آیا ہو
اور یہاں اس گڑھے میں گر گیا ہو۔

آگ انتہائی تیز تھی لیکن اس کے باوجود جیسے سیاہ تابوت پر
آگ کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ گڑھے میں تھوڑی دیر تک آگ
بھڑکتی رہی اور پھر اچانک آگ یوں بجھتی چلی گئی جیسے گڑھے میں
ہزاروں لیٹر پانی ڈال دیا گیا ہو اور اس نے گڑھے میں لگی ہوئی
آگ یکلخت بجھا دی ہو۔ گڑھے میں سے آگ جلنے کی وجہ سے
سیاہ دھواں نکل رہا تھا لیکن جیسے ہی آگ بجھی گڑھے سے دھواں
نکلنا بھی ختم ہو گیا۔ اب اس گڑھے میں پڑے ہوئے سیاہ تابوت کو
آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔

سیاہ جزیرے سے دو سو ناٹیکل کے فاصلے پر افریقہ کے گھنے
جنگلات تھے۔ ان جنگلات کے مشرقی اور مغربی کنارے پر چھوٹی
بڑی پہاڑیوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ پہاڑی راستے بے حد
دشوار گزار تھے۔ وہاں بڑی بڑی کھائیاں بھی تھیں اور پہاڑیوں کے
اطراف میں خوفناک دلدلیں بھی۔ جنگلات ان پہاڑیوں تک پھیلے
ہوئے تھے مگران اطراف میں موجود جنگلات دنیا کے خطرناک ترین
جنگلات میں شمار کئے جاتے تھے جہاں کم از کم کسی انسان کا جانا
ناممکن تصور کیا جاتا تھا۔ ان پہاڑیوں کے وسط میں موجود ایک
پہاڑی جس کا رنگ سلیٹی تھا دوسری پہاڑیوں سے بڑی اور کافی
اونچی تھی۔ اس پہاڑی کی دیواریں سلیٹ کی طرح سیدھی تھیں اور

اس پہاڑی کے چاروں طرف گہری اور بڑی بڑی کھائیاں تھیں جن
میں گرنے والی بڑی بڑی چٹانیں بھی سرمہ بن جاتی تھیں۔

پہاڑی کی چوٹی پر لکڑی کا ایک ہٹ بنا ہوا تھا۔ اس ہٹ کو
چوٹی پر اس انداز میں بنایا گیا تھا کہ اس کا درمیانی حصہ تو چوٹی کی
چٹان پر ٹکا ہوا تھا لیکن اس کے چاروں کنارے چٹان سے باہر
تھے۔ ان حصوں کے نیچے بڑے بڑے شہتیر لگا دیئے گئے تھے جن
کی جڑیں پہاڑی کے چاروں طرف گڑی ہوئی تھیں۔ ہٹ کی چھت
گھاس پھونس کی بنی ہوئی تھی۔ اس ہٹ میں ایک سیاہ فام انسان
آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سرخ رنگ کا ایک
لنگوٹ تھا۔ اس سیاہ فام کے سر کے بال بے تحاشہ بڑھے ہوئے
تھے جو چھوٹی چھوٹی گھنگھریالی لٹوں کی طرح چاروں طرف بکھرے
ہوئے تھے اور ان بالوں نے اس سیاہ فام کا چہرہ تک چھپایا ہوا
تھا۔ شکل و صورت سے وہ شخص کسی جنگلی قبیلے کا ہی وحشی دکھائی
دے رہا تھا۔ اس کے سینے اور کمر پر موجود ہڈیوں کو سفید رنگ سے
بنا کر واضح کیا گیا تھا۔ اسی طرح سفید رنگ اس کی پیشانی اور
گالوں پر بھی لگا ہوا تھا۔ البتہ اس کے ہونٹ جو بے حد موٹے تھے
انتہائی سرخ دکھائی دے رہے تھے جیسے اس کے جسم کا سارا خون
سمٹ کر اس کے ہونٹوں میں آ گیا ہو۔

سیاہ فام وحشی کے گلے میں لکڑیوں، پتھروں اور مختلف پرندوں
کی ہڈیوں کی بنی ہوئی بے شمار مالائیں تھیں جن میں تین کھوپڑیوں

کی ایک مالا بھی تھی۔ یہ تین انسانی کھوپڑیاں تھیں جنہیں خاص سفلی عمل سے سکیڑ کر اخروٹ جتنا چھوٹا کر لیا جاتا تھا۔ ان کھوپڑیوں کا رنگ سیاہ تھا۔ البتہ ان کھوپڑیوں کی آنکھیں سرخ تھیں۔ سیاہ فام آدمی خاصے مضبوط جسم کا مالک تھا۔ وہ زیادہ لمبا تڑنگا تو نہیں تھا لیکن پھر بھی اس کی جسامت ایسی تھی جیسے وہ انتہائی طاقتور ہو۔ اس سیاہ فام وحشی کی آنکھیں بند تھیں اور اس کا نام اوکاشا تھا۔

اوکاشا کا تعلق افریقہ کے گھنے جنگلوں میں موجود ایک قبیلے سے تھا۔ اس قبیلے کا نام بھی اس کے نام سے منسوب تھا۔ قبیلے کے وحشیوں کی تعداد تین ہزار کے لگ بھگ تھی۔ اس قبیلے کی خاصیت یہ تھی کہ اس قبیلے میں ایک بھی عورت موجود نہیں تھی۔ قبیلے والے دوسرے قبیلوں سے بچے اغوا کر کے لاتے تھے اور انہیں ایک الگ جگہ رکھ کر ان کی پرورش کی جاتی تھی۔ پرورش کرنے کے ساتھ ساتھ ان بچوں کو اوکاشا قبیلے کے تمام رسم و رواج سے بھی آشنا کرایا جاتا تھا اور انہیں اس قبیلے کے طور طریقے بھی سکھائے جاتے تھے۔ اوکاشا قبیلہ چونکہ ایک جنگجو قبیلہ تھا اس لئے انہیں مکمل طور پر جنگجو بنا کر ہی اس قبیلے میں لایا جاتا تھا۔ اس قبیلے کے وحشی جنگجو ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی بے رحم، سفاک اور طاقتور تھے۔ سردار اوکاشا شیطان کا پیروکار تھا۔ شیطانی اور سفلی علوم رکھنے کی وجہ سے اس کی حیثیت بے حد منفرد تھی۔ سفلی علوم سے اس نے بے شمار شیطانی طاقتوں کو اپنا غلام بنا رکھا تھا جو ظاہری اور باطنی حالت میں اس

کے ارد گرد ہی رہتی تھیں اور وہ شیطانی طاقتیں نہ صرف اس کی حفاظت کرتی تھیں بلکہ اس کے بہت سے کاموں کو بھی آسان بنا دیتی تھیں۔ سفلی علوم اور شیطانی طاقتوں کی وجہ سے قبیلے والے اس سے بے حد ڈرتے تھے۔

جنگلوں میں سردار اوکاشا کا نام ہی خوف اور دہشت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ جنگلوں میں موجود دور و نزدیک رہنے والے قبیلوں کے وحشی اس کا نام سن کر ہی دہشت زدہ ہو جاتے تھے۔ ویسے بھی سردار اوکاشا انتہائی بے رحم اور سفاک ترین جلاد تھا۔ اپنے سامنے دوسرے وحشیوں کو وہ مکھی، مچھروں سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا تھا۔ وہ جب چاہتا اور جسے چاہتا بغیر کسی غلطی کے انتہائی بے رحمی سے ہلاک کر دیتا تھا۔ اس کی سفاکی اور بے رحمی کا یہ عالم تھا کہ وہ جس وحشی کو ہلاک کرتا تھا اس کے خون سے اپنے پورے جسم کو رنگ کر سرخ کر لیتا تھا اور خاص طور پر لاش کا دل نکال کر کھا جاتا تھا۔

سردار اوکاشا کی قبیلے میں ایک پگوڈے جیسی گول اور بڑی جھونپڑی تھی مگر وہ اس جھونپڑی بلکہ اس قبیلے میں بھی بہت کم رہتا تھا۔ وہ زیادہ تر سیاہ پہاڑی پر موجود ہٹ میں ہی رہتا تھا۔ کبھی ہفتے میں ایک بار، کبھی ماہ دو ماہ بعد اور کبھی کبھار تو وہ سالوں بعد ہی اس قبیلے میں آتا تھا اور جب بھی وہ قبیلے میں آتا تھا وہاں آ کر وہ آٹھ دس وحشیوں کو ضرور ہلاک کرتا تھا اور ان کے دل نکال کر کھا جاتا تھا۔ جیسے وہ قبیلے میں آتا ہی اس لئے ہو کہ وہ وحشیوں کو

ہلاک کر کے ان کے دل نکال کر کھا سکے۔ جب تک سردار اوکاشا قبیلے میں نہیں ہوتا تھا قبیلہ میں امن و سکون رہتا تھا لیکن سردار اوکاشا کی واپسی پر اس قبیلے میں جیسے بھونچال سا آ جاتا تھا۔ طاقتور اور لمبے تڑنگے وحشیوں کی روحیں تک اسے دیکھ کر لرز اٹھتی تھیں اور وہ اس سے دور دور رہنے کی کوشش کرتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ سردار اوکاشا کے جلاد پن سے خود کو محفوظ نہیں رکھ پاتے تھے اور سردار اوکاشا قبیلے میں اپنی ہی من مرضی کرتا تھا۔

سردار اوکاشا کی غیر موجودگی میں قبیلے کا سارا انتظام اس کا نائب تاگوما کرتا تھا۔ تاگوما، سردار اوکاشا کی طرح آدمخور تو نہیں تھا لیکن سفاکی اور جلادی میں وہ بھی سردار اوکاشا جیسا ہی تھا۔ سردار اوکاشا کے بعد جنگلوں میں جس کے نام کی دہشت تھی وہ تاگوما کی تھی۔ سردار اوکاشا کو جب بھی پہاڑی ہٹ سے نکل کر قبیلے میں آنا ہوتا تو وہ اپنی ایک شیطانی طاقت کو بھیج کر تاگوما کو ضرور مطلع کر دیتا تھا۔ اس کی غیر موجودگی میں تاگوما ہی اس کی جھونپڑی میں رہتا تھا۔

تاگوما لمبا تڑنگا اور انتہائی جسیم تھا۔ اس کے پاؤں بے حد مضبوط تھے۔ اس کا رنگ بھی سیاہ تھا اور اس کا چہرہ چٹانوں کی طرح سخت اور دہشت ناک تھا۔ وہ ایک بار جس وحشی کو خوفناک نظروں سے گھورتا تھا اس وحشی کی تو جیسے جان ہی نکل جاتی تھی۔

سردار اوکاشا ہٹ میں بیٹھا شیطانی پوجا کر رہا تھا۔ ادھر جیسے ہی سیاہ

جزیرے کے آتش فشاں پہاڑ میں سے سیاہ تابوت نکل کر جزیرے پر گرا ادھر سردار اوکاشا نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھوں میں بھی جیسے خون ہی خون بھرا ہوا تھا۔

''ساکا کارا۔ ساکا کارا''...... اچانک سردار اوکاشا کے حلق سے کسی درندے جیسی غراہٹ بھری آواز نکلی اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں کی سرخی بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

''ساکا کارا۔ ہاں۔ ہاں۔ ساکا کارا پہاڑ سے باہر آ گیا ہے۔ پہاڑ نے اسے باہر اگل دیا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ میں کامیاب ہو گیا۔ میں کامیاب ہو گیا۔ آخر کار میں نے ساکا کارا کو تلاش کر کے اسے پہاڑ سے باہر نکال ہی لیا ہے''...... سردار اوکاشا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ اس کا جسم یکلخت مسرت سے کانپنا شروع ہو گیا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ اڑ کر اس جزیرے پر پہنچ جائے۔

''ہاکاما۔ ہاکاما۔ کہاں ہو تم۔ سامنے آؤ۔ جلدی''...... اچانک سردار اوکاشا نے دروازے کی طرف دیکھ کر چیختے ہوئے کہا اور اسی لمحے دروازے کے باہر کسی طاقتور سانڈ کی ناک سے تیز تیز سانسیں لینے کی آوازیں سنائی دیں۔

''میں باہر ہوں سردار''...... باہر سے ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''اندر آؤ۔ فوراً''...... سردار اوکاشا نے اسی انداز میں کہا اور پھر

دروازے سے اچانک ایک سایہ سا چلتا ہوا اندر آ گیا۔ اس سائے کا کوئی وجود نہیں تھا۔ وہ محض ایک انسانی سایہ ہی نظر آ رہا تھا لیکن اس کا نہ کوئی جسم تھا اور نہ سر اور منہ۔ البتہ وہ اندر کسی انسان کی طرح ہی چل کر آیا تھا۔

''ہاکاما حاضر ہے سردار۔ حکم''...... سائے نے سر جھکا کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاکاما۔ کالے جزیرے پر جاؤ۔ وہاں ایک سیاہ تابوت ہے۔ جا کر دیکھو وہ تابوت کس حالت میں ہے اور وہ کھلا ہوا ہے یا بند ہے۔ جلدی جاؤ۔ ابھی اور اسی وقت''...... سردار اوکاشا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''جو حکم سردار۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں''...... ہاکاما نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اور ہاں۔ میں یہ تو جانتا ہوں کہ اس جزیرے پر کوئی جاندار نہیں ہے لیکن تم اس کے باوجود جزیرے کو اچھی طرح سے دیکھو۔ اگر تمہیں وہاں ایک معمولی سا زندہ کیڑا بھی دکھائی دے تو اسے ہلاک کر دو۔ سیاہ تابوت کے پاس ایک معمولی مچھر کو بھی نہیں آنا چاہئے''...... سردار اوکاشا نے سخت لہجے میں کہا۔

''ایسا ہی ہو گا عظیم سردار۔ اور کوئی حکم''...... ہاکاما نے کہا۔

''نہیں۔ بس جاؤ اور جلدی سے واپس آ کر مجھے بتاؤ''۔ سردار اوکاشا نے کہا تو ہاکاما نے سر ہلایا اور پھر وہ پلٹ کر دروازے سے

باہر نکلتا چلا گیا اور پھر اچانک باہر سے تیز پھڑ پھڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں جیسے کوئی بہت بڑا پرندہ پر مارتا ہوا وہاں سے اڑ گیا ہو۔

''ساکا کارا کا تابوت پہاڑ سے باہر آ گیا ہے۔ اب مجھے جلد سے جلد جا کر اس تابوت کو کھولنا ہو گا۔ میں ہی ساکا کارا کو تابوت سے باہر نکالوں گا اور اسے جگا کر اپنا تابع کروں گا۔ ساکا کارا میرا ہے، صرف میرا۔ اس ساکا کارا کے ساتھ مل کر میں ساری دنیا پر راج کروں گا۔ دنیا کا سب سے بڑا اور طاقتور سردار اور بادشاہ بھی بنوں گا۔ صرف میں۔ ساکا کارا کے ساتھ ملنے سے میری سفلی طاقتوں میں ہزاروں لاکھوں گنا اضافہ ہو جائے گا۔ دنیا کا کوئی انسان اور کوئی طاقت میرا سامنا نہیں کر سکے گی۔ دنیا کا کوئی اسلحہ مجھ پر اثر نہیں کرے گا۔ میں امر ہو جاؤں گا۔ امر، اور مجھے کبھی موت نہیں آئے گی۔ شیطان کی طرح میں بھی اس وقت تک زندہ رہوں گا جب تک کہ یہ ساری دنیا ختم نہیں ہو جاتی، یہ زمین تباہ و برباد نہیں ہو جاتی۔ ہزاروں لاکھوں سالوں تک اس دنیا پر میری حکومت رہے گی۔ صرف سردار اوکاشا کی حکومت''...... سردار اوکاشا غرور بھرے لہجے میں کہتا چلا گیا۔ اس کا چہرہ فرط مسرت سے کھلا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں ہیروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ وہ کافی دیر تک سوچتا رہا اور پھر وہ نہایت بے چینی سے ہاکاما کا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً دو پہروں کے بعد ہاکاما کی واپسی ہوئی۔ وہ بدستور ایک سایہ ہی تھا۔

"آ گئے تم"...... اسے دیکھ کر سردار اوکاشا نے کہا۔

"ہاں سردار میں آ گیا ہوں"...... ہاکاما نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیسی حالت ہے تابوت کی۔ وہ ٹوٹا ہوا تو نہیں ہے۔ اس تابوت پر خراش کا کوئی نشان تو نہیں ہے"...... سردار اوکاشا نے بڑے بے تابانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں سردار۔ تابوت صاف ستھرا اور ہر نشان سے صاف ہے۔ تابوت ہر طرف سے بند اور مضبوط ہے۔ اس پر ذرا سی خراش بھی موجود نہیں ہے"...... ہاکاما نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کا جواب سن کر سردار اوکاشا کی آنکھیں اور زیادہ چمک اٹھیں۔

"بہت خوب۔ سیاہ تابوت کے پاس کسی جاندار کے پہنچنے کا کوئی خطرہ تو نہیں ہے"...... سردار اوکاشا نے پوچھا۔

"تابوت ایک گڑھے میں ہے سردار اور اس گڑھے کے چاروں طرف آگ ہی آگ ہے جو کئی ماہ تک سرد نہیں ہو گی اس لئے زمین کے نیچے سے بھی کوئی کیڑا اس تابوت تک نہیں پہنچ سکے گا۔ جزیرے پر موجود جنگل میں حشرات الارض اور مچھر ضرور موجود تھے لیکن میں نے ان سب کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اب اس جزیرے پر ایک معمولی مچھر بھی موجود نہیں ہے"...... ہاکاما نے کہا۔

"یہ تم نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ بہرحال اب میرے قبیلے میں جاؤ اور میرے نائب تاگوما کو پیغام دو کہ میں آج رات قبیلے

میں واپس آ رہا ہوں"...... سردار اوکاشا نے کہا۔

"جو حکم سردار"...... ہاکاما نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جاتے ہوئے جنگل میں بڑے پرندے ناماگا کو بھی میرا پیغام دے دینا کہ وہ رات شروع ہوتے ہی یہاں آ جائے تاکہ میں اس کے ساتھ جنگلوں میں جا سکوں"...... سردار اوکاشا نے کہا تو سیاہ سائے ہاکاما نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سردار اوکاشا نے اسے مزید احکام دیئے اور سیاہ سایہ ہاکاما سر جھکا کر اسے سلام کر کے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد سردار اوکاشا ایک بار پھر اسی مخصوص انداز میں بیٹھ گیا جیسے وہ پہلے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور پھر اس کے ہونٹ تیزی سے ہلنا شروع ہو گئے جیسے اس نے باقاعدہ کسی منتر کا جاپ کرنا شروع کر دیا ہو۔

جوزف کچن سے کافی کا مگ لے کر ابھی گیٹ کے پاس آ کر کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ اچانک کال بیل بج اٹھی تو جوزف کرسی پر بیٹھتے بیٹھتے رک گیا۔ ان دنوں جوانا اپنے کسی نجی کام کے سلسلے میں ایکریمیا گیا ہوا تھا اس لئے جوزف رانا ہاؤس میں اکیلا تھا۔

"کون آ گیا اس وقت"...... جوزف نے کہا۔ اس نے کافی کا مگ کرسی پر رکھا اور قدم بڑھاتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے گیٹ پر لگی ہوئی ذیلی کھڑکی کھولی اور باہر جھانکنے لگا اور پھر باہر ایک بھکاری کو دیکھ کر اس کے چہرے پر قدرے ناگواری کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

بھکاری انتہائی سیاہ فام تھا۔ اس نے گہرے رنگ کا لبادے نما لباس پہن رکھا تھا جو جگہ جگہ سے پھٹا ہوا نظر آ رہا تھا۔ بھکاری کے بال جھاڑ جھنکار کی طرح بڑھے ہوئے تھے۔ اس کے پیروں

میں جوتے بھی نہیں تھے۔ اس کے سفید بال اس قدر گدلے تھے جیسے وہ کئی برسوں سے نہایا ہی نہ ہو۔ اس بھکاری کی جو سب سے عجیب بات تھی وہ یہ تھی کہ اس نے آنکھوں پر باقاعدہ سیاہ چشمہ لگا رکھا تھا۔ چشمہ بالکل نیا تھا۔ بھکاری کی آنکھوں پر سیاہ چشمہ اس سے قطعی طور پر میل نہیں کھا رہا تھا۔

"ایک منٹ رکو"...... جوزف نے کہا اور اس نے فوراً ذیلی کھڑکی بند کر دی۔ کھڑکی بند کرتے ہی اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا نوٹ نکال کر اس نے ایک بار پھر کھڑکی کھولی اور نوٹ والا ہاتھ باہر نکال لیا۔

"یہ لو اور جاؤ یہاں سے"...... جوزف نے کہا۔

"میں بھکاری نہیں ہوں"...... باہر کھڑے آدمی نے کہا تو جوزف چونک پڑا۔

"بھکاری نہیں ہو۔ کیا مطلب"...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام زوبار ہے۔ میں تم سے ملنے آیا ہوں"...... اس آدمی نے کہا۔ وہ مقامی زبان میں ہی بات کر رہا تھا۔ البتہ اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی جیسے اسے مقامی زبان بولنے میں دشواری ہو رہی ہو۔

"زوبار۔ مگر میں تو تمہیں نہیں جانتا"...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن میں تمہیں جانتا ہوں''...... زوبار نے کہا۔

''کیسے۔ کیا جانتے ہو تم میرے بارے میں''...... جوزف نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''مجھے اندر آنے دو۔ میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں''۔ زوبار نے کہا۔

''جو بات کرنی ہے یہیں کرو۔ میں اجنبیوں کو اندر نہیں آنے دیتا''...... جوزف نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

''میں تمہارا مہمان ہوں جوزف۔ کیا تم مہمانوں کو اسی طرح باہر روک کر بات کرتے ہو''...... زوبار نے کہا اور اس کے منہ سے اپنا نام سن کر جوزف چونک پڑا۔

''تم میرا نام کیسے جانتے ہو''...... جوزف نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

''اندر آ کر بتاؤں گا''...... زوبار نے کہا۔

''کیا بتاؤ گے اندر آ کر''...... جوزف نے پوچھا۔

''یہی کہ میں تمہارا نام کیسے جانتا ہوں''...... زوبار نے اس بار قدرے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ جب تک تم مجھے اپنے بارے میں نہیں بتاؤ گے میں تمہیں اندر نہیں آنے دوں گا۔ تم بن بلائے مہمان ہو اور میں بن بلائے مہمانوں سے بات بھی نہیں کرتا''...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مہمان کبھی بتا کر نہیں آتے جوزف۔ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے''...... زوبار نے اسی انداز میں کہا۔

''ضروری بات ہے تو میں باہر آ جاتا ہوں''...... جوزف نے کہا۔

''مجھ سے ڈرو نہیں جوزف۔ میں تمہیں نقصان پہنچانے کے لئے نہیں آیا ہوں''...... زوبار نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم مجھے کیا نقصان پہنچاؤ گے۔ بہرحال رکو۔ میں ابھی آتا ہوں''...... جوزف نے کہا اور زوبار کی بات سنے بغیر اس نے کھڑکی ایک بار پھر بند کی اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا ایک کمرے میں چلا گیا۔ اس کمرے میں کنٹرول روم تھا۔ جوزف نے احتیاط کے پیش نظر رانا ہاؤس کا آپریٹنگ سسٹم آن کر دیا۔ اس آپریٹنگ سسٹم کے تحت رانا ہاؤس کا خودکار حفاظتی سسٹم آن ہو جاتا تھا جس سے رانا ہاؤس کے ہر حصے میں الٹرا ہائی پلس ریز پھیل جاتی تھیں۔ ان ریز کی موجودگی میں ہر قسم کا تباہ کن اسلحہ زیرو ہو جاتا تھا۔ یہ ایک قسم کا جامنگ سسٹم تھا جس میں نہ ہی کسی پسٹل یا مشین گن سے گولیاں چلتی تھیں اور نہ ہی وہاں کوئی بلاسٹنگ کی جا سکتی تھی۔ اس خصوصی سسٹم کی وجہ سے رانا ہاؤس میں کسی بھی قسم کی گیس کا اثر بھی منٹوں میں ختم ہو جاتا تھا۔

گو باہر کھڑا آدمی ایک بوڑھا اور بھکاری ہی معلوم ہو رہا تھا لیکن عمران نے جوزف کو سختی سے ہدایات دے رکھی تھیں کہ رانا

ہاؤس میں کسی بھی غیر مطلق آدمی کو اندر نہ آنے دے اور اگر کوئی اندر آ جائے تو وہ رانا ہاؤس کا تمام حفاظتی سسٹم آن رکھے تاکہ اس پر کسی بھی قسم کا کوئی حملہ نہ کیا جا سکے اس لئے زوبار کو اندر بلانے سے پہلے اس نے احتیاطاً تمام سسٹم آن کر دیئے تھے۔ آپریٹنگ سسٹم آن کر کے وہ اطمینان بھرے انداز میں کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس نے باہر آ کر کمرے کو مخصوص انداز میں لاک کیا اور مڑ کر گیٹ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ وہ یکلخت وہیں ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کا سمندر موجزن ہو گیا۔ جس بوڑھے زوبار کو اس نے گیٹ کے باہر دیکھا تھا وہ اندر موجود تھا اور جوزف کی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کافی کا مگ اس کے ہاتھ میں تھا جو جوزف نے اپنے لئے بنائی تھی۔

''تم۔تم اندر کیسے آ گئے''...... جوزف نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

''گیٹ سے آیا ہوں اور میں نے اندر کہاں سے آنا تھا''۔ زوبار نے بڑے اطمینان بھرے لہجے مین جواب دیتے ہوئے کہا تو جوزف نے گیٹ کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں موجود حیرت اور زیادہ بڑھ گئی۔ گیٹ بند تھا اور اس کے ذیلی دروازے کو بھی مخصوص لاک لگا ہوا تھا۔

''گیٹ۔لیکن کیسے۔ گیٹ تو بند ہے اور اسے لاک لگا ہوا ہے''۔ جوزف نے منہ بناتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو میں نے کب کہا ہے کہ میں گیٹ یا گیٹ کا دروازہ کھول کر اندر آیا ہوں''...... زوبار نے کہا۔ اس کے ہونٹوں پر پراسرار سی مسکراہٹ تھی۔

''تب پھر تم اندر کیسے آ گئے۔ جلدی بتاؤ ورنہ''...... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس نے فوراً ہولسٹر میں لگا ہوا ریوالور کھینچ لیا۔ اسے ریوالور نکالتے دیکھ کر زوبار بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم نے ابھی ابھی جس مشین کو چلا کر یہاں غیر مرئی شعاعیں پھیلائی ہیں کیا ان کی موجودگی میں تم مجھ پر گولی چلا سکو گے''۔ زوبار نے کہا تو جوزف کے دماغ میں یکلخت زہریلی چیونٹیاں رینگنا شروع ہو گئیں۔

''کون ہو تم''...... جوزف نے غرا کر کہا۔

''میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ میں زوبار ہوں۔ زوبار''۔ زوبار نے اپنے نام پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''یہاں کیوں آئے ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... جوزف نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''سب بتا دوں گا۔ تم دوسری کرسی لاؤ اور یہاں میرے سامنے بیٹھ جاؤ''...... اس بار زوبار نے قدرے سخت لہجے میں کہا اور اس کا سخت لہجہ سن کر جوزف ایک بار پھر چونک پڑا۔ وہ چند لمحے زوبار کی جانب الجھی ہوئی نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ زوبار بلاشبہ بھکاری اور انتہائی بے ضرر سا آدمی معلوم ہو رہا تھا لیکن جوزف کونجانے ایسا

کیوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی عام انسان نہیں ہے۔ زوبار کی طرف دیکھتے ہوئے نہ صرف اس کے ذہن میں زہریلی چیونٹیاں سی رینگنا شروع ہو گئیں تھیں بلکہ اسے اپنے جسم میں سنسناہٹ سی بھی محسوس ہو رہی تھی۔

”جلدی کرو جوزف۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے“۔ زوبار نے تیز لہجے میں کہا۔ جوزف چند لمحے جبڑے بھینچے اسے دیکھتا رہا اور پھر وہ مڑا اور دوسری طرف دیوار کے پاس پڑی ہوئی ایک کرسی اٹھا کر اس طرف لے آیا۔ اس نے ریوالور دوبارہ ہولسٹر میں رکھ لیا تھا۔ جوزف نے کرسی لا کر اس کے سامنے رکھ دی۔

”بیٹھو“...... زوبار نے اس انداز میں کہا جیسے جوزف اس کا غلام ہو اور زوبار اس سے جو کہے گا وہ اسی پر عمل کرے گا۔ جوزف اسے تیز نظروں سے گھورتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے زوبار کے اس انداز پر غصہ تو بے حد آ رہا تھا لیکن ایک تو زوبار بے حد بوڑھا تھا اور دوسرے جس طرح وہ بند گیٹ سے اندر آ گیا تھا اس پر بھی جوزف مسلسل اس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

”میرے بارے میں سوچ رہے ہو“...... زوبار نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا آخر تم ہو کون اور تم اس طرح بند دروازوں سے اندر کیسے آ سکتے ہو“...... جوزف نے کہا۔

”میرا تعلق ساخار سے ہے“...... زوبار نے کہا تو جوزف یکلخت

اچھل پڑا۔

”ساخار قبیلہ۔ مطلب تم افریقہ سے آئے ہو اور زوبار۔ اوہ۔ اوہ۔ تم اسی ساخار قبیلے کے سردار زوبار ہو جس کا تعلق فادر جوشوا کی تیسری نسل سے ہے“...... جوزف نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں تمہارے فادر جوشوا کے بیٹے کے بیٹے کا بیٹا ہوں“...... زوبار نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو جوزف کی آنکھیں حیرت سے پھیل کر اس کے کانوں سے جا لگیں۔

”میں کیسے یقین کر لوں کہ تم واقعی ساخار قبیلے کے سردار ہی ہو“...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں بند دروازے سے گزر کر یہاں آ گیا ہوں۔ میں تمہارا نام جانتا ہوں اور تمہیں فادر جوشوا کے بارے میں بتا رہا ہوں۔ کیا یہ سب کافی نہیں ہے“...... زوبار نے کہا۔

”نہیں۔ فادر جوشوا کی نسل کی ایک خاص نشانی ہے جو صدیوں سے نسل در نسل چلی آ رہی ہے۔ وہ نشانی کیا ہے اور کیا تم مجھے وہ نشانی دکھا سکتے ہو“...... جوزف نے کہا۔

”تم اس نشانی کا کہہ رہے ہو نا“...... زوبار نے کہا اور اس نے منہ سے اپنی زبان نکال کر اوپر اٹھا دی تو جوزف ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور فوراً زوبار کے قدموں میں جا گرا۔ زوبار کی زبان کے نچلے حصے میں ایک سرخ رنگ کا دائرہ سا بنا ہوا تھا۔ اس دائرے میں ایک سات کونوں والا ستارہ بھی بنا ہوا تھا اور یہ خاص

نشانی واقعی فادر جوشوا کے خاندان کی ہی اصلی نشانی تھی جو ان کے ساتھ نسل در نسل چلی آ رہی تھی۔ جوزف فادر جوشوا کا معتمد خاص تھا اور وہ اس کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا اس لئے اس کی نظر میں ہر وہ انسان اس کے لئے عزیز تھا جس کا تعلق فادر جوشوا سے تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جیسے ہی اس نے مخصوص نشانی دیکھی وہ فوراً زوبار کے قدموں میں آ کر بیٹھ گیا۔

"مجھے معاف کر دو سردار زوبار۔ میں تمہیں پہچان نہیں سکا۔ مجھ سے غلطی ہوگئی۔ میں نے فادر جوشوا کے خاندان کے فرد کو نہ پہچان کر بہت بڑا قصور کیا ہے۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو"۔ جوزف نے بری طرح سے سر مارتے ہوئے کہا۔

"اٹھو۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"...... زوبار نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں عظیم فادر جوشوا کے عظیم فرزند۔ میں اس وقت تک تمہارے پاؤں نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ تم مجھے معاف نہیں کر دو گے"...... جوزف نے اسی انداز میں کہا۔

"جوزف۔ میں کہتا ہوں اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ جلدی"۔ زوبار نے کرخت لہجے میں کہا تو جوزف بوکھلائے ہوئے انداز میں اس کے پیر چھوڑ کر اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

"میرے سامنے بیٹھ جاؤ"...... زوبار نے اسی انداز میں کہا۔

"مجھے اپنے قدموں میں بیٹھنے دو سردار زوبار۔ میں۔ میں"۔

جوزف نے حسرت بھرے لہجے میں کہا جیسے زوبار کے قدموں میں بیٹھنا وہ اپنے لئے اعزاز سمجھ رہا ہو اور زوبار نے اسے اٹھا کر اسے مایوس کر دیا ہو۔

"جوزف۔ میں یہاں اپنی مرضی سے نہیں آیا بلکہ مجھے خاص طور پر یہاں فادر جوشوا نے بھیجا ہے"...... زوبار نے کہا۔

"یہ میری خوش قسمتی ہے سردار زوبار کہ تم یہاں آئے ہو۔ مجھے یہ جان کر اور خوشی ہو رہی ہے کہ تمہیں میرے پاس فادر جوشوا نے بھیجا ہے"...... جوزف نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پہلے یہ اپنا پیالہ پکڑو اور اپنی بنائی ہوئی سیاہ چائے پی لو۔ پھر میں تم سے بات کرتا ہوں"...... زوبار نے اس کی طرف کافی کا مگ بڑھاتے ہوئے کہا تو جوزف نے اٹھ کر اس کے ہاتھوں سے مگ لیا اور جھک کر اپنی کرسی کے قریب رکھ دیا۔

"اسے میں بعد میں پی لوں گا سردار زوبار۔ تم بتاؤ۔ میں تمہاری کیا خدمت کروں۔ تمہیں ایسا کیا پیش کروں جس سے تم سیر بھی ہو جاؤ اور خوش بھی"...... جوزف نے بڑے ملتجیانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے کسی چیز کی طلب نہیں ہے۔ یہ چشمہ لو اور اسے اپنی آنکھوں پر لگا لو"...... زوبار نے کہا اور پھر اس نے اپنی آنکھوں سے تاریک چشمہ اتار کر جوزف کی طرف بڑھا دیا۔ جوزف نے ایک لمحے کے لئے حیرت سے اس چشمے کی طرف دیکھا اور پھر اس نے ایک بار پھر اٹھ کر اس سے ادب سے چشمہ پکڑ لیا اور پھر اس

نے چشمہ اپنی آنکھوں سے لگا لیا۔ جیسے ہی اس نے چشمہ آنکھوں سے لگایا اسے ایک جھٹکا لگا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے سیاہ شیشوں سے کوئی برق سی نکل کر اس کی آنکھوں میں اتر گئی ہو۔ ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

’’اب میری باتیں دھیان سے سنو‘‘...... زوبار نے کہا تو جوزف نے آنکھیں کھول دیں۔

’’یہ چشمہ میں خاص طور پر تمہارے لئے لایا ہوں۔ اسے ہر وقت آنکھوں پر لگائے رکھنا۔ دن ہو یا رات، روشنی ہو یا تاریکی تم اس چشمے کو کسی بھی صورت آنکھوں سے نہیں اتارو گے‘‘...... زوبار نے کہا۔

’’اوہ۔ مگر کیوں‘‘...... جوزف نے کچھ کہنا چاہا۔

’’خاموشی سے میری بات سنو‘‘...... زوبار نے غرا کر کہا اور اس کی غراہٹ سن کر جوزف کو اپنے جسم میں سردی کی تیز لہر سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔

’’تمہیں اس چشمے کی مدد سے ہر حال میں اپنی آنکھوں کی حفاظت کرنی ہے۔ جب تک تم خود یہ چشمہ نہیں اتارو گے دوسرا کوئی بھی تمہاری آنکھوں سے اس چشمے کو نہیں اتار سکے گا لیکن تم نے جیسے ہی خود یہ چشمہ اتارا تم اسی لمحے اندھے ہو جاؤ گے اور میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ تمہارے اندھے ہونے کا مطلب تمہاری موت ہو گا۔ صرف موت‘‘...... زوبار نے کہا تو جوزف حیرت بھری

نظروں سے زوبار کی طرف دیکھنے لگا جیسے اسے زوبار کی باتوں کی سمجھ ہی نہ آ رہی ہو۔

’’کیا تم سیاہ شیطانی طاقت ساکا کارا کے بارے میں کچھ جانتے ہو‘‘...... زوبار نے اس بار جوزف کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو جوزف ساکا کارا کا نام سن کر ایک بار پھر چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا تھا۔

’’ساکا کارا۔ یہ اسی شیطانی عفریت کا نام ہے نا جسے صدیوں پہلے شیطان نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس عفریت کو بنانے کے لئے شیطان نے انسانوں، جنات اور خطرناک درندوں کے الگ الگ حصے کاٹ کاٹ کر لگائے تھے‘‘...... جوزف نے کہا۔

’’ہاں۔ اس عفریت کا سر شیر کا ہے اور اس کا جسم ایک شیطان جن کا ہے۔ اس کے پیر انسان کے ہیں مگر اس کے پیروں اور ہاتھوں کے ناخن خطرناک درندوں کے ہیں اور اس عفریت کا دماغ بھی بے شمار درندوں کی رگیں جوڑ کر بنایا گیا ہے۔ اس طرح اس عفریت کی آنکھیں دنیا کے سب سے بڑے سانپ اینا کونڈا کی لگائی گئی تھیں اور ان سب کے ملاپ سے ساکا کارا دنیا کا سب سے بڑا اور انتہائی بھیانک عفریت بن گیا تھا۔ پھر شیطان نے اس کے جسم میں دس بدروحوں کو گھسا دیا تھا جس سے وہ عفریت زندہ ہو گیا تھا۔ جب وہ عفریت زندہ ہوا تو شیطان نے اسے بے پناہ

طاقتیں دے دی تھیں تا کہ اسے کوئی شکست نہ دے سکے اور نہ ہی کسی طرح سے اسے فنا کیا جا سکے۔

اس دور میں انسانوں کا ایک بہت بڑا قبیلہ تھا جہاں روشنی کی طاقتوں کا راج تھا۔ اس قبیلے میں دس ہزار سے زیادہ انسان تھے۔ سب کے سب نیک، عبادت گزار اور انتہائی باکردار انسان تھے۔ ان انسانوں کے دل برائیوں اور گناہوں سے پاک تھے۔ شیطان نے اس قبیلے والوں کو ورغلانے، انہیں راہ راست سے ہٹانے اور انہیں گناہ پر آمادہ کرنے کی بے حد کوششیں کی تھیں لیکن اس قبیلے کے انسانوں کا ایمان اور ان کا عقیدہ بے حد مضبوط تھا۔ شیطان نے انہیں زن، زر اور زمین کی طرف بھی راغب کرنے کی کوشش کی۔ ان کے دلوں میں تاریکی کے پردے ڈالنے چاہے لیکن ان قبیلے والوں کے دلوں میں وہ کوئی لالچ پیدا نہ کر سکا اور وہ انہیں کسی بھی شیطانی حربے سے نہیں بھٹکا سکا تھا۔ بلکہ بعض اوقات تو ان قبیلے والوں کے مضبوط ایمان اور عقیدے سے شیطان کو عبرتناک شکست کا بھی سامنا کرنا پڑا تھا اور اسے وہاں سے منہ کی کھا کر بھاگنا پڑا تھا۔

شیطان نے ان قبیلے والوں کو بھٹکانے اور انہیں تباہ و برباد اور ہلاک کرنے کی بھی بے پناہ کوششیں کی تھیں مگر اسے کوئی کامیابی نہیں ملی تھی جس سے اس کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا اور اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ روشن دنیا کے اس قبیلے کو وہ تہس نہس کر دے۔

تب اس نے ان قبیلے والوں کو تباہ و برباد اور ہلاک کرنے کے لئے شیطان عفریت ساکا کارا بنایا۔ اس نے ساکا کارا کو بنانے کے لئے انسان، جنات اور جانوروں کے مختلف اعضاء کا استعمال کیا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ جیسے ہی اس عفریت کو روشن دنیا والوں کے قبیلے میں بھیجے گا وہ لوگ اسے کسی بھی طرح نہیں روک سکیں گے اور ساکا کارا ان سب کو ہلاک کر دے گا۔ اور پھر ایسا ہی ہوا۔ ساکا کارا نے اس قبیلے میں جا کر ہر طرف تباہی مچا دی۔ اس نے وہاں موجود بے شمار افراد کو ہلاک کر دیا۔ قبیلے والوں نے اسے روکنے اور اسے ہلاک کرنے کی بہت کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ ساکا کارا کے سینے میں دس دل تھے جن میں بدروحیں گھسی ہوئی تھیں۔ جب ساکا کارا کی شیطانیت عروج پر پہنچ گئی تو اس قبیلے کا ایک بڑا رشی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس رشی نے ساکا کارا کا زبردست مقابلہ کیا اور اسے قبیلے سے نکال کر باہر پھینک دیا۔ وہ مہا رشی ساکا کارا کو ہلاک تو نہیں کر سکا تھا لیکن اس نے ساکا کارا سے اس کی دونوں آنکھیں چھین لی تھیں جس سے ساکا کارا اندھا ہو گیا تھا۔

ساکا کارا کے اندھے ہوتے ہی مہا رشی نے اس پر مقدس کلام پڑھا ہوا پانی پھینک دیا جس سے ساکا کارا وہیں بے ہوش ہو گیا اور پھر مہا رشی نے قبیلے والوں کے ساتھ مل کر سیاہ پتھر کا ایک بڑا تابوت تیار کیا اور بے ہوش ساکا کارا کو اس تابوت میں بند کر دیا

اور پھر اس تابوت کو ایک بڑی سی کشتی میں رکھ کر ایک جزیرے پر پہنچا دیا گیا۔ اس جزیرے پر بے شمار آتش فشاں پہاڑ موجود تھے۔ مہا رشی اور قبیلے والوں نے اس تابوت کو ایک خفتہ آتش فشاں پہاڑ میں گرا دیا اور اس طرح ساکا کارا کا شیطانی کھیل ختم ہو گیا۔

شیطان نے اس خفتہ آتش فشاں پہاڑ سے سیاہ تابوت اور ساکا کارا کو نکالنے کی بے حد کوششیں کیں مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ شیطان نے اپنے بے شمار نمائندوں کو بھی وہاں بھیجا تھا لیکن مہا رشی اور اس کے ساتھیوں نے جس آتش فشاں پہاڑ میں تابوت گرایا تھا وہ اندر سے زندہ پہاڑ تھا۔ اس پہاڑ میں اترنا اور وہاں سے سیاہ تابوت کو نکالنا ناممکن تھا۔ تابوت میں ساکا کارا زندہ تھا۔ اسے چونکہ آگ بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی اس لئے شیطان اسے ہر ممکن طریقوں سے اس پہاڑ سے نکالنا چاہتا تھا۔ پھر صدیاں گزر گئیں اور شیطان اپنے مقصد میں ناکام ہو گیا۔ وہ چونکہ اس جیسا دوسرا عفریت نہیں بنا سکتا تھا اس لئے وہ مایوس ہو گیا تھا۔ اب یہی ممکن تھا کہ ساکا کارا کا سیاہ تابوت خود ہی کسی طرح سے اس آتش فشاں سے باہر آ جاتا تو تب شیطان اپنے کسی پیروکار کی مدد سے اس کا تابوت کھلوا سکتا تھا اور اسے دوبارہ جگایا جا سکتا تھا۔ ساکا کارا جب جاگتا تو اس کی طاقتوں میں ہزار گنا اضافہ ہو جاتا جس کی مدد سے شیطان ایک بار پھر اسے روشنی کی دنیا کے انسانوں کے خلاف حرکت میں لا سکتا تھا۔ شیطان کی تو ازل سے ہی یہی خواہش

ہے کہ وہ ساری دنیا سے روشنی کے نمائندوں کا نام و نشان ہی مٹا دے۔ اس کی یہ خواہش صرف وہی شیطان درندہ ہی پوری کر سکتا تھا جسے اس نے ساکا کارا کا نام دے رکھا تھا“...... زوبار نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور جوزف خاموشی اور حیرت سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ زوبار اسے شیطان اور اس کے ساکا کارا نامی عفریت کے بارے میں یہ سب کیوں بتا رہا ہے۔

”تم شاید حیران ہو کہ میں تمہیں یہ سب کیوں بتا رہا ہوں“۔ زوبار نے جیسے جوزف کی دل کی بات بھانپتے ہوئے کہا۔

”ہاں مقدس زوبار۔ مجھے واقعی سمجھ نہیں آ رہا کہ تم مجھے اس شیطان عفریت کے بارے میں کیوں بتا رہے ہو“...... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”بتاتا ہوں۔ میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا بے فکر رہو“۔ زوبار نے کہا تو جوزف سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

”سب سے پہلے تو یہ سن لو کہ جس شیطانی عفریت ساکا کارا کو صدیوں پہلے آتش فشاں پہاڑ میں پھینکا گیا تھا وہ اب تک زندہ ہے“...... زوبار نے کہا۔

”اوہ۔ اتنی صدیاں گزرنے کے باوجود وہ ابھی تک فنا نہیں ہوا۔ آتش فشاں میں بھی نہیں“...... جوزف نے حیرت سے کہا۔

”ہاں۔ وہ تابوت میں اسی حالت میں ہے جس حالت میں

اسے مہا رشی اور اس کے ساتھیوں نے بند کیا تھا''...... زوبار نے کہا۔

''اوہ''...... جوزف کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''اور سنو جوزف۔ صدیوں آتش فشاں میں رہنے کے بعد ساکا کارا کا تابوت باہر آ گیا ہے۔ وہ تابوت اب اسی جزیرے پر موجود ہے جہاں آتش فشاں پہاڑوں کی کثرت ہے''...... زوبار نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو کیا اس کا سیاہ تابوت کھل گیا ہے اور وہ باہر آ گیا ہے''...... جوزف نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ابھی تابوت بند ہے اور ساکا کارا ابھی ہوش میں نہیں آیا لیکن بہت جلد اس تابوت کو کھول لیا جائے گا اور اس تابوت کے کھلتے ہی ساکا کارا ایک بار پھر جاگ جائے گا''...... زوبار نے کہا۔

''اوہ گاڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ساکا کارا کو پھر آزادی مل جائے گی اور وہ روشنی کی دنیا کے انسانوں کی تباہی و بربادی کے لئے آ جائے گا''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ اس بار وہ پہلے سے زیادہ طاقتور اور خوفناک ہو گا۔ وہ دنیا کے ہر اس انسان کو ہلاک کر دے گا جس کا تعلق روشنی کی دنیا سے ہو گا۔ اس کا وجود پہلے سے زیادہ مضبوط اور ٹھوس ہو گا۔ اس دنیا کا جدید سے جدید اسلحہ بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ اس پر

نہ آگ اثر کرے گی اور نہ پانی۔ وہ مجسم شیطان بن کر آئے گا اور پھر ہر طرف تباہی اور بربادی پھیلا دے گا جسے روکنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گا''...... زوبار نے کہا۔

''تو کیا اسے روکنے والا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ اس دنیا میں مہا رشی تو نہیں ہوں گے مگر نیک اور ایسے لوگوں کی بھی اس دنیا میں کوئی کمی نہیں ہے جن سے شیطان بھی پناہ مانگتا ہے اور ان سے دور بھاگتا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ یہ درست ہے۔ اس دور میں بھی بے حد مہا رشی اور رشی موجود ہیں لیکن اس پائے کا اب کوئی مہا رشی نہیں ہے جو اس دور میں روشنی کی دنیا کے قبیلے کا تھا''...... زوبار نے کہا۔

''پھر تو اس کے زندہ ہونے، میرا مطلب ہے جاگنے سے پوری دنیا میں تباہی آ سکتی ہے''...... جوزف نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''بالکل''...... زوبار نے کہا۔

''تو کیا اسے دنیا کو تباہ کرنے سے کسی بھی طرح سے نہیں روکا جا سکتا''...... جوزف نے پوچھا۔

''ساکا کارا ابھی اندھا ہے۔ وہ تابوت سے نکل بھی آئے تب بھی اسے آنکھوں کی ضرورت ہو گی۔ جب تک اسے نئی آنکھیں نہیں ملیں گی اس وقت تک اس سے دنیا کو کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن جیسے ہی اسے آنکھیں ملیں گی وہ اس جزیرے سے فوراً باہر آ جائے گا''...... زوبار نے کہا۔

"نئی آنکھوں سے تمہاری کیا مراد ہے مقدس زوبار"...... جوزف نے پوچھا۔

"میں نے تمہیں بتایا تھا کہ ساکا کارا کی آنکھیں دنیا کے سب سے بڑے سانپ اینا کونڈا کی تھیں لیکن اب اسے کسی سانپ کی نہیں بلکہ ایک انسان کی آنکھوں کی ضرورت ہو گی"...... زوبار نے کہا۔

"انسانی آنکھیں"...... جوزف نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ اسے جس مہا رشی نے اندھا کیا تھا اب اسے اسی مہا رشی کی نسل کے کسی فرد کی آنکھیں درکار ہیں۔ اس مہا رشی کے خاندان کا کوئی بھی انسان اس کے کام آ سکتا ہے۔ وہ اس انسان کی آنکھیں نوچ کر اپنی آنکھوں میں لگا لے گا تو اس کی آنکھیں پہلے کی طرح روشن ہو جائیں گی"...... زوبار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا اس مہا رشی کی نسل کا کوئی انسان اب بھی اس دنیا میں ہے"...... جوزف نے پوچھا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو میں تمہارے پاس آیا ہوں"...... زوبار نے کہا تو جوزف پہلے حیرت سے زوبار کی طرف دیکھتا رہا اور پھر وہ یکلخت اچھل پڑا۔

"تت۔ تت۔ تمہارا مطلب ہے وہ انسان میں ہوں"۔ جوزف نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا تعلق مکاشو نسل کے خاندان سے ہے جوزف اور جس

مہا رشی نے ساکا کارا عفریت کو اندھا کیا تھا وہ اسی نسل سے تعلق رکھتا تھا۔ مکاشو خاندان کے ابھی اور انسان بھی ہیں لیکن تم چونکہ پرنس کا درجہ رکھتے ہو اس لئے ساکا کارا اپنی آنکھیں روشن کرنے کے لئے تمہاری آنکھیں حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس کام کے لئے وہ یہاں خود تو نہیں آئے گا لیکن تمہاری آنکھیں نوچنے کے لئے بہت سی شیطانی ذریتیں حرکت میں آ سکتی ہیں۔ خاص طور پر افریقہ کے گھنے جنگلوں میں ایک خونخوار قبیلہ ہے جس کا نام اوکاشا قبیلہ ہے۔ اس قبیلے کے سردار کا نام بھی یہی ہے۔ سردار اوکاشا شیطان کا پیروکار ہے۔ وہ سفلی علوم کا بھی ماہر ہے اور اس کے قبضے میں بے شمار شیطانی ذریتیں بھی ہیں جو ایک لمحے میں دنیا کے کسی بھی حصے میں پہنچ سکتی ہیں۔ سردار اوکاشا کو ساکا کارا کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہے۔ وہ اپنی طاقتیں بڑھانے اور پوری دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنے کا خواب دیکھ رہا ہے اور اس کا یہ خواب تب ہی پورا ہو سکتا ہے جب ساکا کارا اس کی غلامی میں آ جائے گا۔ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ ساکا کارا کا سیاہ تابوت آتش فشاں سے باہر آ گیا ہے۔ وہ سیاہ تابوت کو حاصل کرنے اور اسے کھولنے کے لئے جا رہا ہے۔ جب وہ تابوت کھولے گا تو ساکا کارا فوراً جاگ جائے گا لیکن وہ اس وقت تک اس جزیرے سے باہر نہیں آ سکے گا جب تک اسے تمہاری دونوں آنکھیں نہ مل جائیں۔ سردار اوکاشا کو جب معلوم ہو گا کہ وہ ساکا کارا کو اس وقت تک اپنے قبضے میں نہیں کر

سکتا جب تک وہ تمہیں ڈھونڈ کر اور تمہاری دونوں آنکھیں نکال کر اس کی آنکھوں میں نہ لگا دے۔ اس کے لئے وہ اپنی تمام شیطانی ذریتوں کو یہاں بھیج دے گا جو ہر ممکن طریقوں سے تمہاری آنکھیں نوچنے کی کوشش کر سکتی ہیں۔ وہ شیطانی ذریتیں تم پر دن کے وقت بھی حملے کر سکتی ہیں اور رات کے وقت بھی اس لئے میں نے تم سے کہا تھا کہ تم اس چشمے کو کسی بھی وقت اور کسی بھی حال میں اپنی آنکھوں سے الگ نہیں کرو گے۔ جب تک یہ چشمہ تمہاری آنکھوں پر رہے گا کوئی بھی شیطانی طاقت تمہاری آنکھیں نہیں نوچ سکے گی۔ تمہیں ہر حال میں اپنی آنکھوں کی حفاظت کرنی ہو گی۔ اگر تمہاری آنکھیں چھن گئیں تو سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ پھر دنیا کی تباہی کو کسی بھی طرح سے نہیں روکا جا سکے گا''...... زوبار ایک بار پھر رکے بغیر بولتا چلا گیا۔

''اوہ۔ ان شیطانی طاقتوں سے میں کب تک اور کس طرح اپنی آنکھوں کو بچاتا رہوں گا۔ ضروری تو نہیں کہ یہ چشمہ دن رات میری آنکھوں پر لگا رہے۔ نیند کی حالت میں یہ چشمہ اتر گیا تو''۔ جوزف نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''اسی لئے تو میں تم سے بار بار کہہ رہا ہوں کہ یہ چشمہ کسی بھی حالت میں تمہاری آنکھوں سے نہیں ہٹنا چاہئے ورنہ اس دنیا کی تباہی کا باعث تم بنو گے۔ صرف تم''...... زوبار نے خوفناک لہجے میں کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ میں اس دنیا کو تباہ ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ کبھی بھی نہیں''...... جوزف نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بس تو پھر تمہیں صرف اپنی آنکھوں کی حفاظت کرنی ہے اور کچھ نہیں۔ اس وقت تک جب تک ساکا کارا فنا نہیں ہو جاتا''۔ زوبار نے کہا۔

''اور وہ کیسے فنا ہو گا عظیم زوبار۔ کیا ایسا ممکن ہے''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ اگلے تین سالوں تک اگر تمہاری آنکھیں اسے نہ ملیں تو وہ اس جزیرے میں خود بخود فنا ہو جائے گا۔ وہ بھی ہمیشہ کے لئے''...... زوبار نے کہا۔

''تت۔ تت۔ تین سال''......جوزف نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں تین سال۔ وہ اندھی حالت میں صرف تین سالوں تک زندہ رہ سکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں اور اگر تم چاہو تو اسے تین سال سے پہلے بھی فنا کر سکتے ہو''...... زوبار نے کہا تو جوزف چونک پڑا۔

''اوہ۔ وہ کیسے''...... جوزف نے فوراً پوچھا۔

''اس کے لئے تمہیں اس آتش فشاں پہاڑوں والے جزیرے پر جانا ہو گا۔ تم چونکہ مکاشو خاندان کے آخری پرنس ہو اس لئے ساکا کارا کو صرف تم ہی وہاں جا کر فنا کر سکتے ہو''...... زوبار نے

کہا اور پھر وہ جوزف کو بتانے لگا کہ ساکا کارا جیسے خوفناک اور بھیانک عفریت کو کیسے فنا کیا جا سکتا ہے۔

''اوہ۔ یہ تو بہت مشکل ہے۔ اول تو میرا اس جزیرے تک پہنچنا ہی مشکل ہے اور اگر بفرض محال میں وہاں پہنچ بھی جاؤں تو میں اس قدر طاقتور اور خوفناک عفریت کا مقابلہ کیسے کر سکوں گا''۔ جوزف نے خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم اسی طرح یہاں رہ کر تین سالوں تک اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتے رہو۔ اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے''۔ زوبار نے کہا۔

''ان تین سالوں میں اگر میں ہلاک ہو گیا تو''...... جوزف نے کہا۔

''تب بھی ساکا کارا تین سالوں تک زندہ رہے گا۔ تمہاری ہلاکت کا یہی فائدہ ہو گا کہ اسے تمہاری آنکھیں نہیں مل سکیں گی اور وہ جزیرے سے باہر نہیں آ سکے گا اور پھر تین سال پورے ہوتے ہی وہ فنا ہو جائے گا''...... زوبار نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں آ گئی تھیں۔

''ایک بات اور بتاؤ سردار زوبار''...... جوزف نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''پوچھو''...... زوبار نے کہا۔

''اگر میں تین سالوں کے لئے کسی ایسی جگہ چلا جاؤں جہاں مجھ تک کوئی شیطانی ذریت نہ پہنچ سکے تو کیا میں ان سے اپنی آنکھیں محفوظ رکھ سکوں گا''...... جوزف نے پوچھا۔

''جہاں مرضی جاؤ لیکن اس چشمے کو تمہاری آنکھوں سے نہیں ہٹنا چاہئے۔ بس اس کے سوا میں اور تم سے کچھ نہیں کہوں گا اور اب میرے جانے کا وقت ہو گیا ہے''...... زوبار نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ارے۔ ارے۔ مقدس سردار زوبار۔ تم کہاں جا رہے ہو۔ تم نے تو ابھی مجھے خدمت کا کوئی موقع ہی نہیں دیا''...... جوزف نے جلدی سے کہا۔

''نہیں جوزف۔ اب میرے پاس اور وقت نہیں ہے۔ مجھے بہت دور جانا ہے اور تم جانتے ہو کہ میں واپس دن کی روشنی میں ہی جا سکتا ہوں۔ رات کی تاریکی میں نہیں''...... زوبار نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ تو ہے۔ تو کیا تم دوبارہ آؤ گے''...... جوزف نے کہا۔

''شاید''...... زوبار نے کہا اور پھر وہ گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جیسے جیسے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا اس کا جسم کسی سائے کی طرح مدہم ہوتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ گیٹ کے قریب پہنچتے پہنچتے وہ غائب ہو گیا۔ جیسے وہ سایہ بن کر گیٹ سے باہر نکل گیا ہو۔

اوکاشا قبیلے کا نائب سردار تاگوما اپنی جھونپڑی میں گھاس پھونس کے بنے ہوئے نرم و ملائم بستر پر چت لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں جھونپڑی کی چھت پر گڑی ہوئی تھیں اور وہ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ اچانک اسے قدموں کی چاپ سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ جھونپڑی کے دروازے سے اس نے ایک سیاہ سائے کو اندر آتے دیکھا تو وہ یکلخت بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔

''ہاکاما تم یہاں۔ اس وقت''...... تاگوما نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مجھے سردار اوکاشا نے بھیجا ہے''...... سائے کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ کوئی پیغام لائے ہو''...... تاگوما نے پوچھا۔

''ہاں۔ سردار اوکاشا یہاں آ رہا ہے''...... ہاکاما نے کہا۔

''سردار اوکاشا آ رہا ہے۔ اوہ۔ لیکن ابھی وہ چند دنوں پہلے تو یہاں آیا تھا۔ پھر اتنی جلدی''...... تاگوما نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ سردار اوکاشا کا حکم ہے کہ میں تمہیں اس کی آمد کا بتا دوں۔ میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ اب میں جا رہا ہوں''۔ ہاکاما نے کہا اور وہ پلٹا اور پھر تیز تیز چلتا ہوا جھونپڑی سے باہر چلا گیا۔

''حیرت ہے۔ سردار اتنی جلدی دوبارہ یہاں کیسے آ سکتا ہے۔ وہ تو کئی کئی ہفتوں بلکہ کئی کئی مہینوں کے بعد آتا ہے۔ ابھی چار روز پہلے ہی تو وہ یہاں سے گیا تھا۔ آخر اسے ایسی کیا ضرورت آن پڑی ہے کہ وہ دوبارہ یہاں آ رہا ہے''...... تاگوما نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا اور پھر اس نے سر جھٹکا اور تیز تیز چلتا ہوا جھونپڑی سے باہر آ گیا۔ قبیلے کے وحشی اپنے کام کاج میں مصروف تھے۔ اسے جھونپڑی سے نکلتے دیکھ کر وہ رک گئے اور اسے مخصوص انداز میں سلام کرنے لگے۔

''سنو۔ تم سب اپنی اپنی کمین گاہوں میں چھپ جاؤ۔ سردار اوکاشا آ رہا ہے۔ اس کے آنے سے پہلے قبیلے میں مکمل خاموشی اور تنہائی ہونی چاہئے۔ جسے آواز دے کر میں بلاؤں گا اس کے سوا کسی کو اس وقت تک اپنی جھونپڑی سے باہر آنے کی اجازت نہیں

ہو گی جب تک سردار اوکاشا واپس نہیں چلا جاتا''...... تاگوما نے تیز آواز میں کہا اور سردار اوکاشا کی آمد کا سن کر قبیلے والوں کے رنگ بدل گئے اور پھر وہ نہایت افراتفری کے عالم میں ادھر ادھر بھاگنے لگے جیسے انہوں نے سردار اوکاشا کی بجائے موت کی آمد کا سن لیا ہو۔ سب لوگ بھاگ کر اپنی اپنی جھونپڑیوں میں جا رہے تھے۔ چند ہی لمحوں میں قبیلہ یوں خاموش اور خالی ہو گیا جیسے وہاں سوائے تاگوما کے اور کوئی نہ ہو۔

تاگوما چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بدستور پریشانی اور الجھن کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک اسے تیز پھڑپھڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا تو اسے آسمان پر ایک بہت بڑا پرندہ اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ یہ پرندہ پرانے زمانے کے ڈائنوسار جیسا تھا جس کا منہ بے حد بڑا اور لمبی گردن تھی۔ پرندہ سیاہ رنگ کا تھا اور اس کے بڑے بڑے پر تھے اور لمبی دم بھی تھی جو پچاس فٹ سے بھی زیادہ لمبی تھی۔ اس کی دم پر لمبے لمبے کانٹے دکھائی دے رہے تھے۔ پرندے کی آنکھیں بڑی بڑی اور گول تھیں اور اس کی ناک سے باقاعدہ دھواں نکل رہا تھا۔ اس شیطانی پرندے کی گردن پر سردار اوکاشا ٹانگیں پھنسائے بیٹھا ہوا تھا۔ پھر اچانک پرندے نے پہاڑ جیسا منہ کھولا اور ماحول اس کے منہ سے نکلنے والی تیز اور انتہائی بھیانک چیخوں سے گونج اٹھا۔

پرندہ نہایت تیز رفتاری سے قبیلے کے اوپر چکر لگا رہا تھا۔ پھر اس نے غوطہ لگایا اور ایک کھلی جگہ پر اترتا چلا گیا۔ اس پرندے کی دو ٹانگیں تھیں اور وہ زمین پر آتے ہی کچھ دیر دوڑتا رہا اور پھر رک گیا۔ پرندے نے رکتے ہی اپنی گردن جھکا دی اور سردار اوکاشا فوراً اس کی گردن سے چھلانگ لگا کر نیچے آ گیا۔ سردار اوکاشا جیسے ہی نیچے آیا پرندے نے ایک بار پھر چیخ ماری اور زور زور سے پر مارتے ہوئے تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ بلندی پر جاتے ہی اس نے رخ پلٹا اور پھر تیزی سے ایک طرف اڑتا چلا گیا۔ سردار اوکاشا کو دیکھ کر تاگوما تیز تیز چلتا ہوا اس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سردار اوکاشا کے پاس جا کر اس نے اپنا سر جھکا دیا۔

''قبیلے میں، میں تمہارا استقبال کرتا ہوں عظیم سردار۔ تمہارا آنا مبارک ہو''...... تاگوما نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جھونپڑی میں چلو۔ مجھے تم سے بات کرنی ہے''...... سردار اوکاشا نے کرخت لہجے میں کہا۔

''جو حکم سردار''...... تاگوما نے کہا اور پھر وہ دونوں جھونپڑی کی طرف بڑھ گئے۔ سردار اوکاشا، تاگوما کے گھاس پھونس کے بستر پر بیٹھ گیا اور تاگوما اس کے سامنے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

''تاگوما۔ فوراً چالیس افراد کو تیار کرو۔ تمہیں ان سب کو لے کر سیاہ جزیرے پر جانا ہے''...... سردار اوکاشا نے کہا تو سیاہ جزیرے کا سن کر تاگوما بے اختیار چونک پڑا۔

"سیاہ جزیرہ۔ لیکن وہاں تو آگ ہی آگ ہے"...... تاگوما نے کہا۔

"ہاں۔ تم سب کو آگ میں ہی جانا ہوگا۔ آگ سے بچنے کے لئے تم سب اپنے جسموں پر سرخ ناہورا بوٹی کا رس لگا لینا۔ اس رس سے آگ نہ تمہیں جلائے گی اور نہ ہی تمہیں آگ کی تپش محسوس ہوگی اور تم آسانی سے جزیرے پر اتر جاؤ گے۔ سرخ ناہورا بوٹی کے ساتھ جنگلوں سے سامورتی بوٹی بھی حاصل کر لینا۔ اس بوٹی کو چبانے سے تم پر اس جزیرے کی زہریلی ہواؤں کا بھی کوئی اثر نہیں ہوگا۔ یہ بوٹی تمہیں زیادہ مقدار میں اپنے ساتھ جزیرے پر لے جانی ہے اس لئے اس بوٹی کی تلاش میں سب کو لگا دو۔ جتنی زیادہ بوٹیاں مل جائیں اتنا ہی اچھا ہوگا"...... سردار اوکاشا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جو حکم سردار۔ لیکن ہمیں اس جزیرے پر جا کر کرنا کیا ہے"۔ تاگوما نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"تاگوما۔ ساکا کارا کے تابوت کو آتش فشاں پہاڑ نے باہر اگل دیا ہے۔ وہ تابوت اب جزیرے پر ہے۔ تم جانتے ہو نا میرے لئے ساکا کارا کیا حیثیت رکھتا ہے۔ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا کر اس تابوت کو آگ والے علاقے سے نکال کر جنگل میں پہنچا دو۔ اس پہاڑی غار میں جس کے بارے میں تمہیں میں نے پہلے ہی بتا رکھا ہے"...... سردار اوکاشا نے کہا۔

"اوہ۔ ساکا کارا کا تابوت باہر آ گیا ہے۔ یہ تو بہت اچھی خبر ہے سردار"...... تاگوما نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اچھی خبر تو ہے لیکن ابھی مجھے بہت کام کرنے ہیں۔ ساکا کارا ابھی تابوت میں ہے۔ اس کا تابوت کھول کر مجھے اسے جگانا ہے۔ وہ اندھا ہے اور مجھے اس کے لئے ابھی آنکھیں بھی تلاش کرنی ہیں۔ ایسی آنکھیں جس سے ساکا کارا کا اندھا پن ختم ہو جائے"...... سردار اوکاشا نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"آنکھیں۔ ساکا کارا کی آنکھیں تو مکاشو خاندان کے کسی پرنس کی آنکھیں لگنے سے ہی روشن ہوں گی نا"...... تاگوما نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے اس خاندان کے پرنس کو تلاش کرنا ہے۔ میں یہ تو جانتا ہوں کہ اس خاندان کا ایک پرنس ہے جو زندہ ہے لیکن وہ کون ہے اور کہاں ہے ابھی اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہوا لیکن مجھے اس کی فکر نہیں ہے۔ میرے پاس ہاکاما ہے جسے میں دنیا کے کسی بھی کونے میں بھیج سکتا ہوں اور وہ نہ صرف پرنس مکاشو کو تلاش کر لے گا بلکہ اس کی آنکھیں بھی نوچ کر لے آئے گا"۔ سردار اوکاشا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ہاں سردار۔ ہاکاما کچھ بھی کر سکتا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی"...... تاگوما نے کہا۔

"اب تم جاؤ اور جا کر ساکا کارا کا تابوت اس غار میں رکھوا

دو۔ پھر میں خود وہاں جا کر اسے کھولوں گا''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''ٹھیک ہے سردار۔ لیکن آپ نے یہ تو بتایا نہیں کہ سامورتی کی جڑی بوٹیاں مجھے زیادہ تعداد میں اس جزیرے پر کیوں لے جانی ہیں جبکہ اس کے چند پتے ہی چبانے سے ہم زہریلی ہوا سے بچ جائیں گے''...... تاگوما نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ سیاہ تابوت کو تم جس غار میں رکھو گے ان جڑی بوٹیوں سے تم تابوت کو مکمل طور پر ڈھانپ دینا اور انہی بوٹیوں سے غار کا دہانہ بند کر دینا۔ اس سے غار میں اور تابوت میں سوئے ہوئے ساکاکارا تک بھی زہریلی ہوا نہیں پہنچ سکے گی۔ اس بوٹی کی تیز بو تابوت کو ہر طرح کے حشرات الارض سے بھی محفوظ رکھے گی۔ ویسے تو میں نے ہاکاما کو بھیج کر اس جزیرے پر موجود تمام حشرات الارض کو ختم کرا دیا ہے لیکن اس کے باوجود میں کوئی بھی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''ٹھیک ہے سردار۔ میں سمجھ گیا۔ میں ویسا ہی کروں گا جیسا آپ نے کہا ہے''...... تاگوما نے کہا۔

''تم جاؤ۔ تمہاری واپسی تک میں یہیں رہوں گا۔ جب تابوت غار میں پہنچ جائے گا تو میں خود وہاں جاؤں گا اور اپنے ہاتھوں سے تابوت کھول کر ساکاکارا کو جگاؤں گا''...... سردار اوکاشا نے کہا تو تاگوما نے اثبات میں سر ہلا کر اسے سلام کیا اور پھر الٹے قدموں

وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

تاگوما کے جانے کے بعد سردار اوکاشا کچھ دیر سوچتا رہا اور پھر اس نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے ہاکاما کو آواز دی۔ دوسرے لمحے سیاہ سایہ یوں اندر آ گیا جیسے وہ دروازے کے پاس ہی کھڑا ہو اور سردار اوکاشا کی آواز دینے کا ہی انتظار کر رہا تھا۔

''حکم سردار''...... ہاکاما نے سر جھکا کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاکاما۔ اب وقت آ گیا ہے کہ پرنس مکاشو کو تلاش کر لیا جائے اور یہ کام صرف تم ہی کر سکتے ہو اس لئے تم جاؤ اور جا کر پرنس مکاشو کو تلاش کرو۔ وہ جہاں بھی ہو جا کر اس کی دونوں آنکھیں نوچ لو۔ مجھے اس کی دونوں آنکھیں چاہئیں۔ سمجھے تم''۔ سردار اوکاشا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''مل جائیں گی سردار۔ میں پرنس مکاشو کو بھی ڈھونڈ لوں گا اور اس کی آنکھیں بھی نوچ کر لے آؤں گا''...... ہاکاما نے کہا۔

''ایک بات کا دھیان رکھنا۔ تم پرنس مکاشو کے سامنے اسی حالت میں جا سکتے ہو لیکن کسی دوسرے انسان کے سامنے تم سائے کے روپ میں نہیں بلکہ انسانی روپ میں ہی جاؤ گے۔ میں نے تمہیں جو سفلی علوم سکھائے ہیں ان علوم سے تم وہاں کوئی بھی روپ دھار سکتے ہو۔ تمہاری زبان اور تمہاری سوچ بھی ان جدید انسانوں جیسی ہو جائے گی۔ جدید دنیا میں تمہیں انہی جیسا طور طریقہ اپنانا

ہو گا اور ان جیسا لباس بھی پہننا ہو گا۔ انسانی روپ میں آنے کے بعد کوئی یہ نہیں جان سکے گا کہ تم شیطانی ذریت ہو۔ جدید دنیا میں مہا رشی تو نہیں ہیں لیکن وہاں رشیوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ ان کے علاوہ وہاں ماورائی طاقتوں کے لوگ بھی ہیں جنہوں نے تمہیں اگر پہچان لیا تو وہ اپنی طاقتوں سے تمہیں وہیں روک لیں گے اور اپنا اسیر بنا لیں گے''...... سردار اوکاشا نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کی ہدایات پر عمل کروں گا سردار''...... ہاکاما نے کہا۔

''ایک بات کا اور دھیان رکھنا۔ تم روشن دنیا کی کسی عبادت گاہ میں نہیں جاؤ گے اور نہ ہی تم کسی ایسی جگہ جا سکو گے جہاں روشن کتابیں موجود ہیں۔ اگر تم نے غلطی سے بھی کسی ایسی جگہ جانے کی کوشش کی تو وہیں جل کر فنا ہو جاؤ گے''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''اوہ۔ سردار اگر پرنس مکاشو ایسی ہی کسی جگہ ہوا تو پھر''۔ ہاکاما نے پہلی بار پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''وہ جہاں بھی ہو گا تم اسے آسانی سے دیکھ بھی لو گے اور پہچان بھی لو گے۔ تمہیں اس کا عبادت گاہ اور روشن کتابوں والی جگہوں سے باہر رہ کر انتظار کرنا ہو گا۔ بہرحال میں تمہیں عبادت گاہ میں تو جانے کی اجازت نہیں دے سکتا لیکن تم روشن کتابوں والی ایسی جگہوں پر جا سکتے ہو جہاں بے حرکت تصویریں ہوں یا

مورتیاں بنی ہوئی ہوں۔ جہاں بے جان مگر متحرک تصویریں تمہیں دکھائی دیں تم وہاں بھی پہنچ سکتے ہو۔ میرے علم کے مطابق جدید دنیا میں ایک ڈبہ تقریباً ہر گھر میں موجود ہے جس سے بے جان تصویریں حرکت کرتی ہیں۔ وہ سب فرضی اور بے جان ہوتی ہیں لیکن اسے ڈبے کے روشن شیشے پر اس طرح دکھایا جاتا ہے جیسے وہ جاندار ہوں''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''پھر ٹھیک ہے۔ اگر پرنس مکاشو ایسی جگہ پر ہوا تو ٹھیک ہے اور اگر وہ کسی عبادت گاہ میں ہوا یا کسی ایسی جگہ پر ہوا جہاں میرا اس تک پہنچنا ناممکن ہوا تو میں اس کا باہر انتظار کروں گا اور وہ جیسے ہی مجھے نظر آئے گا میں جھپٹ کر اس کی دونوں آنکھیں نوچ لوں گا''...... ہاکاما نے کہا۔

''بس ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو''...... سردار اوکاشا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''سردار۔ کیا میں انسانی روپ میں آ کر اپنی ماورائی طاقتوں کا استعمال کر سکتا ہوں۔ میرا مطلب ہے جادو اور دوسری چیزیں''۔ ہاکاما نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

''ہاں۔ اس کے لئے تم پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ویسے تو جدید دنیا میں کوئی تمہارا سامنا نہیں کر سکے گا لیکن پھر بھی تمہیں اگر کسی سے کوئی خطرہ ہوا تو تم اپنی جان بچانے کے لئے کوئی بھی روپ دھار سکتے ہو چاہے تمہیں پرندہ بن کر ہی کیوں نہ اڑنا پڑے''۔

سردار اوکاشا نے کہا۔

''ٹھیک ہے سردار۔ میں سمجھ گیا''...... ہاکاما نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اب جاؤ۔ میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں''...... سردار اوکاشا نے کہا تو ہاکاما نے اسے جھک کر مخصوص انداز میں سلام کیا اور پھر الٹے قدموں چلتا ہوا جھونپڑی سے باہر چلا گیا۔

عمران نے سائنسی رسالہ بند کیا اور اسے میز پر رکھ کر یوں منہ چلانے لگا جیسے جگالی کر رہا ہو۔

''سلیمان۔ میں نے کہا جناب آغا سلیمان پاشا صاحب''۔ عمران نے سلیمان کو مخصوص انداز میں ہانک لگاتے ہوئے کہا لیکن جواب میں سلیمان کی کوئی آواز سنائی نہ دی۔

''حضرت سلیمان پاشا صاحب۔ کہاں ہیں آپ۔ جناب کیا آپ کے توانا گوش میں میری ناتواں آواز نہیں پہنچ رہی''۔ عمران نے ایک بار پھر سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا لیکن جواب ندارد۔

''حیرت ہے۔ یا تو سلیمان پاشا فلیٹ میں نہیں ہے یا پھر شاید اس نے کانوں میں روئی ٹھونس رکھی ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ سلیمان کو کچن میں جا کر دیکھنے کے لئے اٹھا ہی تھا

کہ اسی لمحے سلیمان دروازے پر نمودار ہوا۔

''ارے۔ تم یہاں ہو تو میری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہے تھے''...... اسے دیکھ کر عمران نے دوبارہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ان دنوں چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اس لئے ان کے راوی میں چین ہی چین تھا اور فرصت کے اوقات عمران زیادہ تر فلیٹ میں ہی گزارتا تھا۔ فلیٹ میں ظاہر ہے وہ کتابیں پڑھنے اور چائے پینے کے سوا کیا کر سکتا تھا۔ کتابیں پڑھ پڑھ کر اور چائے پی پی کر جب اس کا دماغ خشک ہو جاتا تو وہ سلیمان کو بلا کر اس سے نوک جھونک شروع کر دیتا تھا۔ سلیمان سے نوک جھونک اس کے سر پر جیسے مالش کا کام کرتی تھی اور اس کے دماغ پر چھائی ہوئی خشکی ختم ہو جاتی تھی۔

''کس بات کا جواب نہیں دیا میں نے آپ کو''...... سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''میں تمہیں آوازیں دے رہا تھا''...... عمران نے کہا۔

''آوازیں دینے اور بات کرنے میں بہت فرق ہوتا ہے صاحب''۔ سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا جناب عالم فاضل اور علامہ باورچی صاحب۔ آپ ہی بتائیں کہ آوازوں اور باتوں میں کیا فرق ہوتا ہے۔ شاید آپ کے بتانے سے میرے ناقص علم میں تھوڑا سا اضافہ ہو جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہے کہ میں آپ کو سمجھاتا پھروں۔ اگر آپ کو علم حاصل کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو آپ کسی یونیورسٹی، کالج یا سکول میں داخلہ کیوں نہیں لے لیتے''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یونیورسٹی اور کالج والی بات تو ٹھیک ہے لیکن سکول والی بات سمجھ میں نہیں آئی۔ کیا اس عمر میں مجھے کسی سکول میں داخلہ مل سکتا ہے''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''مل سکتا ہے۔ کیوں نہیں مل سکتا۔ آپ کہیں تو میں آپ کو آج ہی کسی سکول میں بھیج دیتا ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''ارے نہیں۔ آج کل تو نرسری کے بچے نے بھی اس قدر بھاری بستہ اٹھایا ہوتا ہے جتنا کوئی گدھا بھی نہیں اٹھا سکتا۔ بستے میں کتابوں سے زیادہ کاپیاں بھری ہوتی ہیں جن میں الف ب ایک کاپی میں اور باقی حروف دوسری کاپیوں میں لکھوائے جاتے ہیں۔ اس طرح اے بی سی ڈی کے لئے الگ کاپی ہوتی ہے اور باقی حروف دوسری کاپیوں میں ہوتے ہیں۔ گنتی کا تو پوچھو ہی نہیں۔ کئی کئی خانے چھوڑ کر ایک سے پانچ تک ہی کی گنتی لکھوائی جاتی ہے اور بچے کو ہوم ورک پانچ تک کی گنتی دس دس صفحوں پر لکھنے کے لئے دیا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ اس سے بچے کا ذہن پختہ ہو جاتا ہے۔ لفظوں کی پہچان کے ساتھ ساتھ اسے لکھنا بھی آ جاتا ہے اور اس کے ناخ

میں بھی تو اضافہ ہوتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ بھی کسی نرسری میں داخلہ لے لیں۔ آپ کے نالج میں بھی اضافہ ہو جائے گا پھر آپ کو مجھ سے چھوٹی چھوٹی باتوں کا مطلب نہیں پوچھنا پڑے گا“...... سلیمان نے کہا۔

”نرسری کلاس زیادہ بڑی نہیں ہے میرے لئے۔ اب تو عام سکولوں میں پریپ کے ہی کئی سیکشن بنے ہوئے ہیں۔ نرسری اور اول جماعت تک آتے آتے بچہ جوان نہیں تو آدھا نوجوان ضرور ہو جاتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”ان باتوں کو چھوڑیں۔ آپ یہ بتائیں آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے“...... سلیمان نے سر جھٹک کر کہا جیسے وہ عمران سے کسی معاملے میں بحث کرنے کے موڈ میں نہ ہو۔

”میں نے تمہیں کب بلایا ہے“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر آواز کیوں دی تھی مجھے“...... سلیمان نے کہا۔

”آواز ہی دی تھی۔ بلایا تو نہیں تھا“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”تو کیا میں جاؤں“...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اتنی جلدی کیا ہے جانے کی۔ ابھی تو تمہاری شادی بھی نہیں ہوئی۔ ہم مسلمان ہیں اور مسلمانوں کا نکاح کے بغیر جنازہ بھی جائز نہیں ہوتا“...... عمران نے کہا۔

”میں دنیا سے نہیں اس کمرے سے جانے کا کہہ رہا ہوں“۔

سلیمان نے کہا۔

”لیکن کمرے سے کہاں جاؤ گے“...... عمران نے پوچھا۔

”کچن میں“...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو جاؤ۔ پھر یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو“...... عمران نے کہا تو سلیمان منہ بناتا ہوا مڑ گیا۔

”سنو“...... عمران نے کہا تو سلیمان رک کر ایک بار پھر مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”جی فرمائیں“...... سلیمان نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

”کیا فرماؤں“...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

”کیوں روکا ہے اب آپ نے مجھے“...... سلیمان نے جیسے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

”میں نے تمہیں کب روکا ہے“...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”پھر آپ نے کیوں کہا تھا سنو“...... سلیمان نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”میں نے سنو ہی کہا تھا یہ تو نہیں کہا تھا کہ رک جاؤ“۔ عمران نے اسی انداز میں جواب دیا۔

”صاحب۔ آپ نے کچھ کہنا ہے تو کہیں کیوں بے کار میں میرا وقت ضائع کر رہے ہیں“...... سلیمان نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ جس کے پاس کار نہیں ہوتی وہ واقعی بے کار ہوتا ہے اور میں نے کب تمہارا وقت ضائع کیا ہے۔ تم خود ہی یہاں کھڑے بڑے بڑے منہ بنا کر اپنا وقت ضائع کر رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''آپ سے تو بات کرنا ہی فضول ہے''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا اور پھر مڑ گیا۔

''پھر جا رہے ہو۔ تم نے میری بات تو سنی ہی نہیں''...... عمران نے کہا تو سلیمان پیر پٹختا ہوا اسے مڑ کر دیکھنے لگا اور وہیں اکڑوں بیٹھ گیا۔

''میں بیٹھ گیا ہوں۔ جب آپ کا موڈ ہو تو کہہ دینا۔ میں سن لوں گا''...... سلیمان نے کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن تم اس طرح سے کیوں بیٹھ گئے ہو۔ تمہارے پیٹ میں گڑبڑ تو نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میرا پیٹ بالکل ٹھیک ہے۔ میں آپ کی بات سننے کے لئے بیٹھا ہوں''...... سلیمان نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ تو تم کھڑے رہ کر بھی سن سکتے تھے''...... عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''صاحب پلیز۔ آپ کی باتیں سن سن کر تو اب میرے کان دکھنے لگے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''تو جا کر فوراً کانوں کا علاج کراؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تم لولے،

لنگڑے، بہرے اور گونگے ہو جاؤ''...... عمران نے کہا۔

''کان خراب ہونے سے انسان صرف بہرہ ہوتا ہے۔ گونگا اور لولا، لنگڑا نہیں ہوتا''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ میں بھول گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اب جاؤں''...... سلیمان نے ایک بار پھر روہانسے لہجے میں کہا۔

''پھر جاؤں۔ تمہیں جانے کی اتنی جلدی کیوں ہے۔ کہیں تم نے کچن میں اپنے لئے ناشتے کا سامان تو نہیں سجا رکھا جن میں حریرے، شہد، انڈے اور طرح طرح کے مقوی غذاجات ہوتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اسی لئے تو بار بار آپ سے جانے کا پوچھ رہا ہوں''۔ سلیمان نے دانت کچکچاتے ہوئے نہایت دھیمی آواز میں کہا۔

''کیا۔ کیا کہا تم نے''...... عمران نے ایسے انداز میں کہا جیسے اس نے سلیمان کی بات سنی نہ ہو۔

''کچھ نہیں۔ میں نے کہا ہے کہ میں نے چولہے پر آپ کے لئے چائے چڑھا رکھی تھی۔ اب تک تو وہ جل کر کوئلہ ہو چکی ہو گی''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''چلو کوئی بات نہیں۔ ان کوئلوں کو جلا کر تم میرے لئے اور چائے بنا لینا''...... عمران نے کہا اور اسی لمحے دروازے پر کال بیل بج اٹھی۔

"دیکھو صبح صبح کس کی انگلیوں میں مروڑ اٹھا ہے"...... عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انگلیوں میں مروڑ نہیں اٹھتا۔ مروڑ پیٹ میں پیدا ہوتا ہے۔ انگلیوں میں خارش ہونا کہتے ہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"بات تمہاری سمجھ میں آ گئی ہے نا"...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... سلیمان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر جاؤ اور دیکھو کون ہے باہر۔ اگر کوئی قرض واپس لینے والا ہو تو اسے مزید آٹھ دس سالوں کے لئے ٹرخا دو اور اگر کوئی کچھ دینے آیا ہو تو اسے نہایت عزت و احترام کے ساتھ اندر لے آؤ۔ ایسے انسان کو تو ایک آدھ چائے کا کپ بھی پوچھا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہمارے دروازے پر کوئی کچھ دینے والا نہیں لینے والا ہی آ سکتا ہے صاحب۔ میں تو پہلے ہی ایسے لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا ہوں اس لئے دروازہ کھولنے میں تو نہیں جاؤں گا۔ آپ ہی دیکھیں جا کر کہ کون آیا ہے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں۔ تمہارا مطلب ہے کہ اب قرض خواہوں کے جوتے میں کھاؤں"...... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

"بالکل۔ میں اب تھک گیا ہوں۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ میں اور جوتے کھا سکوں"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"پپ۔ پلیز سلیمان۔ ایک بار اور جا کر ان کے جوتے کھا لو۔ دیکھو تمہیں اچھا تو نہیں لگے گا نا کہ تمہارے ہوتے ہوئے میں جوتے کھاؤں۔ ویسے بھی مجھے جوتوں سے بے حد ڈر لگتا ہے۔ اماں بی کی جوتیاں کھا کھا کر میری کھوپڑی ہل جاتی ہے اور پھر اب جوتے اور وہ بھی مردانہ۔ باپ رے"...... عمران نے باقاعدہ سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"جسے جوتیاں کھانے کا شوق ہو وہ جوتے بھی کھا لے گا تو کیا فرق پڑے گا"...... سلیمان نے کہا۔

"تم جاتے ہو یا میں تمہارے سر پر جوتے برسانا شروع کروں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"میرے سر پر جوتے مارنے کے لئے آپ کو اٹھنا ہی پڑے گا اور جب آپ اٹھ ہی جائیں گے تو پھر باہر جا کر دیکھ بھی لینا کہ کون آیا ہے"...... سلیمان نے کہا اور منہ بناتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اسے جاتے دیکھ کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی۔ سلیمان سے نوک جھونک کرنے سے وہ واقعی فریش ہو گیا تھا۔

چند لمحوں بعد بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر یکلخت سلیمان کی تیز چیخ سنائی دی۔ ساتھ ہی ایسی آواز آئی جیسے کوئی دھڑام سے فرش پر گرا ہو۔ عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے ہی تھے کہ

اچانک ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی سیاہ فام آدمی آندھی اور طوفان کی طرح کمرے میں آ گیا۔ سیاہ فام کا سر گنجا تھا اور اس نے سیاہ رنگ کا ہی سوٹ پہن رکھا تھا۔ شکل وصورت سے وہ افریقی نژاد معلوم ہو رہا تھا۔ اس کا چہرہ بے حد سخت اور خوفناک تھا۔ دروازے پر آتے ہی اس کی نظریں عمران پر پڑیں تو وہ ٹھٹھک گیا اور سرخ آنکھوں سے عمران کو گھورنے لگا۔

''ارے۔ کون ہو تم اور گدھوں کی طرح منہ اٹھائے یہاں کیوں گھس آئے ہو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''تم جوزف کے آقا ہو''...... سیاہ فام نے جیسے اس کی بات سنے بغیر نہایت ہی کرخت لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کون جوزف''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہی جوزف۔ جو پرنس مکاشو ہے۔ مکاشو خاندان کا آخری پرنس''...... سیاہ فام نے کہا۔

''تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو''...... عمران نے بھی اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ جوزف کے بارے میں جس انداز میں یہ سیاہ فام پوچھ رہا تھا عمران کے ذہن میں فوراً خطرے کی گھنٹی بجنا شروع ہو گئی تھی اور پھر اس نے سلیمان کی چیخ سنی تھی۔ یہ نوجوان جس انداز میں یہاں آیا تھا اس نے یقیناً سلیمان کو نقصان پہنچایا تھا اس لئے عمران کا سنجیدہ ہو جانا فطری امر تھا۔

''میں ہاکاما ہوں۔ ہاکاما زوماری''...... سیاہ فام نے کہا۔

''شکل وصورت سے تو تم جوزف کے قبیل کے ہی معلوم ہو رہے ہو۔ کیا تم افریقی نژاد ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں افریقہ کے جنگلوں سے آیا ہوں۔ بولو۔ کیا تم ہی جوزف کے آقا ہو''...... ہاکاما نے کہا۔ اس کے لہجے میں کرختگی اور کسی درندے کی سی غراہٹ نمایاں تھی۔

''کیوں پوچھ رہے ہو۔ کیا کام ہے تمہیں جوزف سے''۔ عمران نے کہا۔

''میں یہ بتانا ضروری نہیں سمجھتا۔ تم صرف میری بات کا جواب دو''...... ہاکاما نے اور زیادہ غراہٹ بھرے انداز میں کہا۔

''کیا میں تمہیں جواب دینے کا پابند ہوں''...... عمران نے بھی اس بار غراتے ہوئے کہا۔

''نہیں ہو تو ابھی ہو جاؤ گے''...... ہاکاما نے کہا اور دو قدم آگے بڑھ آیا۔ جیسے ہی وہ آگے آیا اس کے عقب میں کمرے کا دروازہ خودبخود بند ہو گیا اور پھر یہ دیکھ کر عمران کی حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ دروازے کا خودبخود لاک بھی لگ گیا تھا اور چٹخنی بھی اوپر ہو گئی تھی۔ جیسے کسی نادیدہ ہستی نے باقاعدہ دروازہ بند کر کے لاکڈ کر دیا ہو۔ ہاکاما نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر عمران نے اس کے ہونٹ ہلتے دیکھے۔ دوسرے لمحے عمران جیسے انسان کی آنکھیں بھی حقیقی طور پر حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کمرے میں موجود سامان

وہاں سے یکلخت غائب ہو گیا تھا جیسے وہاں ان سب چیزوں کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ خالی کمرے میں عمران اور اس سیاہ فام کے سوا اور کچھ بھی باقی نہیں تھا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے“...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ سیاہ فام تیز نظروں سے عمران کی طرف ہی گھور رہا تھا۔ اس نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے اچانک اپنا بایاں ہاتھ پھیلا کر عمران کی طرف کر دیا۔ اسی لمحے عمران کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور پھر اچانک اس کے پیر زمین سے اکھڑ گئے۔ عمران ہوا میں اچھلا اور پھر اس کا جسم تیزی سے گھوم گیا اور وہ اڑتا ہوا عقب میں موجود دیوار سے جا لگا۔ دیوار سے ٹکراتے ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ دیوار سے ٹکرا کر وہ گرنے کی بجائے جیسے دیوار سے ہی چپک گیا تھا۔ بالکل اس طرح جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔

عمران دیوار سے الٹا چپکا ہوا تھا۔ اس کی ٹانگیں اوپر اور سر نیچے تھا۔ یہ دیکھ کر سیاہ فام ہاکاما قدم بڑھاتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔ عمران دیوار پر اتنی اونچائی پر تھا کہ سیاہ فام ہاکاما کا چہرہ بالکل اس کے چہرے کے سامنے آ گیا تھا۔ تکلیف کی وجہ سے عمران کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ وہ بار بار سر جھٹک رہا تھا۔ اس کی کمر، دونوں ٹانگیں حتیٰ کہ دونوں بازو بھی دیوار سے چپکے

ہوئے تھے۔ البتہ اس کا سر اور گردن آزاد تھے اس لئے وہ بار بار اپنا سر جھٹک رہا تھا۔ چند ہی لمحوں میں عمران کی آنکھیں دیکھنے کے قابل ہو گئیں۔ سیاہ فام ہاکاما کا چہرہ اپنے سامنے دیکھ کر وہ چونک اٹھا۔ اسی لمحے ہاکاما نے اپنا دایاں ہاتھ اوپر اٹھایا اور عمران کے منہ کے سامنے انگلیاں مخصوص انداز میں ہلانے لگا اور پھر اچانک عمران نے اس کی انگلیوں کے ناخن تیزی سے بڑھتے ہوئے دیکھے۔ سیاہ فام ہاکاما کی انگلیوں کے ناخن چھریوں کی طرح تیز، لمبے اور نوکیلے ہو گئے تھے۔ اس نے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کا نوکیلا ناخن عمران کی پیشانی سے لگا دیا۔ ناخن کی نوک عمران کو چبھی اور نہ چاہتے ہوئے بھی عمران کے حلق سے ایک انتہائی تیز اور دردناک چیخ نکل گئی۔ عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے ہاکاما کا نوکیلا ناخن اس کی کھوپڑی کو چیرتا ہوا اس کے دماغ میں گھستا چلا جا رہا ہو۔

جوزف نے فون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے فلیٹ کے نمبر پریس کرنے لگا لیکن ابھی اس نے آدھے نمبر ہی پریس کئے ہوں گے کہ اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ زوبار کے جانے کے بعد اس نے بہت سوچا تھا۔ ساکا کارا دنیا کے لئے واقعی خطرے کا موجب بن سکتا تھا اور افریقہ کے قبیلے اوکاشا کا سردار اوکاشا، ساکا کارا کو جگا کر جو کچھ کرانا چاہتا تھا وہ بے حد خوفناک تھا۔ اس کے عزائم بھی بے حد ہولناک اور بھیانک تھے۔ سردار اوکاشا بھیانک اور خون آشام عفریت کو اس صورت میں جگا سکتا تھا جب ساکا کارا کو جوزف کی آنکھیں لگا دی جائیں اور اس کے لئے سردار اوکاشا کچھ بھی کر سکتا تھا۔ وہ بے پناہ شیطانی طاقتوں کا مالک تھا اور کئی شیطانی ذریتیں اس کی غلام تھیں۔ ان شیطانی ذریتوں کو بھیج کر سردار اوکاشا، جوزف کی آنکھیں نچوا سکتا تھا۔

زوبار نے جوزف کو سیاہ شیشوں والا چشمہ دے کر اس کی آنکھیں محفوظ کر دی تھیں اور اب سردار اوکاشا کی کوئی بھی شیطانی طاقت زبردستی اور غیبی حالت میں جوزف کی آنکھیں نہیں نوچ سکتی تھی لیکن بہرحال جوزف بدستور خطرے میں تھا۔ اسے تین سالوں تک چشمہ اپنی آنکھوں پر لگائے رکھنا تھا جو ناممکن تھا۔ اس کی آنکھوں سے نیند کی حالت میں بھی چشمہ اتر سکتا تھا اور وہ نادانستگی میں بھی ایسا کر سکتا تھا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ عین اسی لمحے کوئی شیطانی طاقت جوزف پر جھپٹ پڑے اور اس کی آنکھیں نوچ کر لے جائے۔ ساکا کارا کا تابوت آتش فشاں پہاڑ سے باہر آ گیا تھا اور سردار اوکاشا نے اس تک رسائی حاصل کر لی تھی۔ یہ بھی کم خطرناک بات نہیں تھی۔ اس طویل مدت میں سردار اوکاشا، ساکا کارا کو جگا کر کسی اور طریقے سے بھی اس کی آنکھیں روشن کرنے کا انتظام کر سکتا تھا۔ یہ خطرہ اس وقت تک برقرار رہتا جب تک ساکا کارا کو فنا نہ کر دیا جاتا اور سردار اوکاشا جیسے شیطان کے پجاری کو ہلاک نہ کر دیا جاتا۔

جوزف کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ کیا وہ زوبار کے کہنے کے مطابق صرف اپنی آنکھوں کی ہی حفاظت کرے یا پھر اسے جا کر سردار اوکاشا اور ساکا کارا کے خلاف برسرپیکار ہو جانا چاہئے۔ سوچ سوچ کر جب اس کا ذہن تھک گیا تو اس نے سب کچھ عمران کو بتانے کا فیصلہ کرے۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ عمران کو

ساری باتیں بتا دے گا تو عمران ہی اسے صحیح راستہ بتا سکتا ہے اور مشورہ دے سکتا ہے اس لئے اس نے عمران کو فون کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن پھر عمران کے نمبر ملاتے ملاتے وہ رک گیا۔

''کیا بتاؤں گا میں باس کو۔ کیا باس میری ان سب باتوں پر یقین کرے گا۔ کیا باس یہ مانے گا کہ مقدس جوشوا فادر کے خاندان کا ایک سردار زوبار یہاں مجھ سے ملنے آیا تھا''...... جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات تھے۔

یہ درست تھا کہ عمران کئی ماورائی معاملوں میں اس کے ساتھ کام کر چکا تھا اور وہ کم از کم جوزف کی بتائی ہوئی باتوں کو جھٹلاتا نہیں تھا لیکن عمران جس طبیعت کا مالک تھا وہ آسانی سے کوئی بات ہضم نہیں کرتا تھا۔ جب تک کوئی ماورائی طاقت اس کے سامنے نہ آ جائے اور اس کے سامنے کوئی شیطانی سلسلہ شروع نہ ہو وہ اس میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا تھا۔

''پرنس مکاشو''...... اچانک جوزف نے ایک گرجتی ہوئی آواز سنی تو جوزف بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر اپنے سامنے روشنی میں ایک سائے کو عام انسانوں کی طرح کھڑا دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''تم۔ کون ہو تم''...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور بجلی کی سی تیزی سے اپنے ہولسٹر سے ریوالور کھینچ لیا۔

''ہاکاما۔ میں ہاکاما زوماری ہوں''...... سائے کی آواز سنائی

دی۔

''کون ہاکاما زوماری۔ سامنے آؤ میرے''...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے سامنے ہی ہوں پرنس مکاشو''...... سائے نے جواب دیا۔

''میرے سامنے تمہارا سایہ ہے اپنی اصل حالت میں میرے سامنے آؤ''...... جوزف نے کہا۔

''میرا یہی روپ ہے جو تم دیکھ رہے ہو''...... ہاکاما نے کہا۔

''یہاں کیوں آئے ہو''...... جوزف نے پوچھا۔

''میں تمہاری آنکھیں نوچنے کے لئے آیا ہوں پرنس مکاشو۔ اپنی آنکھوں سے یہ سیاہ شیشے ہٹاؤ تاکہ میں تمہاری آنکھیں نوچ سکوں''...... ہاکاما نے کہا۔

''اوہ۔ تو تمہیں یہاں سردار اوکاشا نے بھیجا ہے''...... جوزف نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ میں سردار اوکاشا کی طاقت ہوں۔ ماورائی طاقت''۔ ہاکاما نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ اگر تم شیطانی طاقت ہو تو آؤ۔ آگے آؤ اور نوچ لو میری آنکھیں''...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

''اپنی آنکھوں سے سیاہ شیشے ہٹاؤ''...... ہاکاما نے غراتے ہوئے کہا۔

’’یہ کام بھی تم ہی کر لو تو بہتر ہو گا‘‘...... جوزف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’ٹھیک ہے‘‘...... ہاکاما نے کہا اور پھر وہ تیزی سے جوزف کی طرف بڑھا اور اسی لمحے جوزف نے ٹریگر دبا دیا۔ زوردار دھماکہ ہوا اور گولی ٹھیک سائے نما ہاکاما کے سینے پر پڑی۔ ہاکاما کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور وہ وہیں رک گیا۔ یہ دیکھ کر جوزف نے اس پر لگاتار گولیاں برسانا شروع کر دیں۔ ہاکاما کو ہلکے ہلکے جھٹکے لگ رہے تھے اور وہ ہر گولی کے لگنے پر ایک قدم پیچھے ہٹتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ جوزف کے ریوالور کی ساری گولیاں ختم ہو گئیں۔ ہاکاما اس سے کئی قدم پیچھے ہٹ گیا تھا لیکن وہ زمین پر اس طرح سے کھڑا تھا جیسے ان گولیوں کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا ہو۔ یہ دیکھ کر جوزف کو غصہ آ گیا۔ اس نے ریوالور ایک طرف پھینکا اور دوسرے ہولسٹر سے دوسرا ریوالور نکال لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ہاکاما پر دوسرے ریوالور سے فائرنگ کرتا ہاکاما نے اچانک اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر اس کی طرف کر دیا۔ اسی لمحے جوزف کے ہاتھ میں موجود ریوالور سرخ ہو گیا۔ جوزف کا ہاتھ جلا اور اس نے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں ریوالور نیچے گرا دیا۔ ریوالور انتہائی سرخ ہو رہا تھا اور پھر گرے ہوئے ریوالور سے خود بخود فائرنگ ہونے لگی۔ گرم ہونے پر ریوالور میں موجود گولیاں پھٹ گئی تھیں۔ جیسے ہی ریوالور سے گولیاں ختم ہوئیں ریوالور کسی موم کی طرح پگھلتا چلا گیا۔ ریوالور سے نکلنے والی

گولیاں کمرے کی دیواروں کی جڑوں پر پڑی تھیں۔ جوزف ہاکاما کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔

’’ہاکاما پر تمہاری اس جدید دنیا کے اسلحے کا کچھ اثر نہیں ہو گا پرنس مکاشو‘‘...... ہاکاما نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے چھلانگ لگائی اور پھر وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا جوزف کی طرف آیا۔ اس سے پہلے کہ وہ جوزف سے ٹکراتا جوزف ایک ٹانگ پر بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی بیک کک پوری قوت سے ہاکاما کے سر پر پڑی۔ ہاکاما دیکھنے میں تو ایک عام انسانی سائے جیسا تھا لیکن اس کا ایک باقاعدہ وجود تھا جو اس کے سائے میں چھپا ہوا تھا۔ جوزف کی بیک کک کھا کر ہاکاما اسی تیزی سے پلٹ کر دور جا گرا جس تیزی سے وہ جوزف پر حملہ کرنے کے لئے اڑتا ہوا اس کی طرف آیا تھا۔ زمین پر گرتے ہی وہ تقریباً گھسٹتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا جوزف تیزی سے بھاگتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ ہاکاما صحن میں تھا اور دھیرے دھیرے اٹھ رہا تھا۔

’’تم نے ہاکاما پر وار کیا ہے پرنس مکاشو۔ ایسا کر کے تم نے اپنی موت یقینی بنا لی ہے۔ اب دیکھو میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں‘‘...... ہاکاما نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے چھلانگ لگا کر جوزف پر جھپٹنا چاہا لیکن جوزف نے فوراً اپنی جگہ چھوڑ دی اور ماحول یکلخت ہاکاما کے منہ سے نکلنے والی تیز چیخ سے گونج اٹھا۔ ہاکاما پوری قوت سے

دروازے کی سائیڈ دیوار سے ٹکرایا تھا۔

دیوار سے ٹکرا کر وہ جیسے ہی نیچے گرا جوزف تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس نے برق رفتاری سے ہاکاما کی ایک ٹانگ پکڑ لی۔ دوسرے لمحے اس کا جسم گھوما اور ہاکاما کا الٹتا پلٹتا ہوا سائے جیسا جسم دور جا گرا۔ لیکن گرتے ہی وہ یکلخت یوں اٹھ کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کا سایہ نما وجود ربڑ کا بنا ہوا ہو۔ یہ دیکھ کر جوزف کے حلق سے غراہٹ نکلی اور وہ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی کلائی مسلتا ہوا نہایت جارحانہ انداز میں ہاکاما کی طرف بڑھنے لگا۔ ہاکاما کے حلق سے بھی غراہٹ نکلی اور وہ بھی نہایت غضبناک انداز میں جوزف کی طرف بڑھا۔ اس نے آگے بڑھ کر جوزف کے منہ پر پوری قوت سے پنچ مارا لیکن جوزف نے اس کا پنچ ایک ہاتھ پر روک لیا۔ ساتھ ہی اس کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آیا اور ہاکاما کے منہ پر اس کا زور دار پنچ پڑا۔ ہاکاما کو زور دار جھٹکا لگا اور اس نے جوزف سے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا لیکن جوزف کی گرفت بے حد مضبوط تھی۔ جوزف نے ایک بار پھر ہاکاما کے چہرے پر مکا مارنا چاہا لیکن اچانک ہاکاما اس کے سامنے سے غائب ہو گیا۔ اسے غائب ہوتے دیکھ کر جوزف بوکھلا گیا اور پھر اسی لمحے ہاکاما، جوزف کے عقب میں نمودار ہوا۔ جوزف کو جیسے ہی اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا مگر ہاکاما کی ٹانگ پوری قوت سے جوزف کے پیٹ پر پڑی اور جوزف کے منہ سے اوغ

کی آواز نکلی اور وہ دوہرا ہو کر لڑکھڑاتے قدموں سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

اسی لمحے ہاکاما اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں ایک ساتھ چلتی ہوئیں جوزف کی ٹھوڑی پر پڑیں۔ یہ حملہ اس قدر زور دار تھا کہ جوزف اچھلا اور پلٹا کھا کر منہ کے بل نیچے آ گرا۔ جوزف نے فوراً دونوں ہاتھ آگے کر دیئے جس سے اس کے چہرے کا بھرتہ ہونے سے بچ گیا تھا۔ جیسے ہی جوزف نیچے گرا ہاکاما جو جوزف کو ضرب لگا کر نیچے گرا تھا اس نے اٹھ کر پوری قوت سے جوزف کی طرف چھلانگ لگا دی۔ ہوا میں اچھلتے ہی اس نے مارشل آرٹ کا بہترین مظاہرہ کرتے ہوئے قلابازی کھائی اور گھٹنوں کے بل سیدھا جوزف کی کمر کی طرف آیا لیکن جوزف کسی مگرمچھ کی طرح فوراً پلٹا کھا کر سیدھا ہو گیا۔ ساتھ ہی اس نے دونوں ٹانگیں قینچی کی طرح چلائیں اور ہاکاما کا جسم گھومتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔

جوزف نے مخصوص انداز میں ٹانگیں گھمائیں اور فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دوسری طرف گرے ہوئے ہاکاما نے بھی اٹھنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ اس بار ہاکاما نے اٹھتے ہی کسی کھلے ہوئے سپرنگ کی طرح جوزف کی طرف چھلانگ لگائی تھی۔ وہ توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح جوزف کی طرف آیا مگر جوزف فوراً ایک طرف ہو گیا۔ جیسے ہی ہاکاما کا سایہ نما وجود اس کے قریب آیا جوزف بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے انتہائی خوفناک انداز میں کہنی موڑ کر

ہوا میں اٹھتے ہوئے ہاکاما کی کمر پر مار دی۔ ہاکاما ایک دھماکے سے اس کے قدموں میں گرا۔ ایک بار پھر اس کے منہ سے دردناک چیخ نکل گئی تھی۔ اس نے پلٹ کر اٹھنا چاہا لیکن اسی لمحے جوزف نے اچانک اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا۔ جوزف نے ہاکاما کی گردن پر اپنے جوتے کا دباؤ ڈالا ہی تھا کہ ہاکاما ایک بار پھر غائب ہو گیا اور اس کے اچانک غائب ہونے سے جوزف اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور وہ ایک بار پھر گر گیا۔

جیسے ہی جوزف نیچے گرا اچانک اس کی کمر کو ایک زور دار جھٹکا لگا جیسے کسی نے اس کی کمر پر گرز مار دیا ہو۔ جوزف کے منہ سے بھنچی بھنچی سی چیخ نکل گئی۔ اس نے تڑپ کر اٹھنا چاہا مگر جیسے ہی وہ سیدھا ہوا اسے اپنے سینے پر یکلخت کوئی چٹان سی گرتی ہوئی معلوم ہوئی۔ اس بار جوزف اپنے منہ سے نکلنے والی چیخ کسی بھی طرح سے نہ روک سکا۔ اسی لمحے ہاکاما نمودار ہو گیا۔ وہ جوزف کے پاس کھڑا تھا اور اس کی ایک ٹانگ جوزف کے سینے پر تھی۔ ہاکاما نے شاید غیبی حالت میں اپنی ٹانگ جوزف کے سینے پر ماری تھی۔ جوزف نے اس کی ٹانگ پکڑی اور اسے اٹھانے کی کوشش کی مگر اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ہاکاما کی ہزاروں من وزنی ٹانگ اس کے سینے میں گڑ گئی ہو۔

”بس پرنس مکاشو۔ اب تم حرکت نہیں کر سکتے“...... ہاکاما نے غراتے ہوئے کہا۔ جوزف اس کی ٹانگ کے نیچے بری طرح سے

تڑپ رہا تھا مگر ہاکاما کی ٹانگ کا وزن واقعی بے حد زیادہ تھا اور جوزف اسے کسی بھی طرح اپنے سینے سے ہٹانے میں کامیاب نہیں ہو رہا تھا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ اب میں تمہاری دونوں آنکھیں نوچ کر لے جاؤں گا۔ تمہارا کھیل ختم ہو گیا ہے پرنس مکاشو۔ تم میری طاقتوں سے ناواقف ہو۔ مجھے تم پر جادو کا وار کرنے سے منع کیا گیا تھا ورنہ تم میرے سامنے ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ٹک سکتے تھے۔ میرا وجود نہیں ہے لیکن اس کے باوجود میں تم جیسے دس طاقتور انسانوں سے لڑ بھی سکتا ہوں اور انہیں پچھاڑ بھی سکتا ہوں“...... ہاکاما نے انتہائی غرور بھرے لہجے میں کہا جبکہ جوزف کا چہرہ تکلیف کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ اپنے سینے پر رکھی ہوئی ہاکاما کی ٹانگ ہٹانے کے لئے پورا زور صرف کر رہا تھا اور پھر اسی لمحے ہاکاما جھکا اور اس نے جوزف کی آنکھوں پر لگا ہوا سیاہ چشمہ اتارنا چاہا لیکن جیسے ہی اس کا ہاتھ چشمے سے چھوا اس کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ یکلخت ہوا میں یوں اچھل گیا جیسے جوزف نے اسے اٹھا کر دور پھینک دیا ہو۔ ہوا میں اچھل کر وہ پوری قوت سے دائیں طرف موجود ایک دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔

دیوار کنکریٹ کی بنی ہوئی تھی جس سے ٹکرا کر ہاکاما گرا تو اس بری طرح سے تڑپنے لگا جیسے اسے کسی کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہو۔ اس کے منہ سے خرخراہٹ کی عجیب سی آوازیں نکل رہی تھیں۔

چند لمحے وہ تڑپتا رہا اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔ جوزف کے سینے سے جیسے ہی وزن ختم ہوا وہ کراہتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ وحشت سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ چند لمحے دور کھڑا ساکت پڑے ہاکاما کو دیکھتا رہا اور پھر وہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔

''اٹھو۔ کھڑے ہو جاؤ ہاکاما زوماری۔ تم میری آنکھیں نوچنے آئے تھے نا۔ اٹھو اور نوچو میری آنکھیں۔ اٹھو۔ میں کہتا ہوں اٹھو''...... جوزف نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور زوردار لات اس کے پہلو میں مار دی لیکن ہاکاما کے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی۔

''تم جیسی شیطانی طاقت کو کیسے فنا کرنا ہے وہ میں بخوبی جانتا ہوں ہاکاما۔ یہیں پڑے رہو۔ اب دیکھنا میں تمہیں کیسے فنا کرتا ہوں''...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا اور مڑ کر تیزی سے ایک طرف دوڑتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا۔ اس خنجر کے دو پھل تھے جو مڑے ہوئے تھے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک جلتی ہوئی موم بتی تھی۔ جیسے ہی دونوں چیزیں لے کر کمرے سے باہر آیا تو وہ یکلخت ٹھٹھک گیا۔ ہاکاما کراہتا ہوا زمین سے اٹھ رہا تھا۔ جوزف کے قدموں کی آوازیں سن کر اس نے سر اٹھایا اور پھر جیسے ہی اس کی نظر جوزف کے ہاتھوں میں موجود خنجر اور موم بتی پر پڑی تو وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔

''گملو گاماگی خنجر۔ اوہ۔ تمہارے پاس گملو گاماگی کا خنجر کہاں سے آیا''...... ہاکاما کی حیرت زدہ اور انتہائی خوف بھری آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ یہ گملو گاماگی کا خنجر ہے۔ گملو گاماگی وچ ڈاکٹر کا دو منہ والا خنجر جس سے وہ تم جیسی شیطانی ذریتوں کو حکم نہ ماننے پر ذبح کر دیتا تھا۔ اب میں اس خنجر سے تمہیں بھی ذبح کروں گا۔ تمہارے سر پر جلتی ہوئی آگ رکھ کر میں جیسے ہی تمہیں ذبح کروں گا تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فنا ہو جاؤ گے''...... جوزف نے اس کے سامنے خنجر لہراتے ہوئے کہا اور قدم بقدم آگے بڑھنے لگا۔ جوزف کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ہاکاما ڈرے ڈرے انداز میں پیچھے ہٹنے لگا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ نہیں۔ رک جاؤ۔ گملو گاماگی کا خنجر مجھ سے دور رکھو۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ پرنس مکاشو''...... ہاکاما نے انتہائی ڈرے ڈرے سے لہجے میں کہا۔

''بس ڈر گئے ہاکاما۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ تم بے حد طاقتور ہو۔ تم پر دنیا کا کوئی اسلحہ اثر نہیں کرتا۔ پھر اس خنجر کو دیکھ کر تم اب ڈر کیوں رہے ہو''...... جوزف نے طنزیہ لہجے میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھ پر واقعی دنیا کا کوئی اسلحہ اور آگ اثر نہیں کرتی لیکن یہ۔ یہ۔ یہ گملو گاماگی کا خنجر۔ مجھے اس سے خوف آ رہا ہے۔ دور لے جاؤ۔ دور لے جاؤ اسے''...... ہاکاما نے اسی طرح پیچھے ہٹتے ہوئے

کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ خوف تھا جبکہ جوزف بدستور اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

''رک جاؤ۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ پرنس مکاشو''...... ہاکاما نے اسے نزدیک آتے دیکھ کر ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ یکلخت مڑا اور نہایت تیزی سے سامنے گیٹ کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

''ارے۔ ارے۔ کہاں جا رہے ہو۔ رکو۔ اب تم بھاگ نہیں سکتے۔ رکو''...... جوزف نے چیخ کر کہا اور تیزی سے ہاکاما کے پیچھے بھاگا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ہاکاما تک پہنچتا ہاکاما گیٹ کی سائیڈ والی دیوار سے ٹکرایا اور پھر جیسے وہ اس دیوار میں سماتا چلا گیا۔ جوزف بھاگتا ہوا جیسے ہی اس دیوار کے قریب آیا ہاکاما وہاں سے غائب ہو گیا۔

''کہاں بھاگ گئے ہو۔ سامنے آؤ۔ میرے سامنے آؤ بزدل ہاکاما زوماری۔ ہاکاما''...... جوزف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے زور زور سے دیوار پر خنجر مارنے شروع کر دیئے لیکن ہاکاما تو وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔ جوزف کا غصہ عروج پر تھا اور وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے زور زور سے سانس لے رہا تھا۔

''گملوگاما گی کا خنجر دیکھتے ہی بھاگ گیا ہے بزدل''...... جوزف کے منہ سے غراہٹ بھری آواز نکلی اور پھر وہ چند لمحوں تک ہاکاما کی واپسی کا انتظار کرتا رہا لیکن ہاکاما واپس نہ آیا۔ جوزف نے سر جھٹکا

اور واپس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسی لمحے اسے اپنے دماغ میں سرسراہٹ کا احساس ہوا۔

''اوہ۔ یہ میرے دماغ میں کون آ رہا ہے''...... جوزف نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں ہوں مائی سن''...... اچانک اسے اپنے دماغ میں ایک آواز سنائی دی اور جوزف بری طرح سے اچھل پڑا۔

''فف۔ فف۔ فادر جوشوا۔ مقدس فادر جوشوا تم۔ یہ۔ یہ تم ہو''...... جوزف نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس آواز کو پہچانتے ہی اس کے چہرے پر نہایت عقیدت و احترام کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

''ہاں مائی سن۔ میں ہوں۔ تمہارا فادر جوشوا''...... آواز سنائی دی اور جوزف کے جسم میں یکلخت لرزش سی طاری ہو گئی۔

''اوہ۔ اوہ۔ فادر جوشوا۔ تم میرے اندر ہو۔ میں تمہاری آواز سن رہا ہوں۔ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ تم۔ تم''...... جوزف نے مسرت سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اپنی خوشی کا اظہار بعد میں کرنا مائی سن۔ پہلے تم جا کر اپنے آقا کو بچاؤ۔ وہ خطرے میں ہے''...... آواز سنائی دی۔

''باس۔ خطرے میں ہے۔ کک۔ کک۔ کیا مطلب فادر۔ باس کو کیا خطرہ ہے''...... جوزف نے یکلخت بری طرح سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہارے آقا کو اسی ہاکاما سے خطرہ ہے۔ تمہارے سیاہ چشمے اور تمہارے پاس موجود گملو گاماگی کے خنجر سے ہاکاما بہت زیادہ ڈر گیا ہے۔ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ تمہاری آنکھوں سے زبردستی یہ چشمہ نہیں اتار سکتا اور چشمہ اتارے بغیر وہ تمہاری آنکھیں نہیں نوچ سکے گا اس لئے اب وہ اس وقت تک تم پر حملہ نہیں کرے گا جب تک تمہاری آنکھوں سے چشمہ نہیں ہٹ جاتا یا ہٹا نہیں دیا جاتا۔ اس کے لئے وہ تمہارے آقا کے پاس جائے گا اور اسے مجبور کرے گا کہ وہ تمہیں ایسا حکم دے یا زبردستی تمہاری آنکھوں سے چشمہ ہٹا سکے۔ تمہارے آقا کے ساتھ وہ اور بھی لوگوں کو اس کام کے لئے آگے لا سکتا ہے اس لئے تم فوراً جاؤ اور جا کر اپنے آقا کو اس سے بچاؤ''...... فادر جوشوا کی آواز جوزف کو اپنے ذہن میں گونجتی ہوئی سنائی دی۔

''اوہ فادر جوشوا۔ ہاکاما تو ایک شیطانی طاقت ہے۔ باس تو نہایت باکردار، نیک اور روشن دماغ والا انسان ہے۔ اس کے سر پر روشن دنیا کے کئی نیک آدمیوں کا ہاتھ ہے اور پھر تم نے بھی تو مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میرے ساتھ ساتھ تم میرے باس پر بھی اس کی حفاظت کا سایہ بنائے رکھو گے''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ یہ سب ٹھیک ہے۔ لیکن تمہارے آقا کے سر پر نیک اور روشنی کی طاقتوں کا ساتھ تب تک رہتا ہے جب تک وہ پاک صاف رہتا ہے یا باوضو رہے اور دل ہی دل میں روشن کلام کا ورد

کرتا رہے۔ ایسا تو وہ دن اور رات کسی بھی وقت کر سکتا ہے لیکن رات سونے کے بعد جب وہ جاگتا ہے تب وہ پاک صاف نہیں ہوتا اور غسل کرنے تک وہ نہ کوئی روشن کلام پڑھ سکتا ہے، نہ ہی اس کے قریب کوئی روشن دنیا کا سایہ آ سکتا ہے۔ اس دوران ہاکاما جیسی شیطانی طاقتیں اس پر حاوی ہو سکتی ہیں اور تمہیں میں یہ بھی بتا دوں کہ جب ایسی طاقتیں تمہارے آقا جیسے انسان کے خلاف حرکت میں آتی ہیں تو وہ سب سے پہلے ان کے دماغ پر ہی حملے کرتی ہیں تاکہ ان کے دماغ میں کوئی مقدس کلام نہ رہ سکے۔ تمہارا آقا باکردار ہے، نیک ہے اور اس کی ماں کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ روشن دنیا کے نیک لوگوں کا اس کے سر پر ہاتھ بھی رہتا ہے مگر یہ مت بھولو کہ جادو ایک ایسا عمل ہے جس سے نیک اور بزرگ ترین ہستیاں بھی نہیں بچ سکی ہیں۔ اب تم ان باتوں کو چھوڑو اور جلد سے جلد جا کر اپنے آقا کی حفاظت کرو۔ ہاکاما کسی بھی وقت اس کے پاس پہنچ سکتا ہے''...... فادر جوشوا کی آواز سنائی دی۔

''آقا اور میرے دوسرے ساتھیوں جن کے لئے ہاکاما جیسی شیطانی ذریت خطرہ بن سکتی ہے انہیں اس سے بچانے کا کوئی طریقہ بھی بتا دو مجھے تاکہ میرے نہ ہوتے ہوئے بھی وہ ایسی شیطانی ذریتوں سے خود کو محفوظ رکھ سکیں''...... جوزف نے ملتجیانہ لہجے میں کہا۔

خنجر ہے۔ باس کو چھوڑ دو۔ اگر تم نے باس کے جسم پر ایک معمولی سی خراش بھی ڈالی تو میں تمہارے ٹکڑے اڑا دوں گا۔ میں تمہیں فنا کر دوں گا“...... جوزف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا لیکن اندر سے اسے کوئی جواب نہ ملا۔

”ہاکاما۔ دروازہ کھولو ہاکاما۔ جلدی“...... جوزف نے ایک بار پھر زور زور سے دروازے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا لیکن بے سود۔ اندر مکمل خاموشی تھی۔ یہ دیکھ کر جوزف کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

”ٹھیک ہے ہاکاما۔ تم ایسے نہیں مانو گے۔ میں اندر آ رہا ہوں۔ اب دیکھتا ہوں تم میرے ہاتھوں کیسے بچتے ہو“...... جوزف نے خونخوار درندوں کے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ وہ پیچھے ہٹا اور پھر اچانک اس نے ایک ٹانگ پوری قوت کے دروازے پر مار دی۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور تیز زناٹے دار آواز سنائی دی اور جوزف کو ایک زور دار دھکا لگا اور پھر اسے اپنے قریب سے ایک طوفان کے گزرنے کی آواز سنائی دی۔ جوزف بمشکل گرتے گرتے سنبھلا تھا۔ اس نے سیاہ دھویں کا ایک بگولا سا کمرے سے نکل کر باہر آتے دیکھا تھا۔ سیاہ دھویں کا بگولا سامنے دیوار سے ٹکرایا اور پھر ہوا میں بکھرتا ہوا غائب ہو گیا۔ اسی لمحے جوزف نے کمرے میں کسی کے گرنے کی آواز سنی تو جوزف تیزی سے اندر کی طرف بڑھا اور پھر عمران کو ایک دیوار کے قریب گرے دیکھ کر اس کے ہاتھ پیر

پھولتے چلے گئے۔ کمرہ ہر قسم کے سامان سے عاری تھا۔ عمران دیوار کے پاس یوں الٹا پڑا ہوا تھا جیسے وہ دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا ہو۔

”باس۔ باس“...... جوزف نے چیختے ہوئے کہا اور دوڑتا ہوا عمران کے قریب آ گیا۔ پھر جیسے ہی اس کی نظریں عمران کے چہرے پر پڑیں حیرت اور خوف سے اس کا چہرہ بگڑتا چلا گیا۔

جولیا کے فلیٹ میں رونق سی لگی ہوئی تھی۔ تنویر اور صفدر سمیت سیکرٹ سروس کے کئی ممبران وہاں موجود تھے جن میں کراسٹی، چوہان، خاور، نعمانی اور صدیقی شامل تھے۔ جولیا نے ان سب کو خاص طور پر اپنے فلیٹ میں مدعو کیا تھا۔ اس نے صالحہ اور کیپٹن شکیل کو بھی بلایا تھا لیکن وہ چونکہ ذاتی کاموں میں مصروف تھے اس لئے انہوں نے جولیا سے معذرت کر لی تھی۔ ان دنوں چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اس لئے وہ باری باری ایک دوسرے کی اپنے فلیٹس میں دعوتیں کر رہے تھے۔ اس سے پہلے صفدر نے ان سب کو ایک ہوٹل میں دعوت دی تھی جہاں تقریباً تمام ممبران پہنچ گئے تھے۔ صفدر نے عمران کو بھی مدعو کرنا چاہا تھا لیکن عمران ایسی دعوتوں سے دور ہی رہتا تھا۔

صفدر کے فون کرنے پر سلیمان نے اسے جواب دیا تھا کہ عمران

فلیٹ پر نہیں ہے۔ صفدر جانتا تھا کہ عمران فلیٹ میں ہی ہے لیکن وہ چونکہ ایسی دعوتیں پسند نہیں کرتا تھا اس لئے اس نے عمران کو فورس کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ آج دوسرا دن تھا اور دعوت کی باری جولیا کی تھی اس لئے عمران، صالحہ اور کیپٹن شکیل کے علاوہ سب وہاں پہنچ گئے تھے۔ جولیا نے ان سب کی دعوت ہوٹل یا کسی ریسٹورنٹ میں کرنے کی بجائے اپنے فلیٹ پر ہی کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس نے کراسٹی کو بلا لیا تھا اور پھر ان دونوں نے مل کر دعوت کا تمام سامان تیار کر لیا تھا اور اس وقت وہ سب سٹنگ روم میں تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

”مس جولیا۔ کیا آپ نے بھی عمران صاحب کو دعوت پر نہیں بلایا“...... باتیں کرتے کرتے اچانک چوہان نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران کا نام سن کر وہ سب خاموش ہو گئے جبکہ عمران کا نام سن کر تنویر نے بے اختیار منہ بنا لیا تھا جیسے اس نے کونین کی بے شمار گولیاں چبا لی ہوں۔

”کیا ضرورت ہے اسے بلانے کی۔ کل وہ صفدر کی پارٹی پر آیا تھا“...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ایسی بات نہیں ہے۔ وہ اپنے فلیٹ میں نہیں تھا“...... صفدر نے عمران کی ہمدردی میں کہا۔

”فلیٹ کے علاوہ وہ اور کہاں ہو سکتا ہے۔ تم اس کی خواہ مخواہ سائیڈ مت لو صفدر۔ تم ہی نہیں بلکہ ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں

کہ عمران ایسی پارٹیوں سے دور بھاگتا ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ کل اپنے فلیٹ میں ہی تھا۔ اسے خبر مل گئی ہو گی کہ ہم نے دعوت کا پروگرام بنایا ہے اس لئے اس نے جان بوجھ کر سلیمان سے کہہ دیا ہو گا کہ وہ تمہیں منع کر دے‘‘...... تنویر نے موقع ہاتھ میں آتے ہی بولنا شروع کر دیا۔

’’پھر بھی ہمیں اپنے طور پر ایک بار تو اسے کہہ دینا چاہئے تھا۔ آخر وہ ہمارے کچھ لگتے ہیں‘‘...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’تمہارے لگتے ہوں گے۔ جب تم دعوت دو گے تو بلا لینا اسے۔ میں وہاں نہیں آؤں گا‘‘...... تنویر نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

’’اس کا مطلب ہے تم بھی چاہتے ہو کہ عمران یہاں نہ آئے‘‘۔ جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ اوہ۔ نن۔ نن۔ نہیں۔ میرے کہنے کا مطلب تھا کہ وہ۔ وہ‘‘...... جولیا کی بات سن کر تنویر نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

’’میں اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ تمہارے کہنے کا مطلب کیا تھا۔ تمہیں تو ویسے ہی اس سے خدا واسطے کا بیر ہے۔ تم چاہتے ہو کہ جہاں تم ہو وہاں عمران نہ ہو اور جہاں عمران ہو وہاں تم نہ ہو‘‘۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو تنویر کا رنگ بدل گیا۔

’’نہیں مس جولیا۔ میرا کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا‘‘...... تنویر نے

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’تو اور کیا تھا تمہارے کہنے کا مطلب۔ بولو‘‘...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

’’آپ اچھی طرح جانتی ہیں۔ عمران کو دعوتوں اور خواہ مخواہ کی پارٹیوں میں جانے کا کوئی شوق نہیں ہے‘‘...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’خواہ مخواہ کی پارٹیاں۔ تو تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ میں نے تم سب کو خواہ مخواہ کی پارٹی دی ہے۔ تم سب اس پارٹی میں آ سکتے ہو اور وہ نہیں آ سکتا۔ کیوں‘‘...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو تنویر پریشانی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے اس سے کوئی جواب نہ بن پا رہا ہو۔ صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ چوہان اور باقی سب ساتھی بھی ماحول تلخ ہوتے دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے۔ چوہان کو خود پر غصہ آنے لگا کہ اس نے اچھے بھلے ماحول کو تلخ کرا دیا ہے۔ وہ عمران کی بات نہ ہی کرتا تو بہتر تھا۔

’’اب خاموش کیوں ہو گئے ہو۔ بولو۔ جواب دو‘‘...... جولیا نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا۔

’’مس جولیا۔ آپ خواہ مخواہ بات کو بڑھا رہی ہیں‘‘...... تنویر نے بھی یکلخت تلخی میں آتے ہوئے کہا اور اس کا جواب سن کر جولیا ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا چہرہ یکلخت غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

"میں بات بڑھا رہی ہوں۔ کیا کہا ہے میں نے۔ میں اور کراسٹی رات سے تم سب کی دعوت کی تیاریوں میں لگی ہوئی تھیں۔ ہم دونوں نے ساری رات پلک تک نہیں جھپکی اور تم کہہ رہے ہو کہ یہ خواہ مخواہ کی پارٹی ہے۔ اب کہہ رہے ہو میں بات بڑھا رہی ہوں۔ آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ جو بھی کہنا ہے صاف صاف کہو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ جولیا کا غصہ دیکھ کر تنویر نے وہاں سے اٹھنا چاہا لیکن ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے فوراً اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"مس جولیا آپ پریشان نہ ہوں۔ عمران صاحب واقعی پارٹیوں سے گریز کرتے ہیں۔ ان کے تو اپنے گھر میں بھی کوئی فنکشن ہو تو وہ وہاں بھی مشکل سے پہنچتے ہیں۔ وہ بھی تب جب انہیں اماں بی کی جوتیاں سر پر پڑنے کا خطرہ ہو"...... صفدر نے بات سنبھالتے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"وہ ہے ہی اسی لائق۔ اس کے سر پر جوتیاں پڑتی رہیں تب ہی وہ ٹھیک رہتا ہے۔ اسے صرف اپنی من مانیاں کرنے کا شوق ہے۔ دوسروں کے جذبات اور ان کے احساسات کی اسے ذرا بھی پرواہ نہیں ہے۔ وہ کسی کی پرواہ نہ کرے تو ہمیں کیا۔ میری تو جوتی بھی اس کی پرواہ نہیں کرتی"...... جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ چوہان نے اس ماحول میں عمران کا نام لے کر جیسے اس کی دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

"بہرحال آپ ٹینشن نہ لیں۔ میں انہیں فون کر لیتا ہوں۔ اگر ان سے بات ہو گئی تو میں خود ہی انہیں یہاں آنے کے لئے راضی کر لوں گا"...... صفدر نے جیب سے سیل فون نکالتے ہوئے کہا۔ اسے سیل فون نکالتے دیکھ کر تنویر نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔ صفدر، عمران کے نمبر پریس کرنے ہی لگا تھا کہ جولیا تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے صفدر سے اس کا سیل فون چھین لیا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے اسے فون کرنے کی۔ اگر وہ اپنی مرضی کا مالک ہے تو ہم سب بھی اپنی مرضی کر سکتے ہیں۔ میں نے صرف سیکرٹ سروس کے ممبران کو دعوت دی ہے۔ وہ سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے اس لئے میں اسے یہاں نہیں بلانا چاہتی۔ یہاں آ کر وہ ماحول خراب کر دے گا۔ اسے اول فول بکنے کے سوا اور آتا ہی کیا ہے"...... جولیا نے کہا تو تنویر کا چہرہ کھل اٹھا۔

"لیکن مس جولیا"...... صفدر نے کچھ کہنا چاہا۔

"کہا ہے نا میں اسے یہاں نہیں بلاؤں گی"...... جولیا نے کہا تو صفدر ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ جولیا نے اس کا سیل فون واپس کیا تو اس نے اسے جیب میں واپس رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے اب ہمیں کھانا ٹیبل پر لگا دینا چاہئے۔ سب کو بھوک لگ رہی ہو گی"...... کراسٹی نے ان سب کو خاموش ہوتے دیکھ کر کہا۔

"ہاں۔ واقعی بھوک تو ہمیں لگ رہی ہے بلکہ بھوک کے مارے

میرے پیٹ میں تو ہاتھی اور گھوڑوں نے دوڑنا شروع کر دیا ہے''...... چوہان نے اپنی غلطی سدھارنے کے لئے جلدی سے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

''تمہارے پیٹ میں اتنی جگہ کہاں ہے کہ ہاتھی گھوڑے دوڑ سکیں۔ اس پیٹ میں تو چوہوں کے لئے بھی دوڑنے کی جگہ نہیں ہو گی۔ تمہیں تو یہ کہنا چاہئے تھا کہ بھوک کے مارے تمہارے پیٹ میں چیونٹیوں نے رقص کرنا شروع کر دیا ہے''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''اوکے۔ آؤ کراسٹی۔ ہم ان کے لئے کھانا لگا ہی لیتی ہیں تا کہ ان کے پیٹوں میں ہاتھی، گھوڑوں اور چوہوں کی دوڑ ختم ہو جائے اور چوہان کی چیونٹیاں بھی رقص ختم کر دیں''...... جولیا نے کراسٹی سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ دونوں اٹھ کر کچن کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

''تم نے خواہ مخواہ عمران صاحب کا نام لے کر جولیا کا موڈ خراب کر دیا تھا''...... صدیقی نے ان دونوں کے جاتے ہی چوہان کے قریب ہو کر کہا۔

''ہاں واقعی۔ تمہیں سوچ سمجھ کر بولنا چاہئے تھا۔ مس جولیا کے بارے میں تو تم جانتے ہی ہو۔ وہ عمران صاحب کے معاملے میں بے حد جذباتی ہیں''...... خاور نے کہا۔

''اچھا چھوڑو۔ تم پھر عمران صاحب کی باتیں لے بیٹھے ہو۔ کوئی

اور بات کرو''...... صفدر نے تنویر کا بگڑتا ہوا چہرہ دیکھ کر ان سے کہا تو وہ سر ہلا کر خاموش ہو گئے۔ اسی لمحے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑے۔

''صفدر۔ دیکھنا باہر کون ہے۔ شاید صالحہ یا کیپٹن شکیل ہوں گے''...... کچن سے جولیا کی آواز سنائی دی تو صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے ڈور آئی سے آنکھ لگائی اور پھر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ باہر ایک نوجوان لڑکی کھڑی تھی۔ شکل و صورت سے وہ لڑکی کوئی غیر ملکی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات تھے۔ اس نے جینز اور پنک کلر کی شرٹ پہن رکھی تھی اور اس کے سر کے بال اخروٹی رنگ کے تھے جو اس کے شانوں تک بکھرے ہوئے تھے۔ صفدر نے کاندھے اچکائے اور پھر اس نے سیدھے ہو کر لاک کھول دیا۔ پھر جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا لڑکی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

''جی فرمائیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''میرا نام کلاڈیا ہے۔ کلاڈیا براؤن''...... غیر ملکی لڑکی نے جلدی سے کہا۔

''فرمائیں''...... صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ کیا آپ مس جولیا کو باہر بلا سکتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ والے فلیٹ میں رہتی ہوں''...... کلاڈیا براؤن نے کہا۔

اس کے لہجے میں بے پناہ بے چینی اور خوف کا عنصر تھا۔

''اوہ۔ ایک منٹ۔ میں بلاتا ہوں انہیں''...... صفدر نے کہا تو کلاڈیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مس جولیا۔ آپ کے ساتھ والے فلیٹ سے مس کلاڈیا براؤن آئی ہیں''...... صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

''کلاڈیا براؤن۔ کون کلاڈیا براؤن''...... چند لمحوں بعد جولیا تیزی سے چلتی ہوئی اس طرف آ گئی۔ صفدر اسی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے دوبارہ پلٹ کر کلاڈیا براؤن کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ جولیا کو آتے دیکھ کر اس نے راستہ چھوڑ دیا۔

''کون ہے۔ کہاں ہے کلاڈیا براؤن''...... جولیا نے دروازے کے پاس آ کر کہا۔ اس کی بات سن کر صفدر مڑا اور پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ دروازے پر جہاں کلاڈیا براؤن کھڑی تھی اب وہاں کوئی نہ تھا۔ صفدر تیزی سے دروازے کی طرف لپکا اور اس نے دروازے سے باہر نکل کر دیکھا تو اس کی آنکھوں میں اور زیادہ حیرت لہرانے لگی۔ دوسرے فلیٹس جولیا کے فلیٹ سے کافی فاصلے پر تھے۔ ان کا فاصلہ کم از کم سو گز تو ضرور ہو گا لیکن دونوں طرف راہداری خالی تھی اور وہاں کلاڈیا براؤن دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اگر وہ واپس بھی لوٹ گئی ہوتی تو اسے اب تک راہداری میں تو ہونا ہی چاہئے تھا۔

''حیرت ہے۔ وہ ابھی تو یہیں پر تھی۔ پھر اچانک کہاں غائب ہو گئی''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اتنی جلدی تو کوئی اپنے فلیٹ میں جا ہی نہیں سکتا''۔ جولیا نے کہا۔ وہ بھی دروازے سے باہر آ گئی تھی جبکہ صفدر اپنی پیشانی سہلانے لگا جیسے اسے واقعی لڑکی کے اچانک غائب ہونے کا یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

''کیا نام بتایا تھا اس نے۔ کلاڈیا براؤن''...... جولیا نے کہا۔

''جی ہاں۔ یہی نام بتایا تھا اور وہ تھی بھی آپ کی طرح سوئس نژاد''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن جہاں تک میں جانتی ہوں ارد گرد کے فلیٹوں میں کوئی غیر ملکی لڑکی رہتی ہی نہیں۔ کیا کہا تھا اس نے۔ میرا مطلب ہے اس نے میرا نام لیا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''وہ آپ کو مس جولیا ہی کہہ رہی تھی''...... صفدر نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

''اوہ۔ مگر یہاں تو میں نے سب کو اپنا نام اینڈریا بتا رکھا ہے۔ پھر کوئی میرا اصلی نام کیسے جان سکتا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا۔ آپ دونوں یہاں کیوں کھڑے ہیں۔ اور کون تھا باہر''...... کراسٹی نے باہر آتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''نہیں۔ کچھ نہیں۔ آؤ صفدر''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے

اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ تینوں واپس اندر آ گئے۔ جولیا نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا تھا۔ جولیا، کراسٹی کے ساتھ دوبارہ کچن کی طرف بڑھ گئی جبکہ صفدر اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا۔

’’کیا بات ہے۔ بڑے الجھے الجھے سے دکھائی دے رہے ہو‘‘۔ خاور نے صفدر کے چہرے پر الجھن کے تاثرات دیکھتے ہوئے پوچھا۔

’’کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ باہر ایک لڑکی مس جولیا سے ملنے آئی تھی مگر‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’مگر۔ مگر کیا‘‘...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا تو صفدر نے انہیں ساری بات بتا دی۔

’’حیرت ہے۔ اتنی جلدی وہ کہاں غائب ہو گئی۔ کیا وہ کوئی بدروح تھی‘‘...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’لگتا تو ایسا ہی ہے‘‘...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بھی ہنس پڑے۔ اسی لمحے کچن سے جولیا اور کراسٹی کی ایک ساتھ تیز چیخیں سنائی دیں اور ان کی چیخیں سن کر وہ سب بری طرح اچھل پڑے۔

’’اوہ۔ انہیں کیا ہوا ہے‘‘...... تنویر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ باقی ساتھی بھی فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

’’معلوم نہیں۔ آؤ دیکھتے ہیں‘‘...... صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا تو وہ سب تیزی سے کچن کی طرف بڑھنے لگے۔ پھر وہ جیسے ہی کچن میں داخل ہوئے وہ یکلخت ٹھٹھک گئے۔ جولیا اور کراسٹی ایک طرف کھڑی تھیں اور ان کے سامنے ایک نوجوان لڑکی موجود تھی۔ لڑکی کا رخ دوسری طرف تھا۔ جولیا اور کراسٹی یوں ساکت کھڑی تھیں جیسے پتھر کی مورتیاں بن گئی ہوں۔

’’کیا ہوا مس جولیا۔ مس کراسٹی یہ لڑکی کون ہے۔ کون ہے یہ لڑکی‘‘...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کی آواز سن کر لڑکی فوراً اس کی طرف مڑی اور اس کی شکل دیکھتے ہی صفدر یکلخت اچھل پڑا۔

’’کلاڈیا براؤن۔ اوہ۔ یہ تو وہی کلاڈیا براؤن ہے جو کچھ دیر پہلے باہر موجود تھی‘‘...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

’’صف۔ صف۔ صفدر اس کی آنکھیں دیکھو‘‘...... خاور نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا تو صفدر نے کلاڈیا براؤن کی طرف دیکھا تو اچانک اسے ایک جھٹکا سا لگا اور اسے اپنے جسم میں سے جیسے جان سی نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ کلاڈیا براؤن کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ جیسے اس کے جسم کا سارا خون سمٹ کر اس کی آنکھوں میں اتر آیا ہو۔ اس سرخی میں اس کی آنکھوں کی پتلیاں بھی غائب ہو گئی تھیں۔ اس کی آنکھیں دیکھ کر باقی سب ممبران کی حالت بھی صفدر سے مختلف نہیں تھی۔ ان سب کی زبانیں گنگ ہو گئی تھیں اور

انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے ان کے پیر زمین نے جکڑ لئے ہوں۔

کلاڈیا براؤن مڑ کر قدم اٹھاتی ہوئی ان کے پاس آ گئی۔ اس نے صفدر کے سامنے آ کر غور سے اس کا چہرہ دیکھا اور پھر تنویر کی طرف بڑھ گئی۔ صفدر سن سکتا تھا، دیکھ بھی سکتا تھا لیکن اسے اپنا جسم پتھر کی طرح سخت اور بے جان سا محسوس ہو رہا تھا۔ کلاڈیا براؤن نے باری باری سب کے چہروں کو غور سے دیکھا اور پھر وہ مڑ کر واپس جولیا اور کراسٹی کی طرف چلی گئی۔ وہ دونوں بھی ان کی طرح ساکت تھیں۔ کلاڈیا براؤن نے ان دونوں کو بھی جا کر غور سے دیکھا اور پھر وہ کچن کے وسط میں آ گئی۔ اسی لمحے اچانک کلاڈیا براؤن نے ایک زور دار جھرجھری لی اور اس کے گرد سیاہ دھواں سا چھا گیا۔ چند لمحوں بعد دھواں چھٹا تو کلاڈیا براؤن کی جگہ وہاں ایک سیاہ فام آدمی کھڑا تھا۔ اس سیاہ فام کا رنگ و روپ افریقیوں جیسا تھا اور اس نے سیاہ لباس پہن رکھا تھا۔ وہ سر سے پاؤں تک سیاہ تھا۔ البتہ اس کی آنکھیں اس طرح سرخ تھیں جیسے خون سے بھری ہوئی ہوں۔

”مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ تم بھی پرنس مکاشو کے دوست ہو۔ میری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اور نہ ہی میں تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہوں۔ مجھے یہاں پرنس مکاشو کی آنکھیں نوچنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ میرے لئے اس کی آنکھیں نوچنا کچھ مشکل نہیں تھا لیکن جب میں اس کے پاس گیا تو اس کی آنکھوں پر ایک سیاہ

چشمہ تھا۔ وہ سیاہ چشمہ اسے کسی روشنی کی طاقت نے دیا تھا۔ میں اس چشمے کی وجہ سے پرنس مکاشو کی آنکھیں نہیں نوچ سکا بلکہ میں نے جیسے ہی اس چشمے کو ہاتھ لگایا تو مجھے جیسے کسی نے اٹھا کر دور پھینک دیا۔ میں ایک دیوار سے ٹکرایا اور پھر میں وہیں ساکت ہو گیا۔ جب میری آنکھیں کھلیں تو میں نے پرنس مکاشو کو دیکھا تو وہ ایک موم بتی اور ایک خنجر لا رہا تھا جو گملو گاماگی کا خطرناک خنجر تھا۔ اس خنجر سے گملو گاماگی نامی ایک وچ ڈاکٹر ان بدروحوں کو ذبح کرتا تھا جو اس کا کوئی بھی حکم ماننے سے انکار کر دیتی تھیں یا پھر جو اس وچ ڈاکٹر کا کوئی بھی کام کرنے میں ناکام ہو جاتی تھیں۔

گملو گاماگی کا خنجر دیکھ کر مجھے وہاں سے بھاگنا پڑا۔ میں فوراً ایک اندھے غار میں چلا گیا۔ اندھے غار میں جا کر میں نے اپنے آقا سردار اوکاشا سے رابطہ کیا اور اسے ساری صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ روشن چشمے اور گملو گاماگی کے خنجر کا سن کر وہ بھی پریشان ہو گیا۔ اس نے مجھے پرنس مکاشو سے دور رہنے کی ہدایت کی اور کہا کہ میں اس وقت تک پرنس مکاشو کے سامنے نہ جاؤں جب تک اس کی آنکھوں پر روشن چشمہ اور اس کے پاس گملو گاماگی کا خنجر ہے۔ پھر مجھے سردار اوکاشا نے مشورہ دیا کہ میں پرنس مکاشو کے آقا کے پاس جاؤں۔ پرنس مکاشو اپنے آقا کو بہت مانتا ہے۔ میں اگر پرنس مکاشو کے آقا کو اپنے بس میں کر لوں تو وہ پرنس مکاشو کی آنکھوں سے اس کا چشمہ بھی اتار سکتا ہے اور اس سے گملو

گاما گی کا خنجر بھی حاصل کر سکتا ہے۔ مجھے سردار اوکاشا نے پرنس مکاشو کے آقا کا پتہ بتا دیا۔ چنانچہ میں فوراً وہاں پہنچ گیا۔ میں نے پرنس مکاشو کے آقا کو اپنے قابو میں کر لیا تھا۔ اس سے پہلے کہ میں اس کے دماغ کو اپنے قابو میں کرتا اور اسے پرنس مکاشو کے خلاف کرتا وہاں پرنس مکاشو پہنچ گیا۔ اسے نجانے کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ میں اس کے آقا کے پاس ہوں۔ وہ میرے پیچھے دوڑا چلا آیا تھا اور پھر اس نے جیسے ہی اپنے آقا کے کمرے کا دروازہ توڑا میں دھواں بن کر وہاں سے بھی بھاگ نکلا کیونکہ پرنس مکاشو کے ہاتھ میں وہی گملو گاما گی کا خنجر تھا۔ اگر پرنس مکاشو تھوڑی دیر اور نہ آتا تو میں اس کے آقا کو پوری طرح اپنے قابو میں کر لیتا۔

مجھے ایک بار پھر سیاہ غار میں جانا پڑا اور میں نے پھر سردار اوکاشا سے رابطہ کیا۔ اس بار سردار اوکاشا نے مجھے تم سب کے بارے میں بتایا کہ میں تم سب کو اپنے بس میں کر لوں۔ تم سب پرنس مکاشو کے قریبی ساتھی ہو۔ تمہارے دماغ اپنے قبضے میں کر کے میں تمہیں مجبور کر سکتا ہوں کہ تم جا کر پرنس مکاشو کی آنکھوں سے روشن چشمہ اتار سکو اور اس سے گملو گاما گی کا خنجر حاصل کر سکو۔ پرنس مکاشو کا ایک ساتھی ایکریمیا میں ہے اور تمہارے دو ساتھی بھی اس شہر میں موجود نہیں ہیں۔ میں نے تم سب کے بارے میں اپنے علم سے معلوم کیا تو تم سب یہاں تھے اس لئے میں یہاں ایک لڑکی کا بھیس بدل کر آ گیا۔ میں اس فلیٹ میں بغیر کسی رکاوٹ

کے بھی گھس سکتا تھا لیکن تم سب کے بارے میں مجھے بتایا گیا تھا کہ تم سب باکردار، نیک اور اعلیٰ اوصاف کے مالک ہو۔ نیکی کے حصار بھی تمہارے ساتھ رہتے ہیں اس لئے میرے لئے ضروری تھا کہ تم میں سے کوئی میرے لئے خود اس فلیٹ کا دروازہ کھولے۔ مجھ سے کوئی بات کرے تو مجھے اندر آنے اور تم سب کو ایک ساتھ قابو کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔ تم نے چونکہ خود میرے لئے دروازہ کھولا تھا اور مجھ سے بات کرنے میں پہل کی تھی اس لئے مجھے اندر آنے کا موقع مل گیا اور میں یہاں آ گیا۔ دونوں لڑکیاں مجھے اچانک اپنے سامنے دیکھ کر حیرت سے چیخ اٹھیں۔ میں نے انہیں یہیں ساکت کر دیا۔ تم یہاں آئے تو میں نے تم سب کو بھی روک دیا۔ اب تم صرف دیکھ سکتے ہو اور سن سکتے ہو اس کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے۔ میں نے تمہارے سامنے روپ بدلا ہے۔ یہ عمل چونکہ میں نے جادو سے کیا ہے اس لئے اب تم سب چاہو بھی تو اپنے ذہنوں میں کوئی روشن کلام اجاگر نہیں کر سکو گے"...... سیاہ فام ہاکاما رکے بغیر مسلسل بولتا جا رہا تھا اور اس کی باتیں سن کر سیکرٹ سروس کے ممبران کے دماغوں میں جیسے آندھیاں سی چلنا شروع ہو گئی تھیں۔ ہاکاما کی باتوں سے انہیں صاف اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کا تعلق شیطان سے ہے اور وہ ایک بار پھر شیطانی حالات کا شکار ہو گئے ہیں اور اس شیطانی ذریت کی طاقت کا انہیں بخوبی اندازہ ہو رہا تھا۔ یہ ایک لڑکی کے روپ میں آیا تھا۔ پھر وہ لڑکی دروازے

سے غائب ہو گئی تھی اور پھر وہی لڑکی جولیا کے فلیٹ کے کچن میں پہنچ گئی جسے دیکھ کر جولیا اور کراسٹی حیرت سے چیخ اٹھی تھیں۔ ان دونوں کو ہاکاما نے وہیں ساکت کر دیا تھا اور پھر وہ سب جیسے ہی ان کی چیخیں سن کر کچن میں آئے ہاکاما نے انہیں بھی وہیں ساکت کر دیا۔ اس کے بعد جس طرح ہاکاما نے عورت سے سیاہ فام مرد کا روپ بدلا تھا وہ بھی ان کے لئے حیرت انگیز تھا۔ ہاکاما کی آخری بات سن کر ان سب نے اپنے ذہنوں میں مقدس کلام اور مقدس نام لانے کی کوشش کی مگر جیسے ہی انہوں نے کوشش کی ان کے ذہن بلینک ہوتے چلے گئے۔ ہاکاما ان سب کی طرف باری باری دیکھ رہا تھا اور پھر اس کی نظریں جولیا پر جم گئیں۔

''تم مجھ سے بات کر سکتی ہو۔ میں تمہیں زبان کھولنے کی اجازت دیتا ہوں''...... ہاکاما نے کہا اور اسی لمحے جولیا نے محسوس کیا جیسے واقعی اس کی تالو سے چپکی ہوئی زبان الگ ہو گئی ہو۔

''کون ہو تم اور تم یہ سب کیوں کر رہے ہو''...... جولیا نے نہایت غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں تمہیں اپنا نام بتانا بھول گیا تھا۔ میں ہاکاما ہوں۔ ہاکاما زوماری۔ میں کیا چاہتا ہوں یہ سب میں تمہیں بتا چکا ہوں''...... ہاکاما نے کہا۔ پرنس مکاشو کے نام سے وہ سب سمجھ گئے تھے کہ ہاکاما جوزف کے بارے میں سب کچھ کہہ رہا تھا۔

''کیا تم شیطانی ذریت ہو''...... جولیا نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''ہاں''...... ہاکاما نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''لیکن تم جوزف میرا مطلب ہے پرنس مکاشو کی آنکھیں کیوں نوچنا چاہتے ہو۔ کیا دشمنی ہے اس سے تمہاری''...... جولیا نے کہا۔

''یہ میرے آقا سردار اوکاشا کا حکم ہے اور ہاکاما اپنے سردار کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہے''...... ہاکاما نے کہا۔

''کون ہے سردار اوکاشا اور اس نے تمہیں ایسا حکم کیوں دیا ہے''...... جولیا نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''پرنس مکاشو کی آنکھوں سے ساکا کارا کی آنکھیں روشن ہو سکتی ہیں''...... ہاکاما نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں ساکا کارا اور سردار اوکاشا کے بارے میں تفصیل بتانے لگا جسے سن کر وہ سب اندر ہی اندر دہل رہے تھے۔ سردار اوکاشا کے ارادے واقعی بے حد بھیانک تھے۔ وہ ساری دنیا پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھ رہا تھا اور اس کا یہ خواب ساکا کارا نامی عفریت ہی حقیقت بنا سکتا تھا جو خون آشام اور انتہائی خونخوار درندہ تھا۔

''ہم سب کو اپنی گرفت سے آزاد کر دو ہاکاما۔ ہم تمہاری کوئی مدد نہیں کریں گے۔ جس طرح پرنس مکاشو اپنے آقا کو تم سے بچانے کے لئے پہنچ گیا تھا اسی طرح وہ یہاں بھی آ جائے گا اور پھر تمہارا جو بھیانک حشر کرے گا اس کے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتے''...... جولیا نے غرا کر کہا۔

''میں پرنس مکاشو سے نہیں ڈرتا۔ مجھے خوف ہے تو اس کے

گملوگاماگی کے خنجر سے۔ ایک بار وہ خنجر اس کے ہاتھ سے نکل جائے اور وہ آنکھوں سے چشمہ اتار لے تو میں اس کی آنکھیں بھی نوچ لوں گا اور اس کے ٹکڑے بھی اڑا دوں گا''...... ہاکاما نے کہا۔

''پرنس مکاشو تم جیسی رذیل شیطانی ذریتوں کے قابو میں آنے والا نہیں ہے اور ہم بھی اس کے ساتھی ہیں۔ تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے''...... جولیا نے کہا۔

''اس سے پہلے کہ پرنس مکاشو یہاں آئے میں تم سب کو اپنے قابو میں کرلوں گا۔ پھر تمہارا جیسے ہی پرنس مکاشو سے سامنا ہو گا تم اس کے بدترین دشمن بن جاؤ گے اور تم وہی کرو گے جو میں چاہوں گا''...... ہاکاما نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہو گا۔ تم ہم پر اپنا حکم نہیں چلا سکتے''۔ جولیا نے غصے سے کہا۔

''یہ تمہاری بھول ہے لڑکی۔ تم سب نے میری آنکھوں میں دیکھا ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں کی سرخی تمہاری آنکھوں میں اتار دی ہے۔ دیکھو۔ سب دیکھو۔ تم سب کی آنکھیں سرخ ہیں میری آنکھوں جیسی''...... ہاکاما نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی ہنسی بے حد بھیانک اور مکروہ تھی۔ ان سب نے ایک دوسرے کو دیکھا تو واقعی ان سب کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ اس قدر سرخ کہ ان کی پتلیاں بھی اس سرخی میں چھپ گئی تھیں۔ وہ سب دل ہی دل میں ایک بار پھر کانپ اٹھے۔

''ہاکاما۔ ہم پر شیطانی حربے استعمال مت کرو۔ ہمیں آزاد کر دو۔ اگر تم طاقتور ذریت ہو تو ہمارا مقابلہ کرو۔ بغیر ہم پر جادو کئے ہم پر قابو کر کے دکھاؤ۔ پرنس مکاشو تو کیا ہم بھی تمہیں فنا کر دیں گے''...... جولیا نے انتہائی غضبناک انداز میں کہا۔

''آزادی تو تم سب کو ملے گی مگر میرا کام پورا ہونے کے بعد''...... ہاکاما۔ نے کہا

''کیسا کام ۔۔ غراتے ہوئے کہا۔

''تمہیں میر ۔ لئے پر س مکاشو کی آنکھوں سے چشمہ اتارنا ہو گا اور اس کے پاس جو گملوگاماگی کا خنجر ہے اسے حاصل کرنا ہو گا۔ تم جیسے ہی میرے یہ دو کام کر دو گے میرے جادو کے اثر سے آزاد ہو جاؤ گے۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے''...... ہاکاما نے کہا۔

''نہیں۔ ہم کسی بھی صورت تمہارا کام نہیں کریں گے چاہے تم ہمیں جان سے ہی کیوں نہ مار دو''...... جولیا نے کہا۔ اس کے لہجے میں اسی طرح خوفناک غراہٹ تھی۔

''تمہاری یہ خوش فہمی میں ابھی دور کر دیتا ہوں''...... ہاکاما نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ اوپر کئے اور پھر ایک جھٹکے سے نیچے لے آیا۔ اسی لمحے جولیا کو اپنی آنکھوں کے سامنے پردہ سا گرتا ہوا معلوم ہوا۔ ایک لمحے کے لئے اس کا جسم لرز اٹھا اور پھر اسے اپنے دماغ میں ایک گونجدار آواز سنائی دی۔

''تم آٹھ ہو۔ میں چونکہ شیطانی ذریت ہوں اس لئے میں تم میں سے کسی کا بھی نام اپنی زبان پر نہیں لا سکتا۔ پرنس مکاشو میرے لئے پرنس مکاشو رہے گا۔ سردار اوکاشا کے مشورے پر میں نے تاریک دنیا کے لئے پرنس مکاشو کے آقا کا نام پاناشی رکھا ہے۔ تم لڑکی ہو۔ تاریک دنیا میں آج سے تمہارا نام اتاشا ہو گا''۔ ہاکاما نے جولیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اور تمہاری ساتھی لڑکی کا نام سمارگی ہو گا''...... ہاکاما نے کراسٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مردوں میں تمہارا نام ہامورا، ناپاش، ناٹورا، جلاگو، اساگو اور ناشون ہو گا''...... ہاکاما نے باری باری صفدر، تنویر، صدیقی، چوہان، خاور اور نعمانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ہاکاما کی آواز جولیا سمیت اس کے سبھی ساتھیوں کے دماغوں میں گونج رہی تھی اور ہاکاما جیسے جیسے ان کے تاریک دنیا میں استعمال ہونے والے نام بتا رہا تھا انہیں ریڑھ کی ہڈیوں تک سنسناہٹ کا احساس ہو رہا تھا۔

''تم سب میری ہدایات پر عمل کرو گے۔ تمہارے دماغ تمام انسانوں جیسے ہی ہوں گے لیکن پرنس مکاشو کی جب تک میں آنکھیں نہیں نوچ لیتا تم سب میرے لئے کام کرو گے۔ تب تک میں تمہارا آقا، تمہارا باس رہوں گا۔ پرنس مکاشو کی کی آنکھوں سے روشن چشمہ اتارنے اور اس سے گملو گاماگی کا خنجر حاصل کرنے کے لئے تم کچھ بھی کر سکتے ہو۔ اسے شدید زخمی کرو یا ہلاک یا اس کے

ٹکڑے ٹکڑے کر دینا لیکن مجھے اس کی دونوں آنکھیں ٹھیک حالت میں ملنی چاہئیں اور اس بات کا خیال رکھنا کہ اس کی آنکھوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ پرنس مکاشو تک پہنچنے کے لئے تمہارے سامنے کوئی بھی رکاوٹ آئے تو تم نے اسے ختم کر دینا ہے۔ اپنے سامنے آنے والی ہر دیوار کو گرا دینا اور اگر پرنس مکاشو کا آقا پاناشی بھی تمہارے سامنے حائل ہونے کی کوشش کرے تو بلاشبہ اس کا بھی خاتمہ کر دینا''...... ہاکاما نے کہا اور پھر وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا اور پھر بولنے لگا۔

''میرے سوا تم کسی کا حکم نہیں مانو گے چاہے وہ پاناشی ہو یا تمہارا چیف۔ میں ہر وقت تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا کیونکہ پرنس مکاشو کے پاس گملو گاماگی کا خنجر ہے۔ وہ مجھے کبھی بھی اور کہیں بھی دیکھ سکتا ہے۔ میں تم سب کے ساتھ ذہنی رابطہ رکھوں گا جسے جدید دور میں ٹیلی پیتھی کہا جاتا ہے۔ تم سب کو ایک ساتھ اکٹھے ہی رہنا ہو گا۔ اس کے علاوہ ایک اہم بات یہ ہے کہ تم اب ایک دوسرے کو اپنے اصلی ناموں سے نہیں پکارو گے۔ میں نے تمہیں تاریک دنیا کے جو نام بتائے ہیں تم یہی نام استعمال کرو گے۔ اب تم مجھے دیکھ سکتے ہو اور باری باری مجھ سے بات کر سکتے ہو۔ کچھ پوچھنا ہو تو پوچھ لو''...... ہاکاما نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا تو ان سب کی آنکھوں کے سامنے پڑا ہوا پردہ ہٹ گیا۔ ان سب کی زبانیں بھی کھل گئیں تھیں اور انہیں اپنے بے جان جسموں میں جان

ں بھرتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ ان کے ذہن جاگ تو گئے تھے لیکن وہ سب ذہنوں میں بھاری پن محسوس رہے تھے۔

''اب تم باری باری مجھے اپنے ا بتاؤ۔ وہ نام جو میں نے تاریک دنیا کے لئے تمہارے لئے تجویز کئے ہیں۔ تم اپنے اصل نام بھول جاؤ گے''...... ہاکاما نے کہا۔

''میں اتاشا ہوں''...... جولیا نے اس انداز میں کہا جیسے وہ غنودگی میں ہو۔

''تم نے میرا نام سارگی بتایا ہے۔ میں سارگی ہوں''...... کراسٹی نے بھی جولیا کے انداز میں کہا۔

''اور تم''...... ہاکاما نے صفدر سے پوچھا۔

''میرا تاریک دنیا کا نام ہامورا ہے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''میں ناپاش ہوں''...... تنویر نے بھی سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

''میرا نام تم نے ناٹورا تجویز کیا ہے ہاکاما''...... صدیقی نے کہا۔

''اور میرا نام جلاگو ہے''...... چوہان نے کہا۔

''اب تم بتاؤ''...... ہاکاما نے خاور سے پوچھا۔

''میرا نام اساگو ہے''...... خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تاریک دنیا کے لئے تم نے میرا نام ناشون رکھا ہے۔ میر ناشون ہوں''...... نعمانی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم سب نے اپنے نام یاد کر لئے ہیں۔ اب تم اپنی دعوت اڑاؤ اور پھر تم روانہ ہو جانا جب میں تمہیں کہوں گا۔ اور ہاں۔ میں زیادہ اتاشا سے بات کروں گا۔ تمہارے پراسرار آقا ایکسٹو کے بعد یہ تمہاری ڈپٹی چیف ہے۔ میں بھی اسے اپنا نائب بناتا ہوں۔ میرے بعد تم اس کا ہی حکم مانو گے''...... ہاکاما نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"خدا کی پناہ۔ اس آدمی کا ہاتھ تھا یا ہتھوڑا۔ اس نے تو میرا منہ ہی توڑ کر رکھ دیا ہے"...... سلیمان نے اپنے سوجے ہوئے منہ کی گرم کپڑے سے ٹکور کرتے ہوئے کہا۔ جوزف، عمران کے ساتھ اس کے کمرے میں موجود تھا۔ اس نے عمران کو ہوش دلایا تھا۔

عمران کا چہرہ سیاہ ہو رہا تھا اور اس کی پیشانی پر خون کا ایک قطرہ سا موجود تھا جسے دیکھ کر جوزف ڈر گیا تھا۔ وہ عمران کو اٹھا کر فوراً اس کے کمرے میں لے گیا اور پھر اس نے عمران کو لا کر بیڈ پر ڈال دیا۔ پھر باہر جا کر اس نے سلیمان کو اٹھایا اور اسے بھی عمران کے کمرے میں لے آیا اور اسے ایک صوفے پر لٹا دیا۔ اس نے سلیمان کے چہرے پر پانی ڈالا تو سلیمان کو فوراً ہوش آ گیا۔ ہوش میں آ کر وہ بری طرح سے چیخنے لگا۔ اس کا منہ سوجا ہوا تھا اور وہ بے حد تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ پھر عمران کی حالت دیکھ کر وہ اپنی

تکلیف بھول گیا۔ وہ جوزف سے عمران کے بارے میں پوچھنے لگا۔ جوزف نے مختصر طور پر اسے بتا دیا۔ شیطانی ذریت کا سن کر سلیمان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے۔

جوزف، عمران کو ہوش میں لانے کا طریقہ سوچ رہا تھا اور پھر اس نے سلیمان سے تین موم بتیاں منگوائیں۔ پانی کی ایک کٹوری اور اگر بتیاں بھی منگوا لیں۔ سلیمان یہ سب چیزیں لے آیا تو جوزف نے کمرے میں جگہ جگہ اگر بتیاں سلگا دیں۔ چند ہی لمحوں میں کمرہ اگربیتوں کی مہک سے بھر گیا اور پھر جوزف نے ایک موم بتی کو عمران کی پیشانی پر ٹھیک اس جگہ رکھ دیا جہاں خون کا قطرہ چمک رہا تھا۔ دوسری موم بتی اس نے عمران کے سینے پر رکھی اور تیسری جلا کر عمران کی ناف پر رکھ دی۔ اس نے موم بتی کا موم گرا کر باقاعدہ تینوں موم بیتوں کو چپکایا تھا۔ سلیمان یہ سب دیکھ کر حیران ہو رہا تھا لیکن جو کچھ جوزف نے اسے بتایا تھا وہ سب جان کر وہ ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔

جوزف نے پانی کی کٹوری سیدھے ہاتھ میں پکڑ کر اپنے منہ کے قریب کی اور پھر وہ آنکھیں بند کر کے کچھ پڑھنے لگا۔ پڑھتے پڑھتے وہ بار بار پانی پر پھونکیں مار رہا تھا۔ تقریباً دس منٹ تک وہ کچھ پڑھتا رہا اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے آگے بڑھ کر دوسرے ہاتھ سے عمران کا منہ کھولا اور کٹوری اس کے منہ کے ساتھ لگا کر دھیرے دھیرے اسے پانی پلانے لگا۔ عمران کے

ہونٹ ہلنے لگے اور اس نے پانی پینا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے پانی اس کے حلق میں جا رہا تھا عمران کا سیاہ رنگ ختم ہوتا جا رہا تھا۔ پانی کے ختم ہونے تک وہ مکمل طور پر نارمل ہو گیا۔ ساتھ ہی عمران کے جسم میں حرکت ہونے لگی۔ یہ دیکھ کر جوزف نے کٹوری ایک طرف رکھی اور عمران کے پیٹ اور سینے پر چپکی ہوئی موم بتیاں اتار لیں اور سلیمان کو پکڑاتے ہوئے کہا کہ وہ ان موم بتیوں کو کمرے کے شمالی اور مغربی کونوں میں لگا دے۔ سلیمان نے اس کی بات پر عمل کیا جبکہ تیسری موم بتی بدستور عمران کی پیشانی پر ہی جل رہی تھی۔ جوزف نے فوراً ایک ہاتھ عمران کے سینے پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا۔ پھر جیسے ہی عمران نے آنکھیں کھولیں جوزف نے اسے اسی طرح پڑے رہنے کو کہا۔ عمران کی پیشانی پر جب آدھی سے زیادہ موم بتی جل گئی تو جوزف نے اسے اتار لیا اور سلیمان سے کہا کہ وہ اس جلتی ہوئی موم بتی کو اسی طرح کمرے کے تیسرے کونے میں جا کر رکھ دے۔ موم بتی پگھل پگھل کر عمران کی پیشانی پر پھیل گئی تھی جس سے عمران کی پیشانی سرخ ہو رہی تھی لیکن حیرت انگیز بات یہ تھی کہ عمران کی پیشانی پر جو خون اور زخم تھا وہ غائب ہو گیا تھا۔ عمران اٹھ بیٹھا اور پھر جوزف نے اسے ساری حقیقت سے آگاہ کر دیا جسے سن کر عمران بھی پریشان ہو گیا۔

”وہ آدمی نہیں بدروح تھی“...... عمران نے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ واقعی وہ بدروح ہی تھی۔ اس کے ایک ہی مکے نے میرا حشر کر دیا تھا“...... سلیمان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”شکر کرو۔ ہاکاما نے تمہارے منہ پر مکا مارا تھا۔ وہ تمہاری گردن پر زہریلا ناخن مار دیتا تو تم اسی وقت ہلاک ہو جاتے۔ اس نے باس کی پیشانی پر بھی زہریلا ناخن مارا تھا اس سے باس کے جسم میں زہر پھیل گیا تھا۔ اگر میں مخصوص عمل نہ کرتا تو باس کو اس زہر سے شدید نقصان پہنچتا“...... جوزف نے کہا۔

”شکر تم کرو کالے دیو۔ وہ تمہاری قبیل کی ہی بدروح معلوم ہو رہی تھی۔ ہوش میں آ کر میں نے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا ورنہ میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں تمہاری گردن مروڑ دوں۔ تم جب بھی آتے ہو منحوس صورت اور منحوس بلائیں ہی اپنے ساتھ لے کر آتے ہو“...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میرے منہ مت لگو“...... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اپنا منہ دور رکھو۔ مجھے بھی تمہارے ساتھ مغز ماری کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے“...... سلیمان نے اسی انداز میں کہا تو جوزف اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

”اب تم اپنی چونچ بند رکھو۔ مجھے جوزف سے بات کرنے دو“۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تو کریں۔ میں نے کب آپ کی چونچ پکڑ رکھی ہے“۔ سلیمان نے ترقی بہ ترقی جواب دیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کمرے

سے نکلتا چلا گیا۔

''کیا سوچ رہے ہو باس''...... جوزف نے عمران کو سوچ میں ڈوبا دیکھ کر پوچھا۔

''یہ شیطانی ذریت ضرورت سے کچھ زیادہ ہی طاقتور اور خطرناک معلوم ہو رہی ہے''......عمران نے کہا۔

''ہاں باس۔ اس ذریت کا تعلق شیطان کے دربار سے ہے۔ وہ شیطانی دربار کا خاص درجہ رکھنے والی ذریت ہے جس کی طاقتیں زیادہ اور خوفناک ہیں''...... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اس نے جس تیزی اور خوفناک انداز میں مجھ پر حملہ کیا تھا اس سے تو واقعی میرے ہوش اڑ گئے تھے۔ اگر تم وقت پر نہ آ جاتے تو وہ مجھے شدید نقصان پہنچا سکتی تھی۔ یہ پہلا موقع ہے کہ کسی شیطانی طاقت نے مجھ پر اس طرح ڈائریکٹ حملہ کیا ہو''......عمران نے کہا۔

''شیطانی دربار کی ذریتیں ایسی ہی تیز اور خطرناک ہوتی ہیں باس۔ وہ کچھ بھی کر سکتی ہیں۔ لمحوں [illegible] سے کہیں پہنچ جاتی ہیں اور انہیں روپ بدلنے میں بھی ایک لمحے سے زیادہ دیر نہیں لگتی''۔ جوزف نے کہا۔

''اس کا مقصد صرف تمہیں نقصان پہنچانا ہے۔ وہ تمہاری آنکھیں نوچ کر لے جانا چاہتی ہے تاکہ شیطانی عفریت ساکا کارا

کی آنکھیں روشن کی جا سکیں۔ ساکا کارا کے بارے میں تم نے مجھے جو کچھ بتایا ہے وہ واقعی بے حد خطرناک اور انسانیت کے لئے انتہائی خوفناک ثابت ہو سکتا ہے۔ سردار اوکاشا نے تمہاری آنکھوں کے حصول کے لئے ہاکاما جیسی طاقتور ذریت کو بھیجا ہے۔ اگر ہاکاما اسی طرح دندناتا رہا تو وہ واقعی کبھی بھی تمہاری آنکھیں نوچ کر لے جا سکتا ہے''......عمران نے کہا۔

''یس باس۔ اسی بات سے تو میں پریشان ہوں۔ فادر جوشوا اور سردار زوبار کے کہنے کے مطابق اگلے تین سالوں تک مجھے اپنی آنکھوں کی حفاظت کرنا ہو گی جو مجھے مشکل معلوم ہو رہا ہے''۔ جوزف نے کہا۔

''پھر تم کیا چاہتے ہو''......عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس صورت حال میں تو مجھے ایک ہی بات سمجھ آ رہی ہے باس''...... جوزف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یہ کہ تم خود ہی اپنی آنکھیں پھوڑ لو''......عمران نے کہا۔

''یس باس۔ یہی ایک طریقہ ہے جس سے انسانیت کو بچایا جا سکتا ہے۔ نہ میری آنکھیں ہوں گی اور نہ ہاکاما میری آنکھیں حاصل کر سکے گا۔ اس طرح تین سال تو کیا ساکا کارا کو کبھی بھی میری آنکھیں نہیں مل سکیں گی اور وہ فنا ہو جائے گا''...... جوزف نے کہا۔

''نہیں۔ یہ بزدلی ہے۔ اس طرح تو تم شیطانی معاملے میں خود ہی اپنی شکست تسلیم کر رہے ہو''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تو پھر تم بتاؤ باس میں کیا کروں۔ کیا میں شیطان سے اپنی آنکھیں بچانے کے لئے کہیں جا کر چھپ جاؤں۔ ایسی جگہ جہاں شیطان تو کیا اس کا خیال بھی نہ پہنچ سکے۔ کیا یہ بھی بزدلی نہیں ہے''...... جوزف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ یہ بھی درست نہیں ہے کہ تم کہیں چھپ جاؤ یا تین سالوں تک اپنی آنکھیں محفوظ بنا لو۔ اس دوران سردار اوکاشا نے ساکا کارا کی آنکھیں روشن کرنے کا کوئی اور انتظام کر لیا تو پھر کیا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''میرے ذہن میں بھی یہی بات آئی تھی باس۔ سردار اوکاشا بہت بڑے شیطان کا پجاری ہے۔ اگر وہ میری آنکھیں حاصل کرنے میں ناکام رہا تو پھر وہ کچھ اور بھی سوچ سکتا ہے''۔ جوزف نے کہا۔

''اگر اس کی سوچ درست ہوئی اور وہ کامیاب ہو گیا تو پھر اس دنیا میں طوفان برپا ہو جائے گا۔ ہر طرف شیطانیت ناچتی پھرے گی۔ ہر طرف تباہی اور بربادی پھیل جائے گی۔ یہ سب روکنا بے حد ضروری ہے جوزف۔ انتہائی ضروری۔ سردار اوکاشا اور ساکا کارا کو کسی بھی صورت کامیاب نہیں ہونا چاہئے۔ انہیں شیطان کاریوں سے روکنا ہو گا۔ ہر صورت میں اور ہر حال میں''...... عمران نے

جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ لیکن انہیں کون روکے گا''...... جوزف نے کہا۔

''ہم روکیں گے۔ میں اور تم جا کر سردار اوکاشا کو بھی ہلاک کر دیں گے اور ساکا کارا کا وجود بھی مٹا دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن''...... جوزف نے کچھ کہنا چاہا۔

''بس جوزف۔ ان دونوں شیطانوں کا خاتمہ لازمی ہے۔ ان کی زندگی انسانیت کی موت ہو گی اور وہ دونوں شیطانی کارروائیاں صرف مسلمانوں کے خلاف ہی کریں گے کیونکہ مسلمان ایک اللہ کو مانتے ہیں۔ اللہ کے سوا وہ کسی کے سامنے سر نہیں جھکاتے۔ وہ مسلمان ہی ہوں گے جو سردار اوکاشا اور ساکا کارا کے سامنے سر اٹھا کر کھڑے ہو سکتے ہیں اس لئے سردار اوکاشا ایسے انسانوں کے خلاف ہی ساکا کارا کو حرکت میں لائے گا۔ میں ملک و قوم کی سلامتی اور بقاء کے لئے کام کرتا ہوں۔ اس طرح مجھ پر یہ بھی فرض ہے کہ میں انسانیت کی بھلائی کے لئے کام کروں۔ دنیا کے تمام مسلمانوں کا تحفظ کروں جو آنے والی ایک بہت بڑی اور خوفناک مصیبت کا شکار بن سکتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ سردار اوکاشا، ساکا کارا کو جگا کر اسے مسلمانوں کے خلاف حرکت میں لائے میں وہاں جا کر اسے اور شیطانی عفریت کو ختم کر دینا چاہتا ہوں۔ ہر صورت میں اور ہر حال میں''...... عمران نے ٹھوس لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو باس۔ مجھے بھی ان سے چھپنے اور بچ کر رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ میں تمہارے ساتھ جا کر سردار اوکاشا جیسے پجاری اور ساکا کارا کا خاتمہ کر دوں۔ جب تک وہ دونوں ختم نہیں ہوں گے اس وقت تک اس دنیا پر اور بے گناہ انسانوں پر خوف و دہشت اور تباہی و بربادی کے بادل منڈلاتے رہیں گے“...... جوزف نے کہا۔

”اوکے۔ تم جا کر ایک بار پھر اپنے فادر جوشوا سے رابطہ کرو اور اس سے سردار اوکاشا اور ساکا کارا کے بارے میں معلومات حاصل کرو اور میں تمہارے ساتھ افریقہ کے جنگلوں اور سیاہ جزیرے تک جانے کی تیاریاں کرتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”کیا وہاں صرف ہم دونوں ہی جائیں گے“...... جوزف نے پوچھا۔

”ہاں۔ یہ شیطانی معاملہ ہے۔ میں اس میں سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو اپنے ساتھ گھسیٹنا نہیں چاہتا۔ ویسے بھی وہ شیطانی معاملات سے دور ہی رہیں تو اچھا ہے“...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ٹھیک ہے باس۔ میں جا کر تیاری کرتا ہوں۔ تم فوراً جا کر غسل اور وضو کر لو اور دل میں جتنے مقدس اور روشن کلام پڑھ سکتے ہو پڑھتے رہو۔ اس طرح ہاکاما دوبارہ تمہارے پاس آنے کی کوشش نہیں کرے گا“...... جوزف نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔

”یہ موم بتیاں اور اگربتیاں جلتی رہنے دینا۔ ہاکاما اب اس فلیٹ میں بھی نہیں آ سکے گا۔ میں نے اسے لاک کر دیا ہے“۔ جوزف نے کہا۔

”اوکے“...... عمران نے کہا تو جوزف عمران کو سلام کر کے وہاں سے چلا گیا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا اور پھر اس نے اٹھ کر غسل کیا اور وضو کر کے دوبارہ کمرے میں آ گیا۔ اس نے جاء نماز بچھائی اور اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو گیا۔ شیطانی ذریت سے بچ جانے کے لئے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے نوافل پڑھ رہا تھا۔ نوافل کی ادائیگی کے بعد اس نے سجدے میں سر رکھ کر انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ دعائیں مانگنی شروع کر دیں۔ وہ خود کو اور مسلمانوں کو شیطانوں اور ان کی شیطان کاریوں سے محفوظ رکھنے کے لئے گڑگڑا رہا تھا۔

”عمران کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے۔ وہ رو رو کر مسلمانوں کے لئے اللہ سے ان شیطانوں کے شر سے پناہ مانگ رہا تھا۔ دنیا کے تمام مسلمانوں کو ساکا کارا اور سردار اوکاشا سے محفوظ رکھنے کے لئے گڑگڑا رہا تھا۔ وہ دل کی گہرائیوں اور خلوص سے ہر مسلمان کی خیرخواہی مانگ رہا تھا۔ کافی دیر تک وہ اسی طرح سجدے میں پڑا نہایت خشوع و خضوع سے گڑگڑاتا رہا۔ پھر اس نے سجدے سے سر اٹھایا تو اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا اور رو رو کر اس

کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ کچھ دیر بعد وہ اٹھا اور اس نے جاء نماز سمیٹ کر ایک طرف رکھا اور ایک بار پھر واش روم میں چلا گیا۔ واش روم سے منہ ہاتھ دھو کر وہ دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس نے لباس تبدیل کیا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''سلیمان۔ میں باہر جا رہا ہوں''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

''ٹھیک ہے صاحب''...... کچن سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران فلیٹ کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنی سپورٹس کار میں دانش منزل کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ ابھی وہ لنک روڈ سے نکل کر دوسری سڑک پر آیا ہی تھا کہ اچانک اسے سامنے سے جولیا کی کار آتی ہوئی دکھائی دی۔ یہ سڑک خالی تھی۔ اس طرف چونکہ نیو کالونی بن رہی تھی اس لئے اس طرف کم ہی ٹریفک ہوتی تھی۔ کافی دور جا کر یہ سڑک مین روڈ سے ملتی تھی۔

جولیا نے بھی شاید دور سے عمران کی کار دیکھ لی تھی۔ اس نے فوراً سڑک کے درمیان میں اپنی کار روک لی۔ اس کی کار کے پیچھے ایک اور کار تھی۔ عمران اس کار کو بھی پہچانتا تھا۔ وہ صفدر کی کار تھی۔ عمران نے کار جولیا کی کار کے پاس جا کر روک دی۔ جولیا کی کار میں اس کے ساتھ کراسٹی بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عقبی سیٹوں پر خاور اور چوہان بھی نظر آ رہے تھے۔

''یہ سب یہاں ایک ساتھ۔ کس کی شامت آئی ہے جس کا یہ سب محاصرہ کرنے جا رہے ہیں''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس کے کار سے نکلتے ہی دونوں کاروں کے دروازے ایک ساتھ کھلے اور وہ سب بھی کاروں سے باہر نکل آئے۔ ان سب کی آنکھوں پر سیاہ چشمے تھے۔

''میں نے تو [illegible] بارات لے کر لڑکے والے آتے ہیں۔ آج پہلی بار [illegible] رہا ہوں کہ کوئی لڑکی اپنی بارات خود ہی لا رہی ہے''...... عمران نے ان کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''کہاں سے آ رہے ہو''...... جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ارے۔ تم نے دیکھا نہیں۔ ابھی ابھی کار سے نکل کر آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔ ٹھیک سے میری بات کا جواب دو''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے لہجے کی سختی سن کر عمران چونک پڑا۔

''بہت غصے میں لگ رہی ہو۔ سب بہن بھائی آپس میں لڑ کر آئے ہو کیا''...... عمران نے کہا۔

''فضول باتیں مت کرو۔ یہ بتاؤ پرنس مکاشو کہاں ہے''۔ جولیا نے غرا کر کہا تو عمران حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔ اسے یوں لگا جیسے اس کے سامنے جولیا کے روپ میں کوئی اور ہو۔ جولیا کی طرح اس کے باقی ساتھیوں کے چہرے بھی سپاٹ دکھائی دے

رہے تھے۔

’’پرنس مکاشو‘‘...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ہاں۔ ہم سب آر ہاؤس گئے تھے۔ وہ وہاں نہیں تھا۔ پھر ہمارے باس نے ہمیں بتایا کہ وہ تمہارے فلیٹ میں ہے۔ ہم اسی طرف آ رہے تھے‘‘...... جولیا نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

’’صفدر۔ یہ جولیا کیا کہہ رہی ہے۔ رانا ہاؤس، آر ہاؤس کب سے بن گیا اور یہ جولیا، جوزف کو پرنس مکاشو کیوں کہہ رہی ہے‘‘۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’میں ہامورا ہوں۔ مجھے اسی نام سے پکارو‘‘...... صفدر نے بھی جولیا کے انداز میں کہا تو عمران حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

’’اوہ۔ تم سب تو دوسری دنیا کی زبان بول رہے ہو‘‘...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’دوسری دنیا کی نہیں۔ ہم اسی دنیا کی زبان بول رہے ہیں پاناشی۔ تم سیدھی طرح سے ہماری بات کا جواب دو۔ پرنس مکاشو کہاں ہے‘‘...... تنویر نے آگے بڑھ کر درشت لہجے میں کہا۔

’’پاناشی۔ کیا یہ میرا نام ہے‘‘...... عمران نے چونک کر کہا۔

’’ہاں۔ باس نے تاریک دنیا کے مطابق یہی نام تمہارے لئے تجویز کیا ہے‘‘...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اور تمہارا نام کیا ہے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’ناپاش۔ میرا نام ناپاش ہے‘‘...... تنویر نے جلدی سے کہا۔

’’اس سے اچھا تو تم اپنا نام بدمعاش رکھ لیتے‘‘...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’کیا۔ کیا کہا تم نے‘‘...... تنویر نے غرا کر کہا۔

’’کچھ نہیں۔ اور جولیا تمہیں میں کیا کہوں۔ کیا تمہارا نام بھی تبدیل ہوا ہے‘‘...... عمران نے بڑے تلخ لہجے میں کہا۔ ان سب کے انداز اور ان کے بدلے ہوئے ناموں سے عمران کو صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ ہاکاما ان سب پر بھی حاوی ہو گیا ہے اور اس نے ان سب کے ذہن بدل دیئے ہیں۔

’’ہاں۔ میرا نام بھی بدلا گیا ہے۔ میں اتاشا ہوں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’اور مس کراشی آپ فرمائیں‘‘...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’میں سمارگی ہوں‘‘...... کراشی نے بھی سپاٹ اور سخت لہجے میں [illegible]

’’کیا تمہارے [illegible] کا نام ہاکاما ہے‘‘ [illegible] نے پوچھا۔

[illegible] کہاں ہے

[illegible] پرنس مکاشو [illegible] جولیا نے غرا کر کہا۔

’’کیوں۔ [illegible] ب نے قرض [illegible] ہے کیا‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’نہیں۔ باس [illegible] میں اسے ہلاک [illegible] لئے بھیجا ہے‘‘۔

صفدر نے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

"تو تم جوزف کو ہلاک کرنے آئے ہو"...... عمران نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور باس نے ہمیں یہ بھی حکم دیا ہے کہ اگر ہمارے اور پرنس مکاشو کے درمیان کوئی بھی آئے تو ہم اسے بھی ہلاک کر دیں"...... تنویر نے کہا۔

"تمہیں تو اللہ ایسا موقع دے۔ مگر نہیں۔ اللہ تو تمہیں ایسا کوئی موقع دیتا نہیں۔ شیطان نے تمہیں ورغلایا ہے۔ اب تو تم کچھ بھی کہہ سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"پاناشی۔ ہمارا وقت ضائع مت کرو۔ ہمیں بتاؤ پرنس مکاشو کہاں ہے۔ ہمیں ہر حال میں اس تک پہنچنا ہے"...... کراسٹی نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ جہنم کی سیر کرنے گیا ہے۔ جاؤ گے اس کے پیچھے"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"ضرور جائیں گے۔ کہاں ہے جہنم کا راستہ"...... کراسٹی نے کہا۔

"جس راستے پر تم سب کھڑے ہو یہ سیدھا جہنم کی طرف ہی جاتا ہے۔ اگر نہیں معلوم تو جاؤ جا کر اپنے ہاکاما آقا سے پوچھ لو۔ وہ جہنمی ہے۔ اسے وہاں کے راستوں کا زیادہ علم ہو گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اتاشا۔ پاناشی یہاں ہے تو پھر پرنس مکاشو یقیناً واپس آر ہاؤس کی طرف گیا ہو گا۔ میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ ہمیں اس کا وہیں انتظار کرنا چاہئے۔ وہ جہاں مرضی جائے لیکن لوٹ کر وہیں آتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں چلو۔ دوبارہ آر ہاؤس چلتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"وہ آر ہاؤس میں نہیں گیا۔ ایم ہاؤس گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ایم ہاؤس۔ کون سا ایم ہاؤس"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"مینٹل ہاؤس۔ یا مینٹل ہسپتال کہہ لو"...... عمران نے جواب دیا۔

"اتاشا۔ یہ صرف ہمارا وقت ضائع کر رہا ہے اور کچھ نہیں۔ آر ہاؤس ہی چلتے ہیں۔ واپس تو بہرحال وہ آئے گا ہی"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں چلو"...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو صفدر اور تنویر اپنی کار کی طرف بڑھ گئے۔

"رکو۔ میری بات سنو"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو وہ رک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو"...... جولیا نے غرا کر کہا تو عمران قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

"اپنی آنکھوں سے چشمہ اتارو"...... عمران نے کہا۔

"چشمہ۔ مگر کیوں"...... جولیا نے کہا۔

"میں کہتا ہوں چشمہ اتارو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ یہ لو۔ اتار دیا۔ دیکھ لو جو دیکھنا ہے"...... جولیا نے آنکھوں سے ایک جھٹکے سے چشمہ اتار کر جواباً غراتے ہوئے کہا۔ اس نے جیسے ہی چشمہ اتارا عمران ایک جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹ گیا۔ جولیا کی آنکھوں کی پتلیاں سرخ تھیں۔ انتہائی تیز سرخ۔

"یااللہ رحم۔ تم تو پوری طرح سے شیطان ہاکاما کے زیر اثر ہو"۔ عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں ڈر گئے"...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں شیطان اور اس کے پیروکاروں سے نہیں ڈرتا۔ میں صرف اللہ کی ذات سے ڈرتا ہوں جو میرا، تم سب کا، اس دنیا اور اس ساری کائنات کا مالک ہے"...... عمران نے کہا۔

"اب ہٹو ہمارے راستے سے اور ہمیں جانے دو"...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

"جوزف میرا ساتھی اور میرا شاگرد ہے۔ وہ بھی میری طرح روشن دماغ کا مالک ہے۔ کل تک سب ٹھیک تھا لیکن آج تم سب شیطان کے زیر اثر ہو اس لئے میں تمہیں اپنے دوست کے پاس نہیں جانے دوں گا"...... عمران نے کہا۔

"تم روکو گے ہمیں"...... جولیا جو کار میں بیٹھنے لگی تھی عمران کی بات سن کر فوراً سیدھی ہوگئی۔

"ہاں۔ میں روکوں گا"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"سمارگی۔ سنا تم نے پاناشی نے کیا کہا ہے"...... جولیا نے کراسٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں طنز تھا۔

"ہاں سنا۔ یہ پاگل ہے۔ یہ بھلا ہمارا راستہ کیسے روک سکتا ہے"...... کراسٹی نے منہ بنا کر کہا۔

"اگر اس نے ہمارے آڑے آنے کی کوشش کی تو ہم اسے ہلاک کر دیں گے"...... چوہان نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں بھی ابھی کار سے باہر تھے جبکہ صفدر، صدیقی اور نعمانی پچھلی کار میں جا کر بیٹھ گئے تھے۔ ان سب کو اس طرح کھڑے دیکھ کر صفدر نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکالا اور ان کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا اتاشا۔ تم کار میں نہیں بیٹھ رہی"...... صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

"پاناشی کا کہنا ہے کہ یہ ہمیں پرنس مکاشو کے پاس نہیں جانے دے گا"...... خاور نے مڑ کر کہا تو صفدر فوراً کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ تنویر، صدیقی اور چوہان بھی باہر آ گئے جبکہ صفدر تیز تیز چلتا ہوا ان کے قریب آ گیا۔

"کیا تم نے ایسا کہا ہے"...... صفدر نے عمران کو گھورتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم سب اس وقت شیطان بنے ہوئے ہو اور میں تم میں سے کسی کو بھی جوزف کے قریب نہیں جانے دوں گا"...... عمران

نے اسی انداز میں کہا۔

''یہ مت بھولو پاناشی۔ ہمیں پرنس مکاشو تک پہنچنے کے لئے تمہیں بھی راستے سے ہٹانے کی اجازت ملی ہوئی ہے۔ اپنی زندگی چاہتے ہو تو ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ''...... خاور نے غضبناک لہجے میں کہا۔

''دھمکی دے رہے ہو مجھے''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''یہ صرف دھمکی نہیں ہے۔ ہم ایسا کر بھی سکتے ہیں''...... چوہان نے کہا اور ساتھ ہی اس نے نہایت پھرتی سے مشین پسٹل نکال لیا۔ خاور نے بھی مشین پسٹل نکالنے میں دیر نہ لگائی۔ ان کے مشین پسٹل نکالنے کی دیر تھی کہ تنویر، صدیقی اور نعمانی کے ہاتھوں میں بھی مشین پسٹل دکھائی دینے لگے۔

''بس۔ یہی ایک دن دیکھنا باقی تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران اس طرح مجھ پر گنیں تانیں گے ایسا تو میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا''...... عمران نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''ابھی تو صرف گنیں نکلی ہیں۔ ان گنوں سے ہونے والی فائرنگ سے تمہارے جسم میں ان گنت سوراخ بھی بن سکتے ہیں''۔ جولیا نے کہا اور اس نے جیکٹ کی اندر سے مشین پسٹل نکال لیا۔ پھر کراسٹی اور صفدر کے ہاتھوں میں بھی مشین پسٹل دکھائی دیئے۔

''تم نے مشین پسٹل نکال کر ساری کسر ہی پوری کر دی ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں جن تنکوں پر سرہانے تھے وہی پتے ہوا دینے

لگے''...... عمران نے اچھے بھلے شعر کا ستیاناس مارتے ہوئے کہا۔

''اب ہٹو گے ہمارے راستے سے یا''...... جولیا نے غرا کر کہا۔

''اتنی گنوں کے نرغے میں، میں تمہارے راستے سے تو کیا تنویر کے راستے سے بھی ہٹ جاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''اتاشا۔ یہ اس طرح سے نہیں مانے گا۔ مجھے اجازت دو۔ میں اسے گولیاں مار دیتا ہوں''...... تنویر نے آگے بڑھ کر کہا۔

''او کے۔ مار دو''...... جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا تو تنویر کا چہرہ فرط مسرت سے کھل اٹھا جیسے جولیا نے عمران پر فائرنگ کرنے کی اسے اجازت دے کر اس کی صدیوں کی خواہش پوری کر دی ہو۔ تنویر نے مشین پسٹل کا سیفٹی کیچ ہٹایا اور پھر اچانک ماحول فائرنگ کی تیز آوازوں سے گونج اٹھا۔

سردار اوکاشا جھونپڑی میں آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر تھے اور اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ مسلسل منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ رہا تھا کہ اچانک جھونپڑی میں ناگ کی تیز پھنکار کی آواز سنائی دی اور پھنکار سن کر سردار اوکاشا نے جھٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ سیاہ رنگ کا ایک کوبرا سردار اوکاشا کے سامنے کنڈلی مارے اور پھن اٹھائے موجود تھا۔ اس کوبرا کی آنکھیں سرخ تھیں۔

''لوہانڈا۔تم یہاں''...... سردار اوکاشا نے حیرت سے کہا۔ وہ غور سے کوبرا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''مجھے اپنے سامنے جون بدلنے کی اجازت دو سردار اوکاشا''۔ کوبرا کے منہ سے انسانی آواز نکلی۔

''ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آ جاؤ میرے سامنے''...... سردار اوکاشا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور اسی لمحے کوبرا نے زور دار جھرجھری لی

اور دوسرے ہی لمحے وہ انسانی شکل میں نمودار ہو گیا۔ یہ سیاہ فام انسان تھا جس نے سرخ رنگ کا زیر جامہ پہن رکھا تھا۔ سیاہ فام انتہائی دبلا پتلا تھا اور اس کے جسم کی تمام ہڈیاں ابھری ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کے سر کے بال لمبے اور برف کی طرح سفید تھے۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا اور اس کی کمر جھکی ہوئی تھی۔ جون بدلتے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اب بتاؤ۔ کیوں آئے ہو''...... سردار اوکاشا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''بڑے آقا نے بھیجا ہے''...... سیاہ فام نے جواب دیا۔

''بڑا آقا۔ اوہ۔ تمہارا مطلب ہے بڑے شیطان نے''۔ سردار اوکاشا نے چونک کر کہا۔

''ہاں''...... لوہانڈا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''کیوں بھیجا ہے''...... سردار اوکاشا نے پوچھا۔

''تمہارے لئے ایک پیغام ہے''...... لوہانڈا نے جواب دیا۔

''کیسا پیغام''...... سردار اوکاشا نے چونک کر پوچھا۔

''تم نے پرنس مکاشو کی آنکھیں حاصل کرنے کے لئے ہاکاما کو انسانی دنیا میں بھیجا ہوا ہے''...... لوہانڈا نے کہا۔

''ہاں اور اس نے پرنس مکاشو کو تلاش بھی کر لیا ہے''...... سردار اوکاشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ تمہیں ہاکاما نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ پرنس

مکاشو کو پہلے ہی اس بات کا پتہ چل گیا تھا کہ اس کی آنکھوں کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ وہ رشیوں اور مہا رشیوں کا پسندیدہ آدمی ہے۔ مکاشو خاندان کا آخری پرنس ہونے کی وجہ سے مہا رشی اسے بے حد اہمیت دیتے ہیں اور بہت سے مہا رشیوں کا اس کے سر پر ہاتھ بھی ہے۔ بعض رشی اور مہا رشی باقاعدہ اس سے بالمشافہ ملتے ہیں اور خود پرنس مکاشو بھی بے پناہ پراسرار علوم کا ماہر ہے اس لئے تاریک دنیا میں اسے بھی رشیوں جیسا ہی درجہ دیا گیا ہے اس لئے شیطانی طاقتیں اس کے خلاف بہت سوچ سمجھ کر ہی حرکت میں آتی ہیں اور جب بھی اس کے خلاف کارروائی کرنی ہوتی ہے شیطانی طاقتوں کو اس کے خلاف پوری قوت استعمال کرنی پڑتی ہے۔ بہرحال جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ پرنس مکاشو کو اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ اس کی آنکھیں شیطانی مقصد کے لئے حاصل کی جانی ہیں تو ایک مہا رشی نے ایک رشی کو اس کے پاس بھیج دیا تھا۔ اس رشی نے پرنس مکاشو کی آنکھیں بچانے کے لئے اسے سیاہ روشن شیشے دے دیئے تھے۔ ان سیاہ روشن شیشوں کی وجہ سے کوئی شیطانی طاقت پرنس مکاشو کی آنکھیں نوچنے کی ہمت نہیں کر سکتی''۔ لوہانڈا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ''...... سردار اوکاشا کے منہ سے نکلا۔

''اور تم نے ہاکاما کو حکم دیا ہے کہ تم پرنس مکاشو کے آقا یا پھر اس کے ساتھیوں کے دماغوں پر قبضہ کر کے ان کی مدد سے پرنس

مکاشو کی آنکھوں سے سیاہ روشن چشمے ہٹا دو''...... لوہانڈا نے کہا۔

''ہاں۔ ہاکاما نے پرنس مکاشو کے آقا کو اپنے بس میں کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ہاکاما ابھی اس کے آقا کو اپنے بس میں کر ہی رہا تھا کہ پرنس مکاشو وہاں پہنچ گیا۔ اس کے پاس گملوگاماگی کا خنجر تھا اس لئے ہاکاما کو مجبوراً اس کے آقا کو چھوڑنا پڑا۔ پھر وہ میرے حکم پر اس کے دوسرے ساتھیوں کے پاس چلا گیا اور اس نے آٹھ افراد کو اپنے بس میں کر لیا ہے۔ وہ سب کے سب ہاکاما کے تابع ہو چکے ہیں۔ اب وہ وہی کریں گے جو انہیں ہاکاما حکم دے گا''۔ سردار اوکاشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ہاکاما نے انہیں جادو کے ذریعے اپنے تابع کیا ہے''۔ لوہانڈا نے پوچھا۔

''ہاں۔ ان سب پر جادو کرنا بے حد ضروری تھا ورنہ وہ ہاکاما کے قابو نہیں آتے''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''یہی غلط ہوا ہے سردار اوکاشا۔ بہت غلط''...... لوہانڈا نے کہا تو سردار اوکاشا چونک پڑا۔

''غلط۔ کیا مطلب۔ کیا غلط ہوا ہے''...... سردار اوکاشا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاکاما نے جادو کے ذریعے ان کے دماغوں پر قبضہ کیا ہے۔ ان کے دلوں اور دماغوں سے تمام مقدس نام اور مقدس کلام ختم ہو گئے ہیں یہاں تک کہ ہاکاما نے ان سب کو ان کے تاریک دنیا

کے نام بھی بتا دیئے ہیں۔ اب وہ سب ایک دوسرے کو انہی ناموں
سے پکارتے ہیں۔ ہاکاما کے اس عمل سے وہ مجسم شیطان تو نہیں
ہوئے لیکن ان کے ذہن شیطانی ضرور ہو گئے ہیں سردار اوکاشا اور
پرنس مکاشو ہمارے لئے رشی ہے جس طرح ہاکاما اس کی آنکھوں
سے سیاہ شیشے نہیں اتار سکا اسی طرح وہ سب بھی ایسا نہیں کر سکیں
گے۔ ان سب کا بھی وہی حال ہو گا جو ہاکاما کا پرنس مکاشو کی
آنکھوں پر لگے سیاہ روشن شیشوں کو ہاتھ لگانے سے ہوا تھا''۔
لوہانڈا نے کہا تو سردار اوکاشا کے چہرے پر حیرت اور پریشانی کے
تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ اگر وہ بھی پرنس مکاشو کی
آنکھوں سے سیاہ شیشے نہیں اتار سکے تو ہاکاما اس کی آنکھیں کیسے
نوچ سکے گا''...... سردار اوکاشا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''یہ کام تم کر سکتے ہو سردار اوکاشا۔ صرف تم''...... لوہانڈا نے
کہا تو سردار اوکاشا تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ حیرت
سے بگڑا ہوا تھا۔

''میں۔ میں یہ کام کر سکتا ہوں۔ میں سمجھا نہیں۔ میں یہ کام
کیسے کر سکتا ہوں۔ تم جانتے ہو جب تک ساکا کارا میرا تابع نہیں
ہو جاتا اس وقت تک میں ان جنگلوں سے دور نہیں جا سکتا۔ خاص
طور پر مہذب دنیا میں''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''یہی تو میں تمہیں بتانے آیا ہوں اور بڑے آقا کا پیغام بھی

یہی ہے''...... لوہانڈا نے کہا۔

''ہاں۔ پیغام تو تم نے بتایا نہیں ہے''...... سردار اوکاشا نے
چونک کر کہا۔

''بتاتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ پرنس مکاشو کی
آنکھوں سے سیاہ روشن چشمہ صرف تم اتار سکتے ہو اس کے لئے
تمہیں پرنس مکاشو کو یہاں لانا ہو گا۔ پرنس مکاشو جیسے ہی یہاں
آئے گا اس کا چشمہ اور زیادہ تاریک ہو جائے گا اور اس روشن
چشمے پر جس مہا رشی نے چمک پیدا کی ہے وہ ختم ہو جائے گی اور
وہ ایک عام چشمہ بن جائے گا جسے تم آسانی سے اس کی آنکھوں
سے الگ کر سکتے ہو۔ بڑے آقا کا حکم ہے کہ تم پرنس مکاشو کو ان
جنگلوں میں لاؤ اور خود اس کی آنکھوں سے چشمہ اتارو اور پھر ہاکاما
سے کہہ کر پرنس مکاشو کی آنکھیں نکلوا کر ساکا کارا کی آنکھوں میں
لگا دو جس سے ساکا کارا فوراً جاگ جائے گا اور تمہارا تابع ہو
جائے گا''...... لوہانڈا نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن پرنس مکاشو کو میں ان جنگلوں میں کیسے لا سکتا
ہوں۔ ہاکاما اس کی آنکھوں سے ایک چشمہ تک نہیں اتار سکا پھر وہ
بھلا اسے یہاں کیسے لا سکتا ہے''...... سردار اوکاشا نے پریشانی سے
جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''اس کا ایک راستہ میں تمہیں بتاتا ہوں''...... لوہانڈا نے کہا۔

''کیسا راستہ''...... سردار اوکاشا نے چونک کر کہا۔

''پرنس مکاشو کو یہاں لانے کا راستہ اور ایک طریقہ''...... لوہانڈا نے جواب دیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ اگر کوئی راستہ اور طریقہ ہے تو مجھے جلدی بتاؤ۔ تم بڑے آقا کے دربار کے مہا پجاری ہو اور تم میرے بھی خیر خواہ ہو۔ مجھے بتاؤ۔ میں ہر حال میں ساکا کارا کو نئی آنکھیں لگا کر اسے جگانا چاہتا ہوں''...... سردار اوکاشا نے تیزی سے بولتے ہوئے کہا۔

''بتاتا ہوں۔ تم پریشان مت ہو۔ تم ہاکاما کو واپس بلاؤ اور اس سے کہو کہ وہ افریقہ کے وسطی جنگلوں میں چلا جائے۔ اس طرف نیلی پہاڑیاں اور نیلی دلدلیں ہیں۔ ان دلدلوں میں نیلے رنگ کا ایک سانپ پایا جاتا ہے جسے کایامی سانپ کہا جاتا ہے۔ کایامی سانپ دلدلوں کی گہرائی میں رہتا ہے۔ تم ہاکاما سے کہو کہ وہ اس نسل کا کوئی سانپ پکڑ لے۔ اس سانپ کا ایک لمبا، نوکیلا اور مڑا ہوا دانت ہوتا ہے جو اس کے منہ کے باہر ہوتا ہے۔ ہاکاما اس سانپ کے دانت کو توڑ لے اور پھر اسے لے کر پاناشی کے ان ساتھیوں میں سے کسی ایک کو دے دے۔ ان میں اتاشا، سمارگی، ہامورا یا اساگو یا پھر کسی ایک کو بھی۔ وہ اس زہریلے دانت کو پرنس مکاشو کے پاس لے جائے اور کسی طرح دانت پرنس مکاشو کے جسم میں کانٹے کی طرح گاڑ دے۔ جیسے ہی پرنس مکاشو کو زہریلا دانت چبھے گا وہ فوراً بے ہوش ہو جائے گا اور پھر جب تک اس کے جسم سے زہریلا دانت نہیں نکالا جائے گا اس وقت تک پرنس مکاشو کو

ہوش نہیں آئے گا لیکن وہ پرنس مکاشو کو بحفاظت تمہارے پاس لے آئیں گے اور پھر تم پرنس مکاشو کی آنکھوں سے سیاہ روشن چشمہ اتار دینا اور پھر ہاکاما اس کی آنکھیں نوچ لے گا اور تم پرنس مکاشو کو ہلاک کر دینا''...... لوہانڈا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کیا ایسا ممکن ہے۔ کیا اتاشا اور اس کے ساتھی اسے یہاں لے آئیں گے''...... سردا[illegible] وکاشا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ جب تک [illegible] اکاما کے جادو کے زیر اثر ہیں وہ اسی کا حکم مانیں گے''...... لوہانڈا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن میں ان آٹھوں کا کیا کروں گا''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''جب وہ یہاں آئیں تو تم ان سب کو کالی ماتا کی کھوپڑی میں کسی جانور کا خون بھر کر ایک ایک گھونٹ پلا دینا۔ اس طرح وہ سب مجسم شیطان بن جائیں گے۔ تمہارے قبیلے کے وحشی انتہائی طاقتور اور لمبے تڑنگے ہیں اور ان کے جسم چٹانوں جیسے مضبوط ہیں لیکن وہ آٹھ انسان ان سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ اگر تم ان کا اپنے قبیلے کے ایک ایک وحشی سے مقابلہ کراؤ تو سارا قبیلہ ا[illegible] ہار جائے گا۔ وہ بہادر، نڈر، انتہائی خوفناک لڑاکا ہ[illegible] کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہین بھی ہیں۔ انہیں اپنا نائب بنا کر تم ان سے ایسے بے شمار کام لے سکتے ہو جو تمہاری کالی طاقتیں بھی نہیں کر سکتیں۔ ان آٹھ انسانوں کی طاقت تمہارے لئے ساکا کارا کی طاقت

سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہو گی۔ وہ تمہارے قبیلے والوں کو جدید اور مہذب دنیا میں رہنے کا سلیقہ سکھا سکتے ہیں۔ انہیں جدید اور طاقتور اسلحہ چلانا بھی سکھا سکتے ہیں اور ان سب کا یہاں آنا تمہارے لئے نہایت نیک فال ثابت ہو گا''...... لوہانڈا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ تب تو ان سب کو میں اپنے ساتھ ضرور رکھوں گا۔ ٹھیک ہے لوہانڈا۔ تمہارا یہاں آنے کا شکریہ۔ تم نے مجھے جو بڑے آقا کا پیغام اور جو مفید مشورے دیئے ہیں میں ان پر ضرور عمل کروں گا۔ میں ابھی ہاکاما کو بلاتا ہوں اور اسے افریقہ کے وسطی جنگلوں کی نیلی دلدلوں کی طرف بھیج دیتا ہوں۔ وہ کایامی سانپ کو ڈھونڈ بھی لے گا اور اس کی زہریلا دانت بھی توڑ کر لے آئے گا''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''ہاں۔ اس کام میں دیر نہیں ہونی چاہئے۔ پرنس مکاشو کو بے ہوشی کی حالت میں یہاں تک لانے میں بھی کافی وقت لگے گا''۔ لوہانڈا نے کہا۔

''کیا بے ہوشی کی حالت میں ہاکاما اسے اٹھا کر یہاں نہیں لا سکتا۔ وہ شیطانی ذریت ہے۔ وہ ایک لمحے میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے۔ اگر یہ کام میں اس سے لے لوں تو پھر''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''نہیں۔ ہاکاما چونکہ کایامی سانپ کا دانت توڑ کر لائے گا اس

لئے وہ پرنس مکاشو کو نہیں چھو سکے گا۔ اگر اس نے پرنس مکاشو کو غلطی سے بھی چھو لیا تو پرنس مکاشو کے جسم میں زہر کا اثر فوراً ختم ہو جائے گا اور وہ ہوش میں آ جائے گا اس لئے ان آٹھوں کو ہی اسے یہاں لانے دو تو زیادہ بہتر ہو گا''...... لوہانڈا نے کہا۔

''اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ اب وہی آٹھوں ہی پرنس مکاشو کو یہاں لائیں گے''...... سردار اوکاشا نے جلدی سے کہا۔

''ایک بات اور۔ جب تک پرنس مکاشو یہاں نہیں آ جاتا اور اس کے سیاہ روشن چشمے کو تم اپنے ہاتھوں سے نہیں اتار دیتے اس وقت تک تمہاری کوئی اور شیطانی طاقت بھی پرنس مکاشو کو نہیں چھوئے گی۔ پرنس مکاشو کسی بھی شیطانی ذریت کے چھونے سے ہوش میں آ جائے گا ورنہ اسے اس وقت تک ہوش نہیں آئے گا جب تک اس کے جسم سے کایامی سانپ کا زہریلا دانت نہیں نکال دیا جاتا''...... لوہانڈا نے کہا۔

''اوہ۔ تم فکر نہ کرو لوہانڈا۔ ویسا ہی ہو گا جیسے تم نے کہا ہے''۔ سردار لوکاشا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں چلتا ہوں''...... لوہانڈا نے کہا اور اسی لمحے اس نے پلٹ کر ایک زوردار جھرجھری لی اور اس کا جسم تیزی سے سمٹتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے اس نے ایک بار پھر کوبرا کی شکل اختیار کر لی اور پھر کوبرا نے زوردار پھنکار ماری اور پھن زمین پر ڈال کر رینگتا ہوا جھونپڑی سے باہر نکل گیا۔

فائرنگ عمران کے مشین پسٹل سے ہوئی تھی اور عمران نے اس طریقے سے اور خصوصی مہارت کے ساتھ فائرنگ کی تھی کہ ان سب کے ہاتھوں سے ان کے مشین پسٹل نکلتے چلے گئے۔ عمران نے تنویر کو آگے بڑھتا دیکھ کر فوراً جیب میں ہاتھ ڈال لیا تھا اور جیسے ہی جولیا کے کہنے پر تنویر نے عمران پر فائرنگ کرنا چاہی عمران نے برق رفتاری سے اپنا مشین پسٹل نکالا اور ان سب پر فائرنگ کر دی۔ اب وہ سب غیر مسلح تھے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"شکر کرو میں نے تم سب کی گنیں گرائی ہیں ورنہ یہ گولیاں تمہارے جسموں کے پار بھی ہو سکتی تھیں"...... عمران نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"تم کیا سمجھتے ہو کہ ہمارا اسلحہ گرا کر تم ہم سب سے بچ جاؤ

گے۔ تمہیں ہلاک کرنے کے لئے تو میرے ہاتھ ہی کافی ہیں"۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور عمران کے ہاتھ میں مشین پسٹل ہونے کے باوجود وہ اس کی پرواہ کئے بغیر اس کی طرف بڑھنے لگا۔

"رکو ناپاش"...... اچانک جولیا نے غرا کر کہا تو تنویر فوراً رک گیا۔ جولیا کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات تھے۔ وہ تیز تیز چلتی ہوئی عمران کے سامنے آ گئی۔

"میں تمہیں آخری بار کہہ رہی ہوں پاناشی۔ ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ"...... جولیا نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کی سرخ آنکھیں عمران کو اپنی آنکھوں میں اترتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔

"کیا تمہارا جوزف کے پاس جانا بہت ضروری ہے"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ ہمارے باس کا حکم ہے اور ہم اپنے باس کا حکم نہیں ٹال سکتے"...... جولیا نے اسی انداز میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں اس کے پاس لے چلتا ہوں۔ آؤ میرے ساتھ"...... عمران نے کچھ سوچ کر کہا۔

"تم جانتے ہو کہاں ہے وہ"...... جولیا نے پوچھا۔

"ہاں۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"چلو بیٹھو۔ یہ ہمیں پرنس مکاشو کے پاس لے جا رہا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"لیکن اتاشا"...... تنویر نے غصے سے کچھ کہنا چاہا۔

"میں نے کہا ہے نا کار میں بیٹھو"...... جولیا نے غرا کر کہا تو تنویر سر جھٹک کر کار کی طرف بڑھ گیا۔ عمران ان کی طرف دیکھے بغیر اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ اس کی کار سٹارٹ ہی تھی۔ اس نے گیئر بدل کر کار بیک کی اور اسے موڑ کر دوسری طرف لے گیا۔ عقبی شیشے میں جولیا اور صفدر کی کاریں اپنے پیچھے آتے دیکھ کر اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ جولیا سمیت اس کے سبھی ساتھی ہاکاما جیسی شیطانی ذریت کے زیر اثر آ گئے تھے۔ نہ صرف ان کے انداز بدلے ہوئے تھے بلکہ ان کی آنکھوں کی پتلیاں بھی خون کی طرح سرخ ہو گئی تھیں۔ عمران ان کی نظروں میں جیسے ان کا ساتھی نہیں بلکہ دشمن بن گیا تھا اور ان سب نے ہی مشین پسٹلز نکال کر اس پر تان لئے تھے۔ انہیں شیطانی روپ میں دیکھ کر عمران کو ان پر غصہ تو بہت آ رہا تھا لیکن وہ سب اس کے ساتھی تھے اور وہ ہوش میں نہیں تھے اس لئے عمران ان سے مزید نہیں الجھنا چاہتا تھا اس لئے اس نے کچھ سوچ کر انہیں جوزف کے پاس لے جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ایک موڑ مڑتے ہی عمران نے جیب سے اپنا سیل فون نکالا اور فون بک آن کر کے اس میں جوزف کے نمبر پر لا کر او کے کر دیا اور پھر سیل فون کان سے لگا لیا۔

"یس باس۔ جوزف بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے جوزف نے کال اٹنڈ کرتے ہوئے کہا۔

"جوزف۔ اس شیطانی ذریت نے جولیا سمیت تقریباً تمام ممبران کو اپنے زیر اثر کر لیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو باس۔ کیا ہوا ہے۔ کیسے ہو گیا یہ سب"...... دوسری طرف سے جوزف کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ سب کیسے ہو گیا میں یہ تو نہیں جانتا لیکن جولیا سمیت آٹھ ممبر ہاکاما کے زیر اثر ہیں۔ کیا تم ان کے لئے کچھ کر سکتے ہو"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے ان کی کنڈیشن بتاؤ باس"...... جوزف نے کہا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ ہاکاما نے ان سب پر سرخان جادو کیا ہے اس لئے ان کی آنکھیں سرخ ہیں۔ وہ سب کہاں ہیں باس"...... جوزف نے پوچھا۔

"وہ سب میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ میں انہیں تمہارے پاس رانا ہاؤس لا رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ان سب پر سے مجھے سرخان جادو کا اثر ختم کرنا پڑے گا باس ورنہ وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ سرخان جادو کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے وہ تمہارے بھی دشمن رہیں گے اور میرے بھی۔ وہ ہاکاما کو ہی ہی اپنا آقا اور باس سمجھیں گے اوراس کے حکم پر وہ سب اپنی

گردنیں بھی کاٹ سکتے ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''میں نے تم سے یہ نہیں پوچھا کہ وہ ہاکاما کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تم ان پر کیا ہوا سرخان جادو ختم کر سکتے ہو یا نہیں''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ یس۔ یس باس۔ میں سرخان جادو کا توڑ کر سکتا ہوں۔ مگر''...... عمران کا سرد لہجہ سن کر دوسری طرف سے جوزف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مگر کیا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''اس کے لئے مجھے خاص تیاری کرنی پڑے گی باس اور اس تیاری میں مجھے دو گھنٹے لگیں گے۔ مجھے بازار سے کچھ چیزیں لانی ہیں۔ تم انہیں دو گھنٹوں بعد رانا ہاؤس لے آنا''...... جوزف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں دو گھنٹوں تک انہیں سنبھال لوں گا''۔ عمران نے جواب دیا۔

''اوکے باس''...... دوسری طرف سے جوزف نے کہا تو عمران نے فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔ اس نے بیک مرر میں دیکھا تو دونوں کاریں بدستور اس کے پیچھے تھیں۔ عمران نے کار رانا ہاؤس کی طرف جانے والی سڑک کی بجائے دوسری طرف موڑ لی۔ جولیا اور صفدر کی کاریں بھی اس طرف مڑ گئیں۔

''چلو۔ جب تک جوزف تم سب کا انتظام نہیں کر لیتا میں تمہیں

شہر کی سیر کراتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس کی کار کی رفتار میں اضافہ ہو گیا۔ دو تین سڑکیں موڑ کر وہ مین روڈ پر آ گیا۔ اس سڑک پر رش تھا۔ عمران جان بوجھ کر اس طرف آیا تھا تاکہ وہ ٹریفک کے اژدھام میں وقت گزار سکے۔ پھر اس نے کار کو واقعی شہر کی مختلف سڑکوں پر دوڑانا شروع کر دیا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران چونکہ سحر زدہ تھے اور وہ عمران کے ساتھ جوزف کے پاس جانا چاہتے تھے اس لئے وہ مسلسل اس کے پیچھے آ رہے تھے۔ ان کے ذہنوں میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ عمران انہیں بے مقصد سڑکوں پر دوڑا رہا ہے۔ پھر تقریباً پونے دو گھنٹوں کے بعد عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے سیل فون نکالا۔ سکرین پر جوزف کا نام فلیش ہو رہا تھا۔

''ہو گئی تیاری مکمل''...... عمران نے کال اوکے کر کے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ انہیں لے آؤ۔ یہاں آتے ہوئے تم بے ہوشی کی گیس سے بچنے کے لئے اینٹی گیس کے کیپسول کھا لینا۔ وہ سب جیسے ہی یہاں پہنچیں گے میں انہیں ٹاکسٹی گیس سے بے ہوش کر دوں گا''...... دوسری طرف سے جوزف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں دس سے پندرہ منٹوں کے درمیان انہیں لے کر پہنچ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کال آف کر دی اور اسی لمحے ایک بار پھر سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے

چونک کر دیکھا اور پھر اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی۔ سکرین پر جولیا کا نام فلیش ہو رہا تھا۔

''یس مس اتاشا۔ بولو''...... عمران نے کہا۔

''یہ تم ہمیں شہر کی سڑکوں پر کیوں گھماتے پھر رہے ہو۔ ہم احمق نہیں ہیں۔ سمجھے تم''...... دوسری طرف سے جولیا کی تیز آواز سنائی دی۔

''اچھا۔ یہ بات تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی۔ میں تو اب تک تم سب کو احمق ہی سمجھ رہا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ۔ نانسنس۔ سیدھی طرح ہمیں پرنس مکاشو تک لے چلو ورنہ اس بار میں تمہارا کوئی لحاظ نہیں کروں گی''...... جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''پرنس مکاشو۔ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ میں تو تم سب کو احمق سمجھ کر احمقوں کی جنت میں لے جا رہا تھا جس کا میں خود بھی راستہ بھول گیا تھا''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو اس کا جواب سن کر جولیا کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''تمہاری موت میرے ہاتھوں بہت بری ہو گی پاناشی۔ بے حد بھیانک''...... دوسری طرف سے جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''محبوب کے ہاتھوں گولی کھانے کا اپنا ہی مزہ ہے۔ کتنی گولیاں مارو گی مجھے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں سارا میگزین تم پر خالی کر دوں گی''...... جولیا نے پہلے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

''سارا میگزین۔ ارے باپ رے۔ پھر تو میرا جسم مکھیوں کا چھتہ بن جائے گا۔ اس طرح ڈرانے والی باتیں مت کرو۔ چلو میں تمہیں جوزف کے پاس لے چلتا ہوں''...... عمران نے فوراً حامی بھرتے ہوئے کہا۔

''اب تم نے ہمیں ڈاج دینے کی کوشش کی تو میں منی راکٹ سے تمہیں کار سمیت اڑا دوں گی۔ میرے پاس منی راکٹ گن ہے''۔ جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ نہیں۔ چلو۔ چلو۔ میں اب سچ مچ تمہیں جوزف کے پاس لے جاتا ہوں۔ تمہاری خوفناک باتیں سن کر تو میری ٹانگیں کانپ رہی ہیں۔ تم جانو اور تمہارا پرنس مکاشو جانے۔ مجھے کیا''...... عمران نے کہا تو جولیا کی ایک بار پھر غراہٹ بھری آواز سنائی دی اور اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے سیل فون آف کر کے جیب میں ڈال دیا۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ رانا ہاؤس کی طرف جانے والی سڑک کی طرف آ گیا اور پھر اس نے کار رانا ہاؤس کے گیٹ کے پاس لے جا کر روک دی۔ اس نے کار کا مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو گیٹ خودکار سسٹم کے تحت کھلتا چلا گیا۔ گیٹ کھلتے ہی عمران تیزی سے کار اندر لے گیا۔ اس نے کار پورچ میں لے جا کر روکی ہی تھی کہ جولیا اور صفدر بھی کاریں لے کر

اندر آ گئے۔ جیسے ہی ان دونوں کی کاریں اندر آئیں عقب میں
گیٹ خود بخود بند ہو گیا۔ دونوں کاریں رکیں اور وہ سب تیزی سے
کاروں سے باہر آ گئے۔ جولیا کے سوا سب کے ہاتھوں میں مشین
پسٹل نظر آ رہے تھے جو ان سب نے عمران کے پیچھے آنے سے
پہلے سڑک سے اٹھا لئے تھے۔

''یہ تو آر ہاؤس ہے۔ اگر پرنس مکاشو یہاں تھا تو تم اتنی دیر
تک ہمیں شہر میں کیوں گھماتے رہے ہو''...... جولیا نے تیزی سے
عمران کی طرف آتے ہوئے نہایت غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے
اس کے عقب میں چھت سے کوئی چیز آ کر گری اور زور دار دھماکہ
ہوا اور جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔ وہ تیزی سے پلٹی اور پھر اسی
لمحے وہاں ہر طرف تیز دھواں پھیلتا چلا گیا۔ دھماکہ ہوتے ہی عمران
نے سانس روک لیا تھا۔ وہ جان گیا تھا کہ جوزف نے ان سب کو
بے ہوش کرنے کے لئے ٹاکسٹی گیس کا کیپسول فائر کیا ہے جو
چھت کے کسی سوراخ سے نکل کر گرا تھا۔

دھواں آن واحد میں ہر طرف پھیل گیا تھا۔ کیپسول میں موجود
ٹاکسٹی گیس بے حد کم مقدار میں ہوتی تھی لیکن یہ گیس آکسیجن میں
مل کر دھویں جیسی شکل اختیار کر لیتی تھی اور اس دھویں کی زد میں
جو بھی جاندار آتا تھا وہ فوراً بے ہوش ہو جاتا تھا۔ اس گیس سے
ایک لمحے میں انسانی دماغ معطل ہو جاتا تھا۔ دھواں جس تیزی
سے پھیلا تھا اسی تیزی سے ہوا میں تحلیل ہو کر غائب ہو گیا۔ جیسے

ہی منظر صاف ہوا عمران بے اختیار اچھل پڑا اور اس کی آنکھوں
میں انتہائی حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ ٹاکسٹی گیس سے
سیکرٹ سروس کے ممبران کو فوراً گر کر بے ہوش ہو جانا چاہئے تھا
لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ جولیا سمیت اس کے سبھی ساتھی اپنی جگہوں
پر کھڑے تھے۔ ان کے چہروں پر حیرت اور غصے کے تاثرات
نمایاں تھے۔ جولیا عمران کو تیز نظروں سے گھور رہی تھی۔

''تو تم نے پرنس مکاشو سے کہہ کر ہم پر ٹاکسٹی گیس فائر کرائی
ہے''...... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''میں نے نہیں اس نے خود کی تھی لیکن ٹاکسٹی جیسی زود اثر
گیس کا تم میں سے کسی پر اثر ہی نہیں ہوا۔ کیا تمہارے باس ہاکاما
نے تمہیں گیس پروف بنا دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ہمیں آر ہاؤس کا پتہ ہے۔ پرنس مکاشو کا یہاں مکمل
ہولڈ ہے۔ وہ کچھ بھی کر سکتا تھا اس لئے ہم نے یہاں آنے سے
پہلے ہی اینٹی سموک کیپسول نگل لئے تھے''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ ہاکاما جیسی شیطانی ذریت کے کنٹرول میں ہونے کے
باوجود تم سب کے ذہن کام کر رہے ہیں۔ یہ جان کر خوشی ہوئی
ہے''...... عمران نے کہا۔

''پرنس مکاشو سے کہو کہ وہ جہاں چھپا ہوا ہے وہاں سے نکل کر
ہمارے سامنے آ جائے''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

''میری زبان گنگ ہے۔ تمہارے سوا میں کسی کے سامنے بول

نہیں سکتا۔ پرنس مکاشو تمہاری آواز بھی سن رہا ہے اور تم سب کو دیکھ بھی رہا ہے اس لئے تم خود اس سے بات کر لو''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ پرنس مکاشو۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو''...... جولیا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس مس جولیا۔ بولیں۔ میں آپ کی آواز سن رہا ہوں''۔ اچانک دیواروں میں چھپے ہوئے سپیکروں میں سے جوزف کی بھاری اور تیز آواز سنائی دی۔

''میرا نام اتاشا ہے''...... جولیا نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ آپ سب ذرا اوپر دیکھیں''...... جوزف کی آواز سنائی دی تو ان سب کی نگاہیں بے اختیار اوپر اٹھ گئیں اور اسی لمحے چھت کے کنارے سے چند خانے کھلے اور ان میں سے گنوں کی نالیاں نکل کر باہر آ گئیں اور پھر ان کے زاویئے بدلتے چلے گئے۔

''یہ سب کیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ان نالیوں سے شعلے نکلے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے ہاتھوں سے مشین پسٹل نکلتے چلے گئے۔

''آپ اور آپ کے ساتھی میرے نشانے پر ہیں مس جولیا۔ اب جب تک میں نہ کہوں آپ میں سے کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا''...... جوزف کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''تم ہمیں دھمکی دے رہے ہو۔ تم۔ تمہاری یہ جرأت''...... جولیا نے جواباً غراتے ہوئے کہا۔ اس نے حرکت کی لیکن اسی لمحے ٹھک کی آواز سنائی دی اور ایک گولی ٹھیک جولیا کے قدموں کے پاس زمین پر پڑی اور اچٹ کر دوسری طرف نکل گئی۔ جوزف نے چھت میں موجود پسٹلز کا زاویہ ایسا بنا رکھا تھا کہ زمین سے ٹکرا کر اچٹنے والی گولی ان میں سے کسی کو بھی نہ چھو سکتی تھی۔ چھت کے دس سوراخوں سے مشین پسٹل کی نالیں نکلی ہوئی تھیں جن میں سے آٹھ کا رخ ان سب کی طرف تھا۔ گولی چلتے ہی جولیا وہیں ٹھٹھک گئی۔

''بزدلوں کی طرح چھپ کر وار مت کرو پرنس مکاشو۔ ہمارے سامنے آؤ اور پھر ہمارا مقابلہ کرو۔ ہم بھی دیکھیں گے کہ تم میں کتنا دم ہے''...... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جوزف۔ کیا کر رہے ہو۔ ان پر ناوم ہاسک گیس فائر کرو۔ انہوں نے جو کیپسول نگل رکھے ہیں دوسری گیسوں کا ان پر اثر ہو نہ ہو مگر یہ ناوم ہاسک گیس سے نہیں بچ سکیں گے۔ ناوم ہاسک گیس ان کے مساموں سے ان کے جسموں میں سرایت کر جائے گی جس سے یہ فوراً بے ہوش ہو جائیں گے''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا افریقی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے باس''...... جوزف نے فوراً ہی جواب دیا۔

''یہ تم نے پرنس مکاشو سے کیا کہا ہے''...... جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے اسے باہر آنے کے لئے کہا ہے۔ یہ اس کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ تم سے چھپ کر رہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"نہیں اتاشا۔ پاناشی نے افریقی زبان میں پرنس مکاشو کو ہم پر ناوم ہاسک گیس فائر کرنے کو کہا ہے جو ہمارے مساموں میں داخل ہو کر ہمیں فوراً بے ہوش کر دے گی"...... چوہان نے کہا تو عمران ٹھنڈا سانس لے کر رہ گیا۔ چوہان افریقی زبان سمجھتا تھا۔ اس نے عمران کی طرح کئی زبانوں پر عبور حاصل کر رکھا تھا۔ فارغ اوقات میں وہ مختلف زبانیں سیکھتا رہتا تھا جس کے لئے وہ کتابوں کے مطالعوں کے ساتھ جدید انٹرنیٹ سے بھی استفادہ حاصل کرتا تھا۔

چوہان کی بات سنتے ہی جولیا یکلخت اچھلی اور ہوا میں قلابازی کھاتی ہوئی عمران کے نزدیک آ گئی۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا جولیا نے اپنا جسم پھرکی کی طرح گھمایا اور عمران کے عقب میں آ گئی۔ دوسرے لمحے اس نے جیکٹ کی جیب سے ایک خنجر نکالا اور وہ خنجر اس نے عمران کی گردن سے لگا دیا۔ یہ سب اس قدر تیزی اور پھرتی سے ہوا تھا کہ جولیا کی تیزی دیکھ کر عمران بھی حیران رہ گیا تھا۔ جولیا نے واقعی نہایت تیزی اور مہارت کا مظاہرہ کیا تھا۔

"جوزف۔ تمہارے باس کی گردن میرے خنجر کی نوک پر ہے۔ اگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی تو میں ایک لمحے میں خنجر تمہارے باس کی گردن میں گھونپ دوں گی"...... جولیا نے انتہائی غضبناک لہجے

میں کہا۔ خنجر کی نوک واقعی عمران کی گردن سے لگی ہوئی تھی اور عمران اس کی چبھن صاف محسوس کر رہا تھا۔ اس کی گردن سے خون کی ایک باریک سی لکیر بھی نکل آئی تھی۔

"مس جولیا۔ ایسا کوئی کام مت کرو جس سے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کی جان کو خطرہ ہو۔ باس کو چھوڑ دو"...... جوزف کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ صفدر اور باقی ساتھیوں نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر اپنے مشین پسٹل اٹھا لئے تھے۔

"اپنے باس کی جان بچانا چاہتے ہو تو سامنے آ جاؤ۔ فوراً"۔ جولیا نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور کرختگی تھی۔

"باس۔ کیا تم ٹھیک ہو"...... جوزف نے جولیا کی بات کا جواب دینے کی بجائے نہایت بے چینی سے عمران سے پوچھا۔ اسی لمحے عمران نے جولیا کے خنجر والے ہاتھ کی کلائی پکڑی۔ اس کا ہاتھ ایک جھٹکے سے حرکت میں آیا اور جولیا قلابازی کھاتے ہوئے انداز میں اس کے سامنے آ گری۔ جولیا نے سنبھلنے کی کوشش کی مگر عمران نے دوسرے ہاتھ سے اس کے سر پر انگلیاں رکھ کر اسے نہایت تیزی سے گھما دیا۔ جولیا سیدھی ہوئی ہی تھی کہ عمران نے اسے پوری قوت سے اس کے ساتھیوں کی طرف دھکیل دیا۔ جولیا لڑکھڑا کر الٹے قدموں سے دوڑتی ہوئی صفدر سے جا ٹکرائی۔ صفدر کے عقب میں تنویر تھا۔ وہ بھی جولیا کی لپیٹ میں آ گیا اور وہ تینوں ایک ساتھ فرش پر گر گئے۔

عمران نے جولیا سے زیادہ تیز رفتاری اور پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا اور گردن میں خنجر کی نوک گھسے ہونے کے باوجود جولیا کو خود سے الگ کر کے اس کے ساتھیوں کی طرف دھکیل دیا تھا۔ ان تینوں کو گرتے دیکھ کر باقی سب ساتھی تیزی سے ان کی مدد کے لئے لپکے اور اسی لمحے دائیں طرف دیوار سے ایک خانہ کھلا اور فوراً بند ہو گیا جیسے کیمرے کا شٹر کھلتا اور بند ہوتا ہے۔ خانے سے ماچس کی ڈبیہ جتنا بم نکل کر وہاں گرا اور زور دار دھماکہ ہوا اور وہاں تیز روشنی سی چمکی اور ماحول پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا۔ فلش جیسی تیز روشنی ہوتے ہی عمران کو بھی یکلخت یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں ہزاروں لاکھوں باریک اور نوکیلی سوئیاں سی گھس گئی ہوں۔ ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات نمودار ہوئے اور پھر وہ لڑکھڑایا اور وہیں گرتا چلا گیا۔ اس کے دماغ پر فوراً ہی سیاہ پردہ سا تن گیا تھا۔

شہر سے تین سو کلومیٹر دور شمالی پہاڑیاں بے حد ویران اور سنسان تھیں۔ دور تک پھیلی ہوئی بھورے رنگ کی پہاڑیوں میں جگہ جگہ جانوروں نے بھٹ بنا رکھے تھے۔ ان پہاڑیوں میں قدرتی طور پر آنے والے زلزلوں نے بڑی بڑی دراڑیں بنا رکھی تھیں۔ ان پہاڑیوں میں غار بھی تھے جو اندر ہی اندر دور تک گہرائیوں میں چلے گئے تھے۔

ان غاروں میں سے بعض غار ایسے تھے جو اندر ہی اندر سرنگوں کی طرح ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے اور اندر کئی راستے بن گئے تھے جو دوسری پہاڑیوں میں جا نکلتے تھے اور بعض غار اندر سے ہی بند تھے جہاں ہر طرف گھپ اندھیرا چھایا رہتا تھا۔ ایسے ہی ایک بند غار اور گھپ اندھیرے میں ہاکاما بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا اصل وجود چونکہ ایک سائے جیسا تھا اس لئے وہ اندھیرے کا ہی جزو بنا

ہوا تھا۔ عام طور پر تو اس کے سائے کی کوئی شکل و صورت نظر نہیں آتی تھی۔ اس کے کان، ناک اور آنکھیں تک نہیں تھیں لیکن اس اندھیرے میں اس کی دو سرخ سرخ آنکھیں انگاروں کی طرح چمکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کے حلق سے انتہائی خوفناک غراہٹیں نکل رہی تھیں جو غار میں دور دور تک گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ غار کی ایک دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ایک بار بھی پلکیں نہیں جھپکا رہا تھا۔ اس کی نظریں سامنے دیوار پہ جمی ہوئی تھیں جیسے وہ دیوار کے آر پار دیکھ رہا ہو کہ اچانک اسے ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اوہ نہیں۔ یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہو گیا''...... غار میں اس کی تیز اور انتہائی خوفناک آواز گونجی۔

''اوہ۔ اوہ۔ وہ سب تو بے ہوش ہو گئے ہیں۔ یہ کیسے ہو گیا۔ کیوں ہو گیا۔ پرنس مکاشو تو ان سب کے ذہنوں سے مجھے نکال دے گا۔ وہ میرا ان سب پر کیا ہوا سرخان جادو بھی ختم کر دے گا۔ اگر ایسا ہوا تو میرا سارا کام بگڑ جائے گا۔ مجھے ان سب کی مدد سے پرنس مکاشو کو یہاں سے ہر صورت میں سردار اوکاشا کے پاس لے جانا ہے۔ اگر میں ایسا نہ کر سکا تو سردار اوکاشا مجھے فنا کر دے گا''...... ہاکاما نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''میں کیا کروں۔ کیا کروں میں۔ میں نے سردار اوکاشا کے حکم پر افریقہ کے وسطی جنگلوں کی نیلی دلدلوں میں جا کر کایامی ناگ کا

زہریلا دانت بھی حاصل کر لیا ہے۔ میں وہ زہریلا دانت اتاشا کو دینے کا ارادہ کر رہا تھا تاکہ وہ اس دانت سے پرنس مکاشو کو بے ہوش کر سکے لیکن اب۔ اب یہ سب کیسے ہو گا۔ کیسے ہو گا یہ سب''۔ ہاکاما نے پریشانی سے بھرپور انداز میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سامنے دیوار کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''ہونہہ۔ پرنس مکاشو ان سب کو اٹھا کر اندر لے گیا ہے۔ وہ اب نجانے ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ مجھے تو اب کچھ دکھائی بھی نہیں دے رہا۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ واقعی مجھے ان سب کے ساتھ رہنا چاہئے تاکہ پاناشی یا پرنس مکاشو کسی طرح ان سب کو بے ہوش نہ کر سکے''...... ہاکاما نے اسی طرح سے پریشان کن لہجے میں کہا اور پھر وہ کافی دیر تک خاموش رہا جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔

''مجھے اپنی مدد کے لئے کمسالی کو بلانا ہو گا۔ اب کمسالی ہی مجھے اس پریشانی کا حل بتا سکتی ہے ورنہ مجھے سردار اوکاشا کے قہر سے کوئی نہیں بچا سکے گا''...... ہاکاما نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گیا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں کیونکہ اندھیرے میں اس کی انگاروں کی طرح چمکتی ہوئی آنکھیں غائب ہو گئی تھیں۔

''کمسالی۔ کمسالی۔ کہاں ہو تم۔ میرے پاس آؤ کمسالی۔ مجھے تمہاری مدد چاہئے۔ جلدی آؤ میرے پاس ہاکاما نے اچانک حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آواز اژدھے کی چنگھاڑوں کی

طرح دور دور غار میں گونجتی چلی گئی۔

''کمسالی۔ کمسالی۔ میرے پاس آؤ''...... ہاکاما نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا اور اس کی آواز بازگشت کی طرح ہر طرف لہراتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد غار اچانک کسی پرندے کی تیز پھڑ پھڑاہٹ سے گونج اٹھا اور پھر زور دار دھمک کی آواز سنائی دی جیسے غار کا کوئی بڑا سا پتھر ٹوٹ کر گرا ہو۔

''بولو۔ میں آ گئی ہوں''...... اچانک غار میں تیز سرسراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس آواز کے سنتے ہی غار میں پھر دو انگاروں میں آنکھیں چمکنے لگیں جیسے ہاکاما نے آنکھیں کھول دی ہوں۔

''اوہ۔ کمسالی تم آ گئی ہو۔ تمہارا شکریہ کمسالی۔ میں بہت پریشان ہوں''...... ہاکاما نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔ کمسالی کا سارا وجود اندھیرے میں تھا۔ وہ قطعی طور پر دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

''کیوں پریشان ہو۔ بولو''...... سرسراہٹ بھری آواز نے کہا تو ہاکاما نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''اگر تم نے کایامی ناگ کا زہریلا دانت حاصل کر لیا تھا تو ان سب کو تم نے پرنس مکاشو کے پاس جانے ہی کیوں دیا تھا۔ انہیں وہ دانت دے دیتے۔ اس دانت کی موجودگی سے ان کی جسمانی طاقت اور زیادہ بڑھ جاتی۔ وہ کسی بھی طرح سے بے ہوش نہ ہوتے اور اس دانت کے ان کے پاس ہونے سے پرنس مکاشو تمہارا کیا ہوا سرخان جادو بھی ختم نہیں کر سکتا تھا''...... کمسالی نے کہا۔

''میں ابھی دانت لے کر یہاں آیا تھا۔ ان سے ذہنی رابطہ کر کے ان کے پاس جانے ہی والا تھا کہ میں نے انہیں اس عمارت میں دیکھا جہاں پاناشی موجود تھا اور وہ سب پرنس مکاشو سے بات کر رہے تھے''...... ہاکاما نے کہا۔

''بہرحال۔ اب تم انتظار کرو۔ سرخان جادو بے حد طاقتور جادو ہے۔ اس کا توڑ آسان نہیں ہے۔ پرنس مکاشو کوشش تو کرے گا لیکن اس کی کوشش آسان نہیں ہو گی۔ اس کوشش میں ان سب کی جانیں بھی جا سکتی ہیں''...... کمسالی نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی اگر پرنس مکاشو سے ذرا بھی غلطی ہو گئی تو ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں بچ سکے گا''...... ہاکاما نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اگر ان کے سروں کے بال جوزف کو جلتے ہوئے دکھائی دیئے تو وہ ان سب پر عمل کرنا بند کر دے گا۔ اس طرح وہ سب بدستور تمہارے تابع رہیں گے اور پھر تم ان کے پاس جا کر انہیں زہریلا دانت دے دینا''...... کمسالی نے کہا۔

''تو کیا میں انتظار کروں''...... ہاکاما نے کہا۔

''بہتر تو یہی ہے کہ تم ان سب کا عمارت سے باہر آنے کا ہی انتظار کرو۔ اگر وہ سورج غروب ہونے تک عمارت سے باہر نہ آئے تو تم دوسرے سانوں کو وہاں بھیج دینا جو ان سب کو اس عمارت سے باہر لا سکیں''...... کمسالی نے کہا۔

''دوسرے انسان۔ میں سمجھا نہیں''...... ہاکاما نے چونک کر کہا۔

''سرخان جادو کے ذریعے تم ایسے چند انسانوں کو اپنے تابع کر لو جن کا تعلق جرائم کی دنیا سے ہو۔ پھر ان سب کو اس عمارت کی طرف بھیج دو جہاں پرنس مکاشو اور تمہارے زیر اثر افراد موجود ہیں۔ جرائم پیشہ افراد اس عمارت میں ایسا اسلحہ جس سے ان میں سے کوئی ہلاک نہ ہو بلکہ صرف بے ہوش ہو جائیں استعمال کریں اور جب عمارت میں موجود سب افراد بے ہوش ہو جائیں تو وہ انسان تمہارے زیر اثر انسانوں کے ساتھ پرنس مکاشو کو بھی باہر لے آئیں گے۔ پھر تم فوراً جا کر اپنے زیر اثر انسانوں کو جگا دینا اور زہریلا دانت انہیں دے دینا تاکہ وہ زہریلا دانت پرنس مکاشو کے جسم میں پیوست کر دیں۔ اس طرح تمہارے زیر اثر انسان بھی بچ جائیں گے اور پرنس مکاشو بھی تمہارے قبضے میں آ جائے گا''۔ کمسالی نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ بہت خوب۔ یہ طریقہ بہت اچھا ہے کمسالی۔ سردار اوکاشا نے مجھے ان سب کو بھی اپنے ساتھ زندہ سلامت جنگل میں لانے کا حکم دیا ہے۔ مجھے پرنس مکاشو کے ساتھ ان سب کو بھی اپنے ساتھ لے جانا ہے''...... ہاکاما نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں جانتی ہوں''...... کمسالی نے جواب دیا۔

''میں یہ کام ابھی کر لیتا ہوں۔ جرائم پیشہ انسانوں کو اپنے تابع کرنا میرے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہو گا۔ دس بیس انسان اس کام

کے لئے بہت ہوں گے۔ مجھے خدشہ ہے کہ پرنس مکاشو ان سب پر کیا ہوا میرا سحر نہ ختم کر دے۔ اگر ایسا ہو گا تو پھر میں دوبارہ ان پر کوئی جادو نہیں کر سکوں گا۔ میں شیطانی ذریت ہوں اور شیطانی ذریت کو کسی بھی انسان پر صرف ایک بار ہی جادو چلانے کی اجازت ہوتی ہے چاہے اس کا جادو کارآمد ہو یا نہ ہو''...... ہاکاما نے کہا۔

''ہاں بالکل۔ تو جاؤ اور جا کر جلدی سے اپنا کام شروع کر دو۔ پرنس مکاشو کو اتاشا اور اس کے ساتھیوں پر اپنا کیا ہوا جادو ختم کرنے کا موقع ہی نہ دو''...... کمسالی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ تمہارا شکریہ۔ تم نے مجھے زبردست راہ سجھائی ہے''...... ہاکاما نے کہا۔

''رکو۔ تم ایسے نہیں جا سکتے''...... کمسالی نے غرا کر کہا۔

''کیوں۔ کیا ہوا''...... ہاکاما نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاکاما۔ تم نے مجھے آواز دے کر بلایا ہے۔ میں نے تمہاری پریشانی کا حل بھی بتا دیا ہے۔ تم جانتے ہو میرا آنا آسان ہوتا ہے لیکن واپسی بہت مشکل ہوتی ہے۔ بھینٹ لئے بغیر اگر میں واپس گئی تو میری طاقتیں انتہائی کمزور ہو جائیں گی اور میرے فنا ہونے کا وقت قریب آ جائے گا''...... کمسالی نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ بولو۔ کیا بھینٹ چاہئے''...... ہاکاما نے کہا۔

''تمہاری شیطانی زندگی کے سو سال تاکہ میں جلد فنا نہ ہو سکوں''۔

کمسالی نے کہا۔

”سو سال۔ اوہ۔ یہ تو بہت زیادہ ہیں“...... ہاکاما نے تیز لہجے میں کہا۔

”کم ہیں یا زیادہ۔ یہ میں نہیں جانتی۔ اب چونکہ تم نے خود آواز دے کر مجھے بلایا ہے اس لئے میں پورے سو سالوں کی زندگی لوں گی تم سے۔ اگر تم نے انکار کیا تو پھر تمہارا اپنا ہی نقصان ہو گا“۔ کمسالی نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔ میرے انکار کی صورت میں میری زندگی تمہیں مل جائے گی اور میں اسی وقت فنا ہو جاؤں گا۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہیں بھینٹ میں اپنی زندگی کے سو سال دیتا ہوں“...... ہاکاما نے بڑی مردہ سی آواز میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میری زندگی کے سو سال اور بڑھ گئے ہیں۔ میں خوش ہوں۔ بے حد خوش۔ ہاکاما زندہ باد۔ ہاکاما زندہ باد“۔ کمسالی نے جیسے قلقاریاں مارتے ہوئے کہا۔

”اب جاؤ۔ مجھے تمہاری آواز اب زہر لگ رہی ہے“...... ہاکاما نے غرا کر انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا تو غار میں ایک تیز اور انتہائی مکروہ قہقہہ گونجا اور پھر تیز پھڑ پھڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور پھر یکلخت غار میں گہری خاموشی چھا گئی۔

”باس۔ باس۔ ہوش میں آؤ باس۔ آنکھیں کھولو۔ میں جوزف ہوں باس۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو“...... عمران کے تاریک دماغ میں یہ آواز جیسے زہریلی سوئیوں کی طرح چبھ رہی تھی۔ پھر اچانک اس کی گردن کے عقبی حصے سے درد کی ایک تیز لہر سی پیدا ہوئی جو اس کے سارے جسم میں دوڑتی چلی گئی اور عمران نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔

آنکھیں کھلتے ہی اس کے دماغ میں جیسے روشنی کا سیلاب آ گیا۔ اس نے فوراً آنکھیں بند کیں اور پھر کھول دیں۔ چند لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی رہی اور پھر دھند نے چھٹنا شروع کر دیا اور اس کا لاشعور شعور میں آتا چلا گیا اور پھر وہ خود پر جوزف کو جھکے ہوئے دیکھ کر چونک پڑا۔ عمران ایک بیڈ پر پڑا ہوا تھا اور اس کے سر پر جوزف کھڑا تھا جو مسرت بھرے انداز میں

اسے ہوش میں آتا دیکھ رہا تھا۔

''تم میرے سر پر کیوں کھڑے ہو کالے دیو۔ مجھے بے ہوش دیکھ کر کہیں تم میری گردن توڑنے کا پروگرام تو نہیں بنا رہے تھے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس نے دیکھا وہ رانا ہاؤس کے ایک کمرے کے بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے اور جوزف کے سوا وہاں اور کوئی نہیں تھا۔

''اوہ۔ نو باس۔ جوزف اپنی گردن تو توڑ سکتا ہے تمہاری گردن توڑنے کا تو سوچ بھی نہیں سکتا''...... جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم اس طرح میرے پاس کیوں کھڑے تھے''...... عمران نے کہا۔

''میں تمہیں ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا باس۔ میں نے باہر کرسٹل فلیش فائر کیا تھا۔ مس جولیا اور اس کے ساتھی تمہیں نقصان پہنچا سکتے تھے۔ تم نے مجھے ان پر ناوم ہاسک گیس پھینکنے کے لئے کہا تھا۔ اس گیس سے وہ بے ہوش ضرور ہو جاتے لیکن بعد میں وہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں ہوش میں آ جاتے جبکہ میں انہیں پانچ سے چھ گھنٹوں کے لئے بے ہوش کرنا چاہتا تھا تاکہ میں اطمینان سے ان پر اپنا عمل کر کے ان کے سروں سے ہاکاما کے جادو کا اثر ختم کر سکوں اس لئے تم نے جیسے ہی مس جولیا کو خود سے الگ کیا میں نے باہر کرسٹل فلیش فائر کر دیا جس سے نہ صرف وہ

سب بلکہ تم بھی بے ہوش ہو گئے تھے اور پھر میں تمہیں یہاں لا کر بہت دیر سے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا''...... جوزف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو تم نے کرسٹل فلیش فائر کیا تھا۔ اس لئے مجھے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے میرے جسم میں لاکھوں سوئیاں اتر گئی ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''سوری باس۔ ان کی بھلائی کے لئے مجھے ان سب کو بے ہوش کرنا بے حد ضروری تھا''...... جوزف نے شرمندگی سے کہا۔

''اب وہ کہاں ہیں''...... عمران نے اس کی بات نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔

''وہ سب ڈارک روم میں ہیں''...... جوزف نے جواب دیا۔

''اب تم ان پر سے ہاکاما کا سحر ختم کرنے کے لئے کیا کرو گے۔ کیا انتظامات کئے ہیں تم نے''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''سب سے پہلے تو ان کا بے ہوش ہونا ضروری تھا۔ یہ کام ہو گیا تو پھر میں نے انہیں ڈارک روم میں لے جا کر باندھ دیا۔ میں نے ان سب کے پیروں کے انگوٹھوں میں ببول کے کانٹے چبھو دیئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے ان سب کے دائیں ہاتھ کی چھنگلیوں کے ناخن بھی اکھاڑ دیئے ہیں جس سے ان پر کیا گیا سرخان کا آدھا جادو زائل ہو گیا ہے۔ جنگلیوں میں کالی ماشا قبیلے کا

ایک رشی ایسے ہی طریقے سے ان وحشیوں کا علاج کرتا تھا جن پر سرخان جادو ہوا ہوتا تھا۔ اس مخصوص علاج سے تین گھنٹوں کے اندر اندر سرخان جادو کا اثر مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے“...... جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو کیا اس عمل سے ان سب پر سے بھی سرخان جادو کا اثر ختم ہو جائے گا“...... عمران نے پوچھا۔

”نہیں باس۔ ابھی ایک کام باقی ہے۔ وہ کام میں تمہارے سامنے اور تمہاری اجازت سے کرنا چاہتا ہوں۔ اسی لئے میں تمہیں ہوش میں لا رہا تھا“...... جوزف نے کہا۔

”کیسا کام“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”ایک بہت خطرناک کام ہے باس۔ اس عمل میں ان میں سے کسی کی بھی جان جا سکتی ہے اور اس عمل میں اگر مجھ سے ذرا سی بھی غلطی ہو گئی تو پھر ان میں سے شاید ہی کوئی زندہ بچ سکے“۔ جوزف نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ایسا کیا عمل ہے جو ان کے لئے اس قدر خطرناک ہو سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”باس۔ میں بہت مشکلوں سے نیلے رنگ کے بچھو ڈھونڈ کر لایا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ نیلے بچھو انتہائی زہریلے ہوتے ہیں جن کا ایک ڈنک ہاتھی جیسے گرانڈیل جانور کی بھی ایک لمحے میں جان لے سکتا ہے۔ مجھے ان سب کے جسموں پر باری باری وہ زہریلے نیلے

بچھو چھوڑنے ہوں گے۔ بچھو ان کے پیروں سے رینگتے ہوئے ان کے سروں تک جائیں گے۔ مجھے ان بچھوؤں کو ان کے سروں تک پہنچنے سے پہلے ہامی کاری کھیل کر انہیں ہلاک کرنا ہو گا اور وہ بھی ٹھیک ان کی گردنوں پر۔ مجھے تمام بچھو عین ان کی گردنوں پر ہلاک کرنے ہوں گے۔ اس دوران بچھو انہیں کاٹ بھی سکتے ہیں جس سے وہ ایک لمحے میں ہلاک ہو جائیں گے اور اگر بچھوؤں نے انہیں نہ کاٹا تو میرا ہامی کاری کا کھیل بھی ان کی جان لے سکتا ہے اس لئے میں یہ سب کرنے سے گھبرا رہا تھا اور تم سے مشورہ لینا چاہتا تھا“...... جوزف نے کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی پریشانی اور الجھن کے تاثرات تھے۔

”ہامی کاری کا کھیل ہے کیا۔ اس سے کیا ہو گا“...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

”اس کے لئے مجھے ان سب کو فرش پر مختلف جگہوں پر چت لٹانا پڑے گا باس۔ وہ جہاں جہاں لیٹے ہوں گے مجھے ان کی پوزیشن ذہن میں رکھنی ہو گی اور پھر تم میری آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھ دینا۔ میں ایک باریک پھل والی تلوار لے کر ان کے پاس کھڑا ہو جاؤں گا۔ میں ان بچھوؤں کے رینگنے کی آواز پر اپنے کان لگا دوں گا اور پھر جیسے ہی نیلا بچھو جس کی عین گردن پر آئے گا میں ہامی کاری کھیل کھیلتے ہوئے تلوار اس کی گردن پر ماروں گا۔ اس کھیل میں مجھے تلوار نہایت تیزی اور مہارت سے چلانی ہو گی کہ

نیلے بچھو کا ڈنک کٹ جائے اور کسی کی گردن پر خراش تک نہ آئے“...... جوزف نے ہامی کاری کے کھیل کے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو بے حد خطرناک اور جان لیوا کھیل ہے۔ اگر کسی کی گردن کٹ گئی تو“...... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”میں اس کھیل کا زبردست ماہر ہوں باس۔ میں نے جنگلوں میں بے شمار مرتبہ یہ کھیل کھیلا ہے۔ میرا نشانہ کبھی خطا نہیں گیا“۔ جوزف نے کہا۔

”تمہیں جنگلوں کو چھوڑے ہوئے بہت عرصہ ہو گیا ہے جوزف۔ یہ کھیل مسلسل پریکٹس اور مہارت کا ہے۔ تمہیں اب اتنی پریکٹس نہیں ہے کہ تم ایسا کوئی کھیل، کھیل سکو۔ وہ سب میرے ساتھی ہیں۔ میں انہیں کسی خطرے میں نہیں ڈال سکتا“...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو باس۔ ہامی کاری بے حد مشکل ہے اور مسلسل پریکٹس سے ہی اس میں مہارت حاصل کی جا سکتی ہے۔ میں نے بہت عرصے سے یہ کھیل نہیں کھیلا اور نہ ہی یہاں آ کر میں نے ایسی کوئی پریکٹس کی ہے۔ لیکن باس تم جانتے ہو جوزف ایک بار جو کام کر لیتا ہے اسے زندگی میں کبھی نہیں بھولتا۔ ہامی کاری میرا پسندیدہ کھیل تھا جس میں، میں اب بھی بے حد مہارت رکھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ان میں سے کسی کو میرے ہاتھوں ایک خراش

تک نہیں آئے گی اور ان پر سے سرخان جادو ختم کرنے کے لئے ہامی کاری کا کھیل کھیلنا بہت ضروری ہے باس۔ اس کے بغیر وہ سرخان جادو کے اثر سے نہیں نکل سکیں گے۔ کبھی نہیں“...... جوزف نے کہا۔

”نہیں جوزف۔ میں ان کے لئے کوئی بھی خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ تم ہر کام میں [illegible] ولیکن تمہاری ذرا سی غلطی ان کی ہلاکت کا باعث بن جا[illegible] گی۔ میں تمہیں ہامی کاری کھیل کی اجازت نہیں دوں گا۔ کوئی اور طریقہ سوچو۔ کسی اور ذریعے یا عمل سے ان سب کو ہاکاما کے سحر سے آزاد کرو۔ تم پرنس مکاشو ہو۔ ماورائی طاقتوں کے خلاف تم بہتر انداز میں لڑ سکتے ہو۔ سفلی علوم اور جادو ختم کرنے کا تمہارے پاس وسیع تجربہ ہے۔ تم بے شمار عمل جانتے ہو۔ ہامی کاری کا عمل چھوڑ کر کوئی آسان سا حل تلاش کرو جس سے وہ سب ٹھیک ہو جائیں“...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”سوری باس۔ سرخان جادو ختم کرنے کے لئے مجھے ہامی کاری ہی کرنا ہو گا۔ اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے جس سے میں انہیں ہاکاما کے سحر سے آزاد کر سکوں“...... جوزف نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”رکو۔ مجھے سوچنے دو“...... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا تو جوزف خاموش ہو گیا جبکہ عمران گہری سوچ میں کھو گیا۔ پھر

اچانک اسے جیسے کوئی خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ شاہ صاحب۔ میں شاہ صاحب کو کیسے بھول گیا۔ روشن کلام کے سامنے بھلا کسی سفلی طاقت کی کیا مجال جو وہ ایک لمحے کے لئے بھی ٹھہر سکے۔ لاحول ولاقوۃ کہنے سے تو شیطان مردو بھی بھاگ جاتا ہے پھر اس روشن کلام سے کسی بھی جادو کو کیسے ختم نہیں کیا جا سکتا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو باس۔ روشن کلام کے سامنے سفلی علوم کی واقعی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن تم جو سوچ رہے ہو اس سے مس جولیا اور اس کے ساتھیوں کو مکمل طور پر تندرست ہونے میں بہت دن لگ جائیں گے''...... جوزف نے کہا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''میں تمہیں شاید نہ سمجھا سکوں۔ تم شاہ صاحب سے بات کر لو۔ وہ یقیناً اس بات کو جانتے ہوں گے''...... جوزف نے کہا تو عمران اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

''ٹھیک ہے۔ کارڈلیس فون لاؤ''...... عمران نے کہا تو جوزف اثبات میں سر ہلاتا ہوا مڑا اور پھر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کارڈلیس فون لے آیا۔ عمران نے اس سے فون لیا اور شاہ صاحب کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''...... دوسری طرف سے رسیور اٹھاتے ہی کسی بچے کی خوشگوار آواز سنائی دی۔

''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بیٹا۔ میں شہر سے علی عمران بول رہا ہوں۔ مجھے شاہ صاحب سے بات کرنی ہے۔ بہت ضروری کام ہے۔ کیا تم انہیں بلا سکتے ہو''...... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جی ضرور۔ آپ ہولڈ کریں۔ میں بلاتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ہولڈ کرتا ہوں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فون پیس سائیڈ میں رکھنے کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عمران بیٹے۔ کیسی طبیعت ہے''۔ کچھ دیر بعد ایک نہایت شفیق اور مہربان آواز سنائی دی۔

''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ شاہ صاحب۔ میں الحمدُ للہ بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے''...... دوسری طرف سے شاہ صاحب نے اسی انداز میں کہا۔

''الحمدُ للہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسی طرح خوش و خرم، تندرست اور اپنی امان میں رکھے۔ آپ جیسے بزرگوں کا سایہ ہمارے سروں پر رہے کیونکہ ہمیں آپ کی شفقت اور دعاؤں کی بہت ضرورت ہے''...... عمران نے بڑے عقیدت و احترام بھرے لہجے میں کہا۔

یے مناؤں کا شکریہ بیٹا۔ میری شفقت اور دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ بیٹا۔ میرا برخوردار بتا رہا تھا کہ تمہیں مجھ سے بہت ضروری بات کرنی ہے''...... دوسری طرف سے شاہ صاحب نے کہا۔

''جی ہاں شاہ صاحب''......عمران نے کہا۔

''بولو بیٹے۔ میں کسی کے کام آ سکوں یہ تو میرے لئے خوشی کی بات ہے''...... شاہ صاحب نے کہا تو عمران نے انہیں اپنے ساتھیوں کے بارے میں تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔

''جادو برحق ہے بیٹا۔ لیکن جس طرح دنیا میں ہر علاج کی دوا موجود ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آخری چار سورتیں شیطانی وسوسوں اور جادو کے خاتمے کے لئے نازل کی ہیں۔ ان سورتوں کے پڑھنے اور پڑھانے سے ہر طرح کا جادو زائل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جادو کے اثر سے بیمار ہونے والا انسان جو موت کی دہلیز تک پہنچ گیا ہو وہ بھی ان سورتوں کے اثر سے شفایاب ہو جاتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ شیطانی وسوسوں اور سفلی علوم سے بچنے کے لئے ان سورتوں کو پڑھتے رہنا چاہئے لیکن بیٹا اگر کوئی انسان یا اللہ کی مخلوق کسی سفلی علوم کا شکار ہو گیا ہو تو ان سورتوں کو پڑھنے کے مخصوص طریقے اور مخصوص اوقات کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض جادو ایک بار ہی یہ سورتیں پڑھنے سے ختم ہو جاتے ہیں لیکن بعض سفلی علوم اس قدر سخت اور خطرناک ہوتے ہیں جن کو ختم

کرنے کے لئے واقعی وقت درکار ہوتا ہے۔ سرخان جادو بھی ایک ایسا ہی عمل ہے۔ یہ جادو صرف شیطانی ذریات ہی استعمال کرتی ہیں۔ مقدس کلام کی بدولت تمہارے ساتھیوں پر کیا گیا سرخان جادو ختم کیا جا سکتا ہے لیکن یہ چونکہ شیطان کا بڑا اور خطرناک جادو ہے اس لئے تمہارے ساتھیوں پر سے اس سحر کو ختم کرنے میں وقت لگ سکتا ہے۔ چالیس دن، چالیس مہینے یا پھر چالیس سال جبکہ تمہارے ساتھی جوزف نے تمہیں جو طریقہ بتایا ہے وہ اسلامی نقطہ نظر سے قطعی مختلف ہے لیکن جوزف کا تعلق ایک خاص خاندان سے ہے جو شیطان اور شیطانی ذریات سے برسرپیکار رہتا تھا۔ وہ شیطانی چالوں اور شیطانی طاقتوں کے بارے میں زیادہ جانتے تھے۔ انہوں نے شیطانی دربار تک بھی رسائی حاصل کر لی تھی اور وہاں جا کر شیطانی ذریات کو بھی چن چن کر مار دیا تھا۔ وہ ان کی شیطانی چالیں اور ان کے شیطانی رازوں کے بارے میں بہت زیادہ جان گئے تھے۔ اسی لئے شیطانی ذریتیں ان سے ڈرتی بھی ہیں اور ان سے دور بھی رہنے کی کوشش کرتی ہیں۔ جوزف اسی خاندان کا پرنس ہے۔ اس پر بھروسہ کرو۔ وہ کچھ غلط نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا تمہارے ساتھیوں پر کرم ہو گا اور وہ سب انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ جوزف کو اپنا کام کرنے دو۔ میں بھی اس کے لئے خصوصی دعا کروں گا''...... دوسری طرف سے شاہ صاحب نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے شاہ صاحب۔ آپ نے کہہ دیا ہے تو میں بھلا آپ کی بات کیسے ٹال سکتا ہوں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اس کے باوجود اگر تم اپنے ساتھیوں کے لئے فکر مند ہو تو ان سب کو میرے پاس لے آؤ۔ مجھ سے جو ہو سکا میں ضرور کروں گا''...... دوسری طرف سے شاہ صاحب نے بے حد ملائمت سے کہا۔

''نہیں شاہ صاحب۔ آپ کا شکریہ۔ آپ نے مجھے جو کچھ بتایا ہے میں اپنے ساتھیوں کو زیادہ دیر اس حالت میں نہیں رہنے دے سکتا۔ میں جلد سے جلد انہیں ٹھیک ہوتے دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے جوزف پر جو اعتماد کیا ہے میں بھلا اس سے کیسے آنکھیں موند سکتا ہوں۔ جوزف نے اسلامی نظریات کے برعکس باتیں کی تھیں اس لئے میرا آپ سے مشورہ کرنا بے حد ضروری ہو گیا تھا۔ آپ مطمئن ہیں تو شاید اب میں آپ سے زیادہ جوزف سے مطمئن ہو گیا ہوں۔ وہ واقعی کچھ غلط نہیں کرے گا۔ اس کے باوجود اگر کچھ ہو گیا اور میرا کوئی ساتھی اس کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا تو میں اسے اللہ کی رضا سمجھ لوں گا۔ زندگی اور موت کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''بے شک''...... دوسری طرف سے شاہ صاحب نے کہا۔

''میرے لئے کوئی حکم ہو''...... عمران نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

''فی الحال بیٹا تم اپنے ساتھیوں کی طرف توجہ دو اور اگر وقت ملے تو ایک بار مجھ سے آ کر مل لینا۔ میں تمہیں اس شیطانی معاملے کے متعلق کچھ اور ضروری باتیں بتانا چاہتا ہوں''...... دوسری طرف سے شاہ صاحب نے کہا۔

''جو حکم شاہ صاحب۔ میں آج ہی آپ کے پاس آ جاؤں گا''...... عمران نے جواب دیا۔

''اللہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور تم سب دین و دنیا کی خدمت کرتے رہو''...... دوسری طرف سے شاہ صاحب نے دعا دیتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے اللہ حافظ کہہ کر فون بند کر دیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور فون کا بٹن آف کر دیا جبکہ جوزف ایک طرف خاموش کھڑا ان کی باتیں سن رہا تھا۔

''تم نے ٹھیک کہا تھا جوزف۔ شاہ صاحب نے بھی وہی کہا ہے جو تم نے کہا تھا۔ ان سب کو اور زیادہ ہاکاما کے زیر اثر نہیں رہنے دیا جا سکتا۔ اس لئے تم ہامی کاری کے ذریعے ان سب پر سے سرخان جادو کا اثر ختم کر دو''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں ان سب کو باہر لاتا ہوں''...... جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد جوزف دوبارہ اندر آ گیا۔

"میں ان سب کو باہر لے آیا ہوں باس۔ ان کے گرد میں نے سفید حصار بھی بنا دیا ہے تاکہ ہاکاما یہاں آ کر کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے"...... جوزف نے کہا تو عمران سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے زمین پر پڑے ہوئے اپنے جوتے پہنے اور جوزف کے ساتھ چلتا ہوا باہر آ گیا۔

باہر صحن میں سفید رنگ کا ایک بڑا سا دائرہ بنا ہوا تھا۔ اس دائرے میں اس کے ساتھی پڑے ہوئے تھے جنہیں جوزف نے ایک خاص ترتیب سے لٹا دیا تھا۔ وہ سب دائرے کے کنارے پر تھے۔ درمیان میں ایک اور دائرہ بنا ہوا تھا جس میں شیشے کا ایک جار نظر آ رہا تھا۔ اس جار میں نیلے رنگ کے بچھو صاف دکھائی دے رہے تھے۔ جار کے ساتھ ایک باریک دھار اور پتلی مگر لمبی تلوار پڑی ہوئی تھی جو بالکل نئی اور چمکدار تھی۔ ایسی تلوار سمورائے استعمال کرتے تھے۔ ساتھ ہی ایک سیاہ رنگ کی پٹی پڑی ہوئی تھی۔

"تو تم نے سب انتظام بھی کر رکھا ہے"...... عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے سعادت مندی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ شروع ہو جاؤ"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا اور دائرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے پیر ننگے تھے۔ اس نے نیلے بچھوؤں والا جار اٹھایا اور

اس کا ڈھکن کھولتا ہوا جولیا کی طرف بڑھنے لگا۔

"جوتے اتار کر تم بھی اندر آ جاؤ باس"...... جوزف نے سر گھما کر عمران سے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور جوتے اتار کر دائرے کے اندر آ گیا۔ جوزف نے جار کا ڈھکن کھولا اور پھر اس نے جار میں ہاتھ ڈال کر نہایت تیزی اور مہارت سے ایک نیلے بچھو کی دم پکڑ لی اور اسے جار سے باہر نکال دیا۔ بچھو اس کی انگلیوں میں بری طرح کلبلانے لگا۔ اس کے منہ سے عجیب سی آوازیں نکل رہی تھیں۔ جوزف نے بچھو جولیا کی دائیں ٹانگ پر رکھ دیا اور جار کا ڈھکن بند کر کے مڑ کر واپس آ گیا۔ عمران نے دیکھا نیلے بچھو نے جولیا کی ٹانگ پر نہایت آہستہ آہستہ رینگنا شروع کر دیا تھا۔ اس کا رخ جولیا کے سر کی طرف تھا۔ بچھو کی تیز آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں۔ جوزف نے جار عمران کی طرف بڑھا دیا اور تلوار اور سیاہ پٹی اٹھا لی۔

"نیلے بچھوؤں کی رفتار عام بچھوؤں سے بے حد کم ہوتی ہے باس۔ یہ بہت آہستہ چلتا ہے۔ مس جولیا کی گرن تک آتے آتے اسے دیر لگے گی۔ تم میری آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھ کر دائرے سے باہر چلے جاؤ۔ میں پہلے مس جولیا کی گردن پر آنے والے نیلے بچھو پر وار کروں گا۔ پھر تم ایک ایک کر کے سب پر بچھو رکھتے جانا۔ میں ان سب کو بھی ہلاک کر دوں گا"...... جوزف نے کہا۔

"او کے"...... عمران نے کہا تو جوزف نے سیاہ پٹی عمران کو دے

دی۔ عمران نے جار نیچے رکھا تو جوزف دوسری طرف منہ کر کے اس کے قریب زمین پر بیٹھ گیا۔ عمران نے سیاہ پٹی اس کی آنکھوں پر موجود چشمے پر لپیٹ دی اور پھر اس نے جوزف کے سر کے عقب میں مخصوص انداز میں گرہ لگا دی۔

''کچھ دکھائی تو نہیں دے رہا''...... عمران نے پوچھا۔

''نو باس''...... جوزف نے کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... عمران نے کہا اور بچھوؤں والا جار اٹھا کر پیچھے ہٹتا چلا گیا اور پھر وہ دائرے کے باہر جا کر کھڑا ہو گیا۔ جوزف تلوار لئے وسطی دائرے میں آ گیا۔ اس نے نہایت تیزی سے تلوار ادھر ادھر لہرائی اور سمورائے کے مخصوص انداز میں ٹانگیں پھیلا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے سر نے ادھر ادھر حرکت کی اور پھر اس کے منہ سے عجیب سی آواز نکلی اور وہ فلائنگ کک لگانے والے انداز میں اچھلا اور تلوار چلاتا ہوا وسطی دائرے کے باہر آ گیا۔ وہ ایک ٹانگ پر اچھلتا ہوا واقعی رقص کرنے کے اسٹائل میں دائرے کے گرد گھوم رہا تھا۔ اس کی گردن کبھی دائیں طرف مڑ جاتی تھی اور کبھی بائیں طرف۔ دائرے کے گرد اچھلتے ہوئے وہ مخصوص انداز میں رقص کرتا ہوا وسطی دائرے سے ہٹتا ہوا بڑے دائرے کے قریب ہوتا جا رہا تھا جہاں سیکرٹ سروس کے ممبران پڑے ہوئے تھے۔ مخصوص انداز میں اچھلتے ہوئے جوزف تلوار کو بھی نہایت ماہرانہ انداز میں ادھر ادھر چلاتا جا رہا تھا۔

ادھر نیلا بچھو چیونٹی کی سی چال چلتا ہوا جولیا کی ٹانگ پر بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کا اوپر اٹھا ہوا ڈنک مسلسل ہل رہا تھا اور اس کے منہ سے مسلسل تیز آوازیں نکل رہی تھیں جیسے وہ شدید غصے میں ہو۔ جوزف اسی طرح سمورائے کے مخصوص انداز میں اچھلتا اور ناچتا ہوا ممبران کے نزدیک آ گیا تھا۔ وہ کبھی جولیا کے قریب آ جاتا تھا کبھی صفدر کے قریب اور کبھی تنویر کے قریب۔ اس طرح وہ باری باری باقی ممبران کے پاس سے بھی گزر رہا تھا جبکہ عمران خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

نیلے بچھو نے جولیا کی گردن پر آتے آتے دس منٹ لگا دیئے۔ اب وہ جولیا کی گردن کے عین نرخرے پر تھا۔ اسی لمحے جوزف بجلی کی سی تیزی سے گھومتا ہوا آیا۔ اس نے تلوار کا دستہ دونوں ہاتھوں سے پکڑ رکھا تھا۔ جولیا کے نزدیک آتے ہی وہ اچھلا، اس کی ٹانگیں پھیلیں اور پھر اس نے ایک گھٹنا موڑا اور دوسرا زمین سے لگاتے ہوئے تلوار پوری قوت سے جولیا کی گردن پر مار دی اور ماحول ایک تیز اور انتہائی خوفناک چیخ سے گونج اٹھا۔

پہلی تاریخوں کے نکلتے ہوئے باریک چاند جیسی مخصوص انداز کی بنی ہوئی دس کشتیاں نہایت تیز رفتاری سے سمندر میں بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ ہر کشتی میں دس دس افراد موجود تھے۔ کشتیاں لمبی ضرور تھیں مگر ان کی چوڑائی بے حد کم تھی۔ وحشی ایک دوسرے کے آگے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں چپو تھے۔ اگلے پانچ وحشی کشتی کے دائیں طرف چپو چلا رہے تھے اور پیچھے بیٹھے ہوئے وحشی بائیں جانب۔

ایک کشتی سب سے آگے تھی۔ اس کشتی میں سب سے آگے ادکاشا قبیلے کا نائب سردار تاگوما بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پاس چپو نہیں تھا جبکہ اس کے پیچھے بیٹھے وحشی چپو چلا رہے تھے۔ سمندر کا پانی اونچی نیچی گھاٹیوں کی طرح حرکت کر رہا تھا۔ کہیں کہیں پانی بڑی بڑی اور تیز لہریں بناتا ہوا نہایت زور و شور سے اچھل رہا تھا۔

کشتیاں ان اونچی نیچی ہوتی ہوئی لہروں پر کبھی اوپر اٹھ جاتی تھیں اور کبھی لہریں نیچے آنے پر یوں نیچے پھسلتی ہوئی آتی تھیں جیسے سیدھی پانی میں ڈوب جائیں گی لیکن وحشیوں کے مخصوص انداز میں چپو چلانے سے کشتیاں ڈوب نہیں رہی تھیں۔ پانی کی بڑی بڑی لہریں ان کشتیوں کے اوپر سے گزر رہی تھیں۔ ایک لمحے کے لئے کشتیاں ان لہروں میں غائب ضرور ہو جاتی تھیں لیکن دوسرے لمحے وہ پانی سے باہر نکل آتی تھیں۔ بڑی بڑی لہروں کی وجہ سے ان کشتیوں کی رفتار بے حد تیز تھی۔ وحشی جیسے ان کشتیوں میں پھنس کر بیٹھے ہوئے تھے اس لئے کشتیوں کی اٹھا پٹخ کے باوجود وہ ان کشتیوں سے نہیں گر رہے تھے۔

کشتیوں کے دونوں اطراف میں ان کے نیزے بندھے ہوئے تھے۔ ان میں چار کشتیاں ایسی تھیں جن کے دونوں طرف جڑی بوٹیوں اور مضبوط رسوں کے گٹھے بندھے ہوئے تھے جن پر زرد رنگ کا تیل لگا ہوا تھا جو یہ افریقہ کے جنگلوں کی خاص بوٹی کو پیسنے سے نکلتا تھا۔ اس تیل کو اگر جسم پر لگا لیا جائے تو کسی جاندار پر آگ کا اثر نہیں ہوتا تھا اور اس بوٹی کو چبا کر نگلنے والے کو آگ کی تپش کا بھی احساس نہیں ہوتا تھا۔

نائب سردار تاگوما اور اس کے ساتھیوں نے جنگل میں ہی اس بوٹی کے پتے چبا کر نگل لئے تھے اور بہت سی بوٹیاں پیس کر اور ان کا زرد تیل نکال کر ان سب نے اپنے جسموں پر لگا دیا تھا جس

سے ان کے سیاہ جسموں میں اور زیادہ چمک آ گئی تھی۔ دور انہیں بھاپ اور سیاہ رنگ کے بادل سے اٹھتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ تاگوما خاموش تھا۔ اس کی نظریں بھاپ اور بادلوں پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ جیسے جیسے ان کی کشتیاں آگے بڑھتی جا رہی تھیں سمندر کی لہریں اور زیادہ بڑی اور خوفناک ہوتی جا رہی تھیں لیکن ان کے چہروں پر کوئی خوف اور پریشانی نہیں تھی۔ جیسے وہ ان خطرناک لہروں سے کھیلنے کے عادی ہوں۔ پھر دو گھنٹوں کے بعد انہیں دور ایک سیاہ پٹی دکھائی دی۔ بھاپ اور دھویں کے بادل اس طرف بہت زیادہ تھے۔ جیسے وہاں خوفناک آگ جل رہی ہو اور اس آگ سے دھواں نکل رہا تھا۔ آگ کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ اس جزیرے کے گرد سمندر کا پانی ابل رہا تھا جس سے کثیف بھاپ بھی اٹھتی دکھائی دے رہی تھی۔

مزید دو گھنٹوں کے بعد جب ان کی کشتیاں جزیرے کے قریب پہنچیں تو انہیں سمندر کا پانی ابلتا ہوا دکھائی دیا۔ ان کی کشتیاں گرم پانی میں داخل ہو گئیں۔ کشتیاں چونکہ خاص قسم کی بنی ہوئی تھیں اس لئے انہیں سرد اور گرم پانی میں کوئی نقصان نہیں پہنچتا تھا اور مخصوص جڑی بوٹیوں کا رس لگانے سے ان وحشیوں کو اپنے جسم پر ابلتے ہوئے پانی کا بھی کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اب انہیں ٹاپو نما جزیرے کا کنارہ واضح دکھائی دینے لگا تھا جو انتہائی سیاہ تھا۔ وہاں جگہ جگہ آگ جل رہی تھی۔ ہر طرف پگھلی ہوئی چٹانیں اور لاوے کی پرتیں

دکھائی دے رہی تھیں۔

تاگوما اپنے ساتھیوں کو ٹاپو نما جزیرے کی اس طرف کشتیاں لے جانے کی ہدایات دے رہا تھا جہاں لاوا جم کر قدرے ٹھنڈا اور سیاہ ہو چکا تھا۔ پھر جیسے ہی کشتیاں کنارے سے لگیں وہ سب کشتیوں سے اترتے چلے گئے۔ انہوں نے چٹانوں پر آ کر کشتیاں اوپر کھینچ لیں۔ ان وحشیوں نے کشتیوں کے ساتھ لگے ہوئے اپنے نیزے، جڑی بوٹیوں اور رسوں کے گٹھے الگ کر لئے اور پھر تاگوما انہیں لے کر آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے قطار کی صورت میں چل رہے تھے۔ جزیرے پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کبھی کبھی انہیں اپنے پیروں کے نیچے زور دار دھمک کی آواز محسوس ہوتی جیسے نیچے بڑی بڑی چٹانیں ٹوٹ کر گر رہی ہوں۔ کسی لمحے زمین لرزتی اور کبھی دور انہیں انتہائی خوفناک گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیتی جو ظاہر ہے آتش فشاں دہانوں سے نکل رہی تھیں۔

خشک لاوے نے اوپر والی سطح پر پپڑیاں سی بنا رکھی تھیں جو ان کے وزن سے ٹوٹ رہی تھیں۔ تاگوما راستہ دیکھتا ہوا انہیں مخصوص جگہوں سے گزار کر لے جا رہا تھا۔ لاوے نے جزیرے کے گڑھوں اور گہری کھائیوں کو بھی ڈھانپ رکھا تھا جن پر وزن پڑتے ہی لاوے کی پرت ٹوٹ سکتی تھی اور اس کے اوپر سے گزرنے والا اندھی کھائی یا پھر کسی لاوا ٹیوب میں بھی گر سکتا تھا۔ تاگوما کی نظریں سیاہ زمین پر ہی جمی ہوئی تھیں اور وہ نہایت محتاط انداز میں آگے

بڑھا چلا جا رہا تھا جیسے اس کی تیز نظریں زمین کی گہرائیوں تک جا رہی ہوں اور وہ خطرناک راستوں سے بچتا ہوا آگے جا رہا تھا۔ ان کے پیروں کے نیچے خشک ہونے والا لاوا بھی گرم تھا۔ چونکہ انہوں نے زرد بوٹی کا تیل لگا رکھا تھا اس لئے ان کے پیر نہیں جل رہے تھے اور وہ آسانی سے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔

وہ سب وحشی تاگوما کے پیچھے اس کے پیروں کے نشانوں پر ہی قطار میں آگے چل رہے تھے۔ آگ اور اس کی تپش سے تو وہ مخصوص بوٹی کے رس سے بچ گئے تھے لیکن وہ سب جانتے تھے کہ ان کے پیر ایک انچ بھی ادھر ادھر ہوئے تو وہ نجانے زمین کی کتنی گہرائی میں جا گریں جہاں سے نکلنا ان میں سے کسی کے لئے بھی ممکن نہ ہو گا۔ پھر اچانک تاگوما نے دایاں ہاتھ اوپر اٹھایا اور ایک جگہ رک گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے پیچھے آنے والے وحشیوں کو رکنے کا اشارہ کیا تھا۔ اس کا اشارہ دیکھ کر وحشی انہی پیروں پر رکتے چلے گئے۔

''تم سب یہیں رکو۔ آگے راستہ زیادہ خطرناک ہے۔ میں اکیلا آگے جاؤں گا۔ جب میں کہوں تو تم میرے پیروں کے نشانوں پر چلتے ہوئے آگے آ جانا۔ سیاہ تابوت یہیں کہیں قریب ہی ہے''۔ تاگوما نے پلٹ کر ان سب سے اونچی آواز میں مخاطب ہو کر کہا۔

''جو حکم تاگوما۔ ہم یہیں انتظار کرتے ہیں''...... تاگوما کے پیچھے کھڑے لمبے تڑنگے وحشی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس وحشی اور

اس کے پیچھے موجود چار وحشیوں کے کاندھوں پر موٹے موٹے رسوں کے بنڈل تھے جو وہ گڑھے سے تابوت نکالنے کے لئے اپنے ساتھ لائے تھے۔ ان رسوں پر بھی انہوں نے جڑی بوٹیوں کا تیل لگا رکھا تھا ورنہ ان گرم چٹانوں پر وہ جل سکتے تھے۔ تاگوما نے انہیں ہدایات دیں اور پھر وہ مڑ کر ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایک اونچی چٹان پر جا کر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ چٹان کے دائیں طرف اترتا چلا گیا اور ان سب کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

''میری سمجھ میں نہیں آ رہا آخر تاگوما ہم سب کو اس آتشیں زمین پر کیوں لایا ہے اور وہ بھی پورے سو وحشی۔ یہاں ایسا کون سا تابوت ہے جسے ہم نے نکالنا ہے''...... ایک وحشی نے کہا۔

''ہاں۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ جنگل میں تاگوما نے ہمیں یہی بتایا تھا کہ اس آتشیں جزیرے پر آ کر ہمیں ایک پتھر کا بنا ہوا سیاہ تابوت تلاش کرنا ہے جسے آگ سے نکال کر ہمیں اس جزیرے سے اپنے جنگل میں لے جانا ہے''...... سب سے آگے کھڑے وحشی نے کہا۔ اس کا نام نگولا تھا۔

''اگر یہاں سے صرف ہمیں تابوت نکالنے کے لئے ہی لایا گیا ہے تو اس کے لئے دس بیس وحشی ہی کافی تھے۔ پھر تاگوما سو وحشی ہی کیوں ساتھ لایا ہے''...... دوسرے وحشی نے کہا۔

''اس کا جواب یا تو تاگوما دے سکتا ہے یا پھر بڑا سردار اوکاشا جو قبیلے میں موجود ہے''...... نگولا نے کہا۔

”پتہ نہیں۔ مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم کسی بہت بڑی مصیبت کا شکار ہونے والے ہیں۔ ایسی مصیبت جس میں ہم سب کی جانیں بھی جا سکتی ہیں“...... دوسرے وحشی نے کہا جس کا نام باتھورا تھا۔

”احساس تو مجھے بھی کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے باتھورا۔ لیکن ہم سب کر بھی کیا سکتے ہیں۔ تاگوما ہمیں سردار اوکاشا کے حکم پر لایا ہے۔ ان کا حکم تو ہمیں ماننا ہی پڑے گا“...... نگولا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اسی لمحے زوردار گڑگڑاہٹ ہوئی اور انہیں اپنے پیروں کے نیچے زمین بری طرح سے لرزتی ہوئی محسوس ہوئی۔

”یہ موت کا جزیرہ ہے۔ قدم قدم پر یہاں موت کا راج ہے۔ زمین کا کون سا حصہ ہمیں نگل لے اس کا ہمیں کوئی اندازہ نہیں ہے۔ خوفناک زلزلوں کے ساتھ ہمارے پیروں کے نیچے کبھی بھی زمین پھٹ سکتی ہے اور میں نے سنا ہے کہ اس جزیرے پر آتش فشاں پہاڑ پھٹتے رہتے ہیں“...... باتھورا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ یہاں موجود چٹانیں بھی خوفناک ہیں۔ لاوا ان کے نیچے بھی موجود ہو سکتا ہے جو ان چٹانوں کو دھماکے سے اڑا کر کہیں سے بھی باہر آ سکتا ہے۔ ہم نے جسموں پر جس بوٹی کا تیل لگا رکھا ہے اس کا اثر صرف دو روز تک ہی رہتا ہے۔ اگر ہمیں دو روز یہاں رہنا پڑا اور تیل کا اثر ختم ہو گیا تو ہم سب یہیں جل کر کوئلہ

بن جائیں گے“...... نگولا نے کہا اور اس کی بات سن کر کئی وحشیوں کے چہرے خوف سے مزید سیاہ پڑ گئے۔

”ہم میں سے صرف تاگوما ہی ایسی تیز اور گہری نظریں رکھتا ہے جو یہاں چھپی ہوئی کھائیوں اور موت کی چٹانوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اس کے بغیر ہم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے“...... باتھورا نے کہا اور پھر انہیں اس چٹان کی اوٹ سے تاگوما آتا دکھائی دیا جس کے پیچھے جا کر وہ غائب ہوا تھا۔

”آٹھ وحشی میرے پیروں کے نشانوں پر چلتے ہوئے آگے آ جائیں۔ باقی سب یہیں رکیں“...... تاگوما نے چیختی ہوئی آواز میں کہا اور ان میں سے آٹھ وحشی آگے بڑھتے ہوئے اس چٹان کے پاس چلے گئے۔ ان میں اب سب سے آگے نگولا تھا۔ وہ تاگوما کے قدموں کے نشانوں پر پیر رکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ باقی سب بھی اس کی پیروی کر رہے تھے۔ انہیں آگے بڑھتا دیکھ کر تاگوما پلٹا اور دوبارہ چٹان کی دوسری طرف اتر گیا۔ پھر وہ سب اس چٹان پر چڑھے اور دوسری طرف اترتے چلے گئے۔

تاگوما سمیت نو وحشی اس چٹان کے پیچھے گئے تھے۔ باقی وحشی اسی جگہ رکے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہرے خوف اور پریشانی سے بگڑے ہوئے تھے اور وہ سب پلکیں جھپکائے بغیر اسی چٹان کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔ پھر کافی دیر کے بعد انہیں چٹان پر دوبارہ تاگوما آتا دکھائی دیا۔

"آ جاؤ۔ سب آ جاؤ۔ ہمیں اب دوسری طرف جانا ہے"۔ تاگوما نے چیختے ہوئے کہا تو سب وحشی اس چٹان کی طرف بڑھنے لگے۔ چٹان پر آ کر انہوں نے دوسری طرف ایک وسیع میدان دیکھا۔ میدان بھی سیاہ رنگ کا تھا۔ ہر طرف بڑی بڑی چٹانیں دکھائی دے رہی تھیں۔ کئی پہاڑی ٹیلے تھے جو سیاہ لاوے کی پرتوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ اس طرف زمین میں جگہ جگہ بڑی بڑی دراڑیں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔ ٹیلوں، پہاڑوں اور زمین کی دراڑوں سے دھواں نکل رہا تھا اور کئی جگہوں پر انہیں زمین سے شرارے بھی نکلتے دکھائی دے رہے تھے۔ دائیں طرف زمین کا کچھ حصہ مسطح تھا جہاں ایک گہرا گڑھا تھا۔ اس گڑھے کے پاس نگولا اور اس کے دوسرے ساتھی موجود تھے جنہوں نے گڑھے میں رسے ڈال رکھے تھے اور وہ گڑھے کے گرد کھڑے رسوں کو اوپر کھینچنے میں مصروف تھے۔ گڑھے میں سیاہ رنگ کا ایک بڑا سا صندوق نما تابوت تھا جو ان رسوں سے بندھا ہوا تھا اور وہ ان سب کے زور لگانے سے گڑھے سے کافی اوپر آ گیا تھا۔

"تیس افراد اور جاؤ اور ان کے ساتھ مل کر گڑھے سے تابوت نکالو"...... تاگوما نے تیز لہجے میں کہا تو تیس وحشی اپنے نیزے دوسرے ساتھیوں کو پکڑا کر اس گڑھے کی طرف بڑھتے چلے گئے جس سے سیاہ تابوت نکالا جا رہا تھا۔ پھر انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ رسے پکڑ لئے اور وہ تابوت کھینچنے لگے۔ تاگوما ان سب کو

مسطح حصے کی طرف لے آیا تھا۔ وہ سب گڑھے کے گرد پھیل گئے اور پھر انہوں نے مل کر پتھر کا سیاہ تابوت گڑھے سے باہر نکال لیا۔ تابوت بڑا اور بے حد وزنی تھا۔ تقریباً بیس وحشیوں نے رسوں کی مدد سے اسے اٹھا رکھا تھا مگر اس کے باوجود ان سب کے جسم جھک گئے تھے۔

"تابوت نیچے مت رکھنا۔ اسے لے کر میرے پیچھے آؤ۔ تم سب باری باری ان کی مدد کرو گے"...... تاگوما نے سخت لہجے میں کہا اور چٹانوں کے درمیان بنے ہوئے ایک راستے کی طرف چلنے لگا۔ یہ راستہ شاید پہلے لاوا ٹیوب تھی جو ٹوٹ گئی تھی اور اس نے ایک خشک نہر کی سی صورت اختیار کر رکھی تھی۔ وحشی تابوت لے کر اس کے پیچھے چلنے لگے۔

"گھبراؤ نہیں۔ یہ زمین سخت ہے۔ دور تک اس زمین کے نیچے کھوکھلا پن موجود نہیں ہے۔ تم سب پھیل کر چل سکتے ہو"...... تاگوما نے مڑ کر ان سب سے مخاطب ہو کر کہا۔ لاوا ٹیوب کی زمین واقعی ٹھوس تھی۔ دائیں بائیں بڑی بڑی چٹانیں ابھری ہوئی تھیں جن میں دراڑیں پڑی ہوئی تھیں۔ یہ راستہ ٹیڑھا میڑھا سا تھا۔ کہیں یہ راستہ بے حد کھلا تھا اور کہیں سے تنگ لیکن تاگوما نے چونکہ انہیں یقین دلا دیا تھا کہ یہ زمینی راستہ کھوکھلا نہیں ہے اس لئے سب اطمینان سے آگے بڑھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک عمودی راستے سے گزر کر اس لاوا ٹیوب سے باہر نکل آئے۔ سامنے وسیع میدان تھا

جہاں دراڑیں اور گڑھے ہی گڑھے دکھائی دے رہے تھے۔ ان دراڑوں اور گڑھوں کے دائیں بائیں بے شمار چھوٹے بڑے کشادہ راستے بنے ہوئے تھے۔ تاگوما انہیں ایک کھلے راستے کی طرف لے جا رہا تھا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک زور دار گونج کی آواز سنائی دی اور زمین بری طرح سے لرزنا شروع ہو گئی۔

''زلزلہ۔ اوہ۔ اوہ۔ زور دار زلزلہ آ رہا ہے۔ رک جاؤ''۔ تاگوما نے رک کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو وہ سب وہیں رک گئے۔ زلزلے کی شدت لحہ بہ لحہ بڑھتی جا رہی تھی جس سے فضا میں زبردست گونج پیدا ہو رہی تھی۔ وہ جس لاوا ٹیوب سے نکل کر آئے تھے وہاں چٹانیں گرنا شروع ہو گئی تھیں۔ زور دار دھماکوں سے ماحول گونج رہا تھا۔ وحشیوں کے رنگ زرد ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اگر انہیں لاوا ٹیوب سے نکلنے میں دیر ہو گئی ہوتی تو اب تک ان میں سے کئی وحشی گرتی ہوئی بڑی بڑی چٹانوں اور پتھروں سے کچلے جا چکے ہوتے۔

''تاگوما۔ کیا ہم تابوت نیچے رکھ دیں''...... نگولا نے چیختے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ رکھ دو''...... تاگوما نے چیخ کر کہا تو ان سب نے احتیاط کے ساتھ تابوت نیچے رکھ دیا۔ گونج اور گڑگڑاہٹوں کی آوازوں کی شدت میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ زمین اب اس

بری طرح سے لرز رہی تھی کہ وہ سب بری طرح سے لڑکھڑا رہے تھے اور انہیں خود کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ اسی لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور وہاں موجود ایک چٹان کسی خوفناک بم کی طرح پھٹ گئی۔ اس چٹان کے قریب دس وحشی موجود تھے۔ دھماکے کی وجہ سے ان سب کے چیتھڑے اڑ گئے تھے۔ اپنے ساتھیوں کا یہ حشر دیکھ کر دوسرے وحشیوں کی چیخیں نکل گئیں اور وہ بوکھلا کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔

''رک جاؤ۔ سب رک جاؤ۔ بھاگو مت۔ میں کہہ رہا ہوں رک جاؤ''...... انہیں بھاگتے دیکھ کر تاگوما نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا مگر اس کی آواز جیسے کوئی سن ہی نہیں رہا تھا۔ ایک اور دھماکہ ہوا اور چٹان پھٹی اور کئی وحشی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ کچھ وحشیوں نے دوڑ کر نشیب کی طرف جانے کی کوشش کی مگر پھر اچانک زور دار گڑگڑاہٹ ہوئی اور زمین کے اس حصے پر ایک سیاہ لکیر سی بنتی چلی گئی۔ سیاہ لکیر دیکھ کر وحشیوں نے پلٹ کر بھاگنا چاہا مگر گڑگڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی زمین دو حصوں میں کھل گئی اور جس طرف وحشی تھے وہ حصہ جھک گیا اور وحشی الٹ الٹ کر اس دراڑ میں گرتے چلے گئے۔ ان کی تیز اور دلخراش چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ تاگوما چیخ چیخ کر انہیں پکار رہا تھا مگر زمین کی گونج اس قدر زیادہ تھی کہ کسی کو ان پڑی آواز سنائی ہی نہیں دے رہی تھی۔ اردگرد موجود چٹانیں بموں کی طرح پھٹ رہی تھیں جس کے

ٹکڑوں سے ان وحشیوں کے بھی ٹکڑے اڑ رہے تھے اور ان میں سے کئی بری طرح سے زخمی ہو کر تڑپ رہے تھے۔ دھماکوں سے جہاں چٹانیں پھٹتی تھیں وہاں سے اچانک لاوا پھوٹ پڑتا تھا اور لاوے کے شرارے ہر طرف پھلجھڑیوں کی طرح اڑتے دکھائی دے رہے تھے۔ اپنے ارد گرد خوفناک دھماکوں کی آوازیں سن کر ان وحشیوں کی حالت اور زیادہ غیر ہوتی جا رہی تھی۔ چند وحشیوں نے دائیں طرف ایک مسطح چٹان جیسی جگہ کی طرف جا کر اپنی جانیں بچانے کی کوشش کی لیکن وہ جیسے ہی اس مسطح جگہ پر آئے خوفناک گڑگڑاہٹ ہوئی اور ان کے نیچے سے جیسے یکلخت زمین غائب ہو گئی اور وہ چٹان کے ساتھ نیچے موجود گہری کھائی میں گرتے چلے گئے۔

''پیچھے مت جاؤ۔ اس طرف موت ہے۔ سب آگے کی طرف بھاگو۔ ہمیں سامنے والی پہاڑی کی طرف جانا ہے۔ اس پہاڑی کی چٹانیں ٹھوس ہیں۔ ہم اس پہاڑی پر جا کر بچ سکتے ہیں۔ چلو۔ جلدی چلو۔ دوڑو۔ اس پہاڑی کی طرف دوڑو''...... تاگوما نے ایک بار پھر حلق پھاڑ کر اپنے بچے کھچے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی اس نے دوسری طرف ٹھوس چٹانوں والی پہاڑی کی طرف دوڑ لگا دی۔ اس کی آواز اس کے چند ساتھیوں نے سن لی تھی۔ وہ بھی تیزی سے اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ اسی لمحے تاگوما کو پیچھے تیز اور خوفناک گڑگڑاہٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اس نے پلٹ کر

دیکھا اور پھر اس کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔ جس راستے پر وہ دوڑ رہے تھے وہ راستہ ان کے پیچھے سے غائب ہوتا جا رہا تھا جیسے وہ کسی بڑی سرنگ کے اوپر ہوں اور سرنگ ٹوٹ پھوٹ کر زمین میں دھنستی جا رہی ہو۔

''بھاگو۔ اور تیز بھاگو ورنہ ہم یہیں دفن ہو جائیں گے''۔ تاگوما نے حلق کے بل چیخ کر کہا اور چھلانگیں لگاتا ہوا پہاڑی کی طرف دوڑنے لگا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی وہ کشادہ راستہ زمین میں دھنستا ہوا دیکھ لیا تھا۔ ان کے منہ سے چیخیں نکل رہی تھیں اور انہوں نے بھی اپنی رفتار تیز کر لی تھی مگر زمین دھنسنے کی رفتار ان کے بھاگنے کی رفتار سے کہیں زیادہ اور تیز تھی۔ پھر اچانک بھاگتے ہوئے وحشیوں کے پیروں کے نیچے سے زمین غائب ہوتی چلی گئی اور زمین کے ساتھ وحشی بھی غائب ہوتے چلے گئے۔

ٹھوس چٹانوں والی پہاڑی ابھی دور تھی۔ تاگوما برق رفتاری سے اس طرف دوڑتا چلا جا رہا تھا۔ اب اسے اپنے ساتھیوں کی بھی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ وہ ابھی تھوڑا ہی آگے گیا ہو گا کہ اچانک اس کے سامنے ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ تاگوما کے پیر یکلخت زمین سے اکھڑ گئے۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی دیو نے اچانک اسے اٹھا کر پوری قوت سے پیچھے پھینک دیا ہو۔ وہ بری طرح ہوا میں ہاتھ پاؤں مارتا ہوا پیچھے اڑتا ہوا آیا اور ایک طرف رکھے ہوئے پتھر کے بنے ہوئے سیاہ تابوت پر آ گرا۔ وہ

سر کے بل اس تابوت پر گرا تھا۔ تڑاخ کی زور دار آواز کے ساتھ اس کا سر کسی ناریل کی طرح ٹوٹ کر تابوت پر بکھر گیا اور اس کے سر سے نکلنے والا خون فوارے کی طرح اڑتا ہوا تابوت پر گرتا چلا گیا۔ تاگوما کے تمام احساسات ایک لمحے میں فنا ہو گئے تھے۔

جزیرے پر مسلسل خوفناک دھماکے ہو رہے تھے۔ تاگوما کے ساتھیوں کے اردگرد موت ناچتی پھر رہی تھی۔ وہ جس طرف بھاگتے بھیانک موت ایک لمحے میں انہیں دبوچ لیتی تھی اور انہیں وہاں سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ موت کے جزیرے پر ان سو وحشیوں کو کوئی جائے پناہ نہ مل سکی تھی اور اس جزیرے نے سو کے سو وحشیوں کو نگل لیا تھا۔ سب وحشیوں کے ہلاک ہونے کے بعد زمین کی تھرتھراہٹ میں کمی آنے لگی اور پھر زمین کی لرزش مکمل طور پر ختم ہو گئی۔ ٹوٹی ہوئی چٹانوں سے کہیں کہیں سے لاوا نکل رہا تھا جس سے وہاں جگہ جگہ آگ لگ گئی تھی۔ اب وہاں آگ، وحشیوں کے کٹے پھٹے اعضاء اور خون ہی خون دکھائی دے رہا تھا۔ خوفناک دھماکوں سے زخمی ہونے والے وحشیوں کے بھی ٹکڑے اڑ گئے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وحشیوں کے آنے سے وہاں سوئی ہوئی موت بیدار ہو گئی ہو۔ ان سب کو موت نے اپنی آغوش میں لے لیا ہو اور پرسکون ہو کر دوبارہ گہری نیند سو گئی ہو۔

تلوار بجلی کی طرح جولیا کی گردن پر گری اور جولیا کی گردن سے تین ملی میٹر پہلے ایک جھٹکے سے رک گئی جیسے کسی نے یکلخت جوزف کے ہاتھ جادو سے پتھر کے بنا دیئے ہوں۔ جولیا کی گردن پر موجود نیلے بچھو کا مڑا ہوا ڈنک کٹ گیا تھا اور اس کی کٹی ہوئی دم سے نیلے رنگ کا مواد نکل رہا تھا۔ پھر نیلا بچھو اچھل کر زمین پر گرا اور وہ اچانک جل کر راکھ ہوتا چلا گیا۔ جیسے وہ جلتے ہوئے کوئلوں پر جا گرا ہو۔ جوزف نے واقعی بڑے ماہرانہ انداز میں تلوار چلائی تھی۔ اس نے برق رفتاری اور نہایت مہارت کے ساتھ اس انداز میں جولیا کی گردن پر تلوار ماری تھی جو صرف جولیا کی گردن پر موجود بچھو کا ڈنک ہی کاٹ سکی تھی اور جولیا کی گردن صرف تین ملی میٹر پر کٹنے سے بچ گئی تھی۔ تلوار چلتے ہوئے جوزف نے زور دار چیخ ماری تھی جس سے ایک لمحے کے لئے ماحول تھرا اٹھا تھا۔

"ویل ڈن جوزف۔ ویل ڈن۔ واقعی تم پرنس ہو۔ گریٹ پرنس۔ ویل ڈن"...... عمران نے جوزف کی مہارت دیکھ کر انتہائی تحسین بھرے لہجے میں کہا اور عمران کے منہ سے اپنی تعریف سن کر جوزف کا سینہ کئی انچ پھول گیا۔

"باس۔ کیا نیلا بچھو جل کر راکھ ہو گیا ہے"...... جوزف نے پوچھا۔

"ہاں۔ جیسے ہی اس کا ڈنک کٹا تھا وہ جولیا کی گردن سے نیچے گر گیا تھا اور فوراً جل کر راکھ ہو گیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"گڈ۔ بچھو کے جل کر راکھ ہونے کا مطلب ہے کہ مس جولیا پر کیا گیا سرخان جادو اس میں سما گیا تھا جس سے وہ فوراً جل گیا تھا"...... جوزف نے کہا اور پھر وہ اٹھا اور الٹے قدموں چلتا ہوا دوبارہ وسطی دائرے میں آ کر کھڑا ہو گیا۔

"باس۔ اب تم جار سے ایک اور بچھو نکالو اور کسی دوسرے ساتھی کی بائیں ٹانگ پر رکھ دو۔ بالکل اسی انداز میں جس طرح میں نے جولیا کی ٹانگ پر نیلا بچھو رکھا تھا"...... جوزف نے کہا۔

"اب کس کی ٹانگ پر نیلا بچھو رکھنا ہے"...... عمران نے جار کا ڈھکن کھولتے ہوئے پوچھا۔

"کسی کی بھی ٹانگ پر رکھ دو۔ میں نے تو اب بس بچھو کی آواز سننی ہے"...... جوزف نے کہا۔

"او کے۔ میں صفدر کی ٹانگ پر بچھو رکھنے جا رہا ہوں"...... عمران

نے کہا۔

"جار میں احتیاط سے ہاتھ ڈالنا باس اور بچھو کو اس کی دم سے پکڑنا"...... جوزف نے کہا۔

"میں جانتا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے جار کھول کر اس میں ہاتھ ڈالا اور بجلی کی سی تیزی سے ایک نیلے بچھو کی دم پکڑ کر اسے باہر نکال لیا۔ پھر اس نے جار کا ڈھکن بند کیا اور اسے نیچے رکھ کر صفدر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بچھو کے منہ سے تیز آواز نکل رہی تھی اور وہ عمران کے ہاتھ میں بری طرح سے کلبلا رہا تھا۔ بچھو کی آواز سنتے ہی جوزف کے کان کھڑے ہو گئے اور اس نے مخصوص انداز میں تلوار کو ایک بار پھر حرکت دینا شروع کر دی۔ عمران دائرے کے باہر تھا۔ اس نے نیلا بچھو صفدر کی بائیں ٹانگ پر پیر کے قریب رکھ کر چھوڑ دیا۔ عمران نے جیسے ہی صفدر کی ٹانگ پر بچھو چھوڑا جوزف ایک ٹانگ موڑ کر اچھلا اور فضا میں چکر لگاتا ہوا وسطی دائرے سے باہر آ گیا اور پھر اس نے ہوا میں تلوار لہراتے ہوئے اسی طرح دائرے کے اندر گھومنا شروع کر دیا جس طرح وہ پہلے گھوم رہا تھا۔ وہ وسطی دائرے کے گرد مخصوص انداز میں رقص کرتا ہوا آہستہ آہستہ ممبران کے نزدیک ہوتا جا رہا تھا۔

نیلا بچھو صفدر کی ٹانگ پر چلنا شروع ہو گیا تھا۔ اس کی رفتار پہلے بچھو کی طرح بے حد سست تھی۔ صفدر کی گردن تک آتے آتے اسے کافی وقت لگ گیا۔ جب تک بچھو صفدر کی گردن پر نہ آیا

جوزف اسی طرح مخصوص انداز میں اچھل کود اور رقص کرتا رہا اور پھر جیسے ہی نیلا بچھو عین صفدر کی گردن پر آیا جوزف نے اونچی چھلانگ لگائی اور ہوا میں اڑتا ہوا صفدر کے قریب آ گیا۔ اس کے پیر زمین پر لگے تو اس نے اپنا ایک گھٹنا موڑ کر زمین پر رکھا اور پھر اس نے زور دار چیخ ماری اور اس نے دونوں ہاتھوں میں پکڑی ہوئی تلوار برق رفتاری سے صفدر کی گردن پر مار دی۔ اس بار بھی نیلے بچھو کی مڑی ہوئی دم کا ڈنک ہی کٹا تھا۔ بچھو کی کٹی ہوئی دم سے نیلا سا مواد نکل کر صفدر کی گردن پر گرا اور نیلا بچھو اچھل کر زمین پر گرا اور پھر وہ فوراً ہی پہلے بچھو کی طرح جل کر راکھ ہوتا چلا گیا۔ اس بار بھی جوزف کی تلوار صفدر کی گردن سے صرف چند ملی میٹر کے قریب فوراً رک گئی تھی۔

آنکھوں پر سیاہ پٹی ہونے کے باوجود وہ جس مہارت اور مشاقی سے تلوار چلاتا ہوا عین گردن کے پاس لا کر تلوار کو روکتا تھا یہ واقعی اس کی زبردست پریکٹس کا منہ بولتا ثبوت تھا جو وہ افریقہ کے جنگلوں میں کرتا رہا تھا۔ صفدر کو جوزف کی تلوار سے بچتے دیکھ کر عمران بے حد پرسکون ہو گیا تھا۔ اس کے دل میں جو خدشہ تھا کہ پریکٹس نہ ہونے کی وجہ سے جوزف ہامی کاری میں غلطی کر سکتا ہے اس کا یہ خدشہ بے بنیاد ثابت ہوا تھا۔ جوزف نے عمران سے پوچھا کہ کیا یہ بچھو بھی جل کر راکھ ہو گیا ہے تو عمران نے ہاں کہہ دیا۔ جوزف، صفدر کے پاس سے اٹھا اور الٹے قدموں چلتا ہوا واپس

وسطی دائرے میں آ گیا۔ پھر اس کے کہنے پر عمران نے جار سے ایک اور نیلا بچھو نکالا اور اسے تنویر کی بائیں ٹانگ پر رکھ دیا۔ جوزف پھر حرکت میں آ گیا۔ عمران ایک ایک کر کے نیلے بچھو باقی ممبران کی ٹانگوں پر رکھتا جا رہا تھا اور جوزف اپنی باکمال مہارت اور انتہائی پھرتی کا ثبوت دیتے ہوئے بچھوؤں کے ڈنک کاٹتا جا رہا تھا۔ جوزف نے آخر میں کراسٹی کی گردن پر آنے والے نیلے بچھو کا ڈنک کاٹا تھا۔ جب بچھو زمین پر گر کر اسی طرح جل کر راکھ ہو گیا تو جوزف فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے تلوار ایک طرف رکھ کر اپنی آنکھوں پر بندھی ہوئی سیاہ پٹی کھول دی۔ آنکھوں سے پٹی ہٹاتے ہی اسے عمران اپنی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔

”ویل ڈن جوزف۔ ویل ڈن۔ آج تمہارا یہ نیا روپ اور تمہاری مہارت دیکھ کر میں واقعی تمہارا گرویدہ ہو گیا ہوں۔ تم واقعی باکمال انسان ہو۔ تم کس قدر حیرت انگیز خوبیوں کے مالک ہو یہ تو میں جانتا ہوں مگر آج تم نے جو کچھ کیا ہے اسے دیکھ کر تو میں واقعی ششدر رہ گیا ہوں۔ تمہاری جگہ اگر میں یہ کوشش کرتا تو یقیناً کہیں نہ کہیں میں خطا کھا جاتا اور ان میں سے ایک آدھ تو یقیناً پار لگ گیا ہوتا مگر تمہاری پھرتی اور تمہاری ٹائمنگ ہر لحاظ سے پرفیکٹ تھی۔ اس قدر اچھل کود کے باوجود تم ڈائریکٹ اسی ممبر پر آ کر تلوار چلاتے تھے جس کی گردن پر نیلا بچھو ہوتا تھا۔ پھر تمہارا تیزی سے تلوار کا وار کرنا اور تلوار کو عین گردن کے قریب لا کر روکنا میرے

لئے واقعی حیرت انگیز تھا۔ انتہائی حیرت انگیز‘‘...... عمران نے آگے بڑھ جوزف کو محبت سے گلے لگاتے ہوئے کہا۔ وہ جوزف کی مہارت سے واقعی بے حد مرعوب ہو رہا تھا۔

’’تھینک یو باس۔ آپ کی اس تعریف سے میری محنت کا پھل مجھے مل گیا ہے۔ آپ کا شکریہ‘‘...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ویسے یہ سب تم نے کر کیسے لیا‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’میں نے یہ دائرہ ماپ کر بنایا تھا باس۔ ان سب کو میں نے کہاں کہاں اور کیسے لٹایا ہے مجھے اس کا بھی پتہ تھا اور اس دائرے کے اندر جو میں نے وسطی دائرہ بنایا تھا، میں اس دائرے اور ممبران کے فاصلے کا تعین کرتا تھا۔ تمام ممبر میرے کتنے قدموں کے فاصلے پر ہیں میں نے یہ خصوصی طور پر ذہن میں رکھا تھا اور پھر میرے کان بچھو کی آواز پر لگے رہتے تھے اس لئے مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی‘‘...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’لیکن تمہارا ممبروں کی عین گردن پر تلوار چلانا اور تلوار کا فوراً رک جانا۔ گردن پر موجود بچھو کا صرف ڈنک کا کٹنا اور گردن محفوظ رہنا اس کے لئے تم نے کیا تکنیک استعمال کی تھی۔ ان سب کی گردنیں چھوٹی بڑی ہیں لیکن تمہاری تلوار ان کے نرخروں سے محض دو یا تین ملی میٹر پر آتے ہی رک جاتی تھی اور پھر تمہیں اس بات کا کیسے پتہ چلتا تھا کہ نیلا بچھو ان کی عین گردنوں پر پہنچ چکا ہے‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’اس کے لئے مجھے بچھو کی آواز پر ہی دھیان دینا پڑتا تھا باس۔ لباس پر چلتے ہوئے بچھو کی آواز اور ہوتی تھی اور گردن پر آتے ہی اس کی آواز بدل جاتی تھی۔ جیسے ہی اس کی آواز بدلتی تھی میں اس کی آواز پر تلوار چلاتا تھا اور باس آواز نیلے بچھو کے منہ سے نہیں بلکہ اس کی دم کے سرے سے نکلتی ہے اس لئے میں ڈائریکٹ ا[illegible] [illegible]ر چلاتا تھا‘‘...... جوزف نے کہا۔

’’بہرحال [illegible] اور [illegible] کرنا ہے۔ یہ سب تو ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ان سب پر سے سرخان جادو کا اثر ختم ہو گیا ہے باس۔ سرخان جادو جیسے ہی نیلے بچھوؤں کے جسموں پر اثر انداز ہوا نیلے بچھو جل کر راکھ بن گئے اور سرخان جادو فضا میں تحلیل ہو گیا۔ اب کچھ ہی دیر میں انہیں خود ہی ہوش آ جائے گا‘‘...... جوزف نے کہا۔

’’کیا انہیں وہ سب یاد ہو گا جو اب تک انہوں نے کیا ہے‘‘۔ عمران نے پوچھا۔

’’نو باس۔ ان کے ذہن جادو سے منجمد تھے۔ انہیں کچھ بھی یاد نہیں ہو گا۔ ان کی یادداشت وہیں تک ہو گی جہاں یہ سب موجود تھے‘‘...... جوزف نے کہا۔

’’تم نے انہیں ٹھیک تو کر دیا ہے لیکن ہاکاما دوبارہ یہاں آ گیا اور اس نے پھر انہیں اپنے سحر میں جکڑنے کی کوشش کی تو پھر‘‘۔

عمران نے کہا۔

”نو باس۔ پہلی بات تو یہ کہ میری موجودگی میں ہاکاما یہاں نہ
آئے گا لیکن اگر وہ آ گیا تو وہ ان میں سے اب کسی پر جادو نہیں
کر سکے گا۔ وہ جادوگر نہیں ہے بلکہ ایک شیطانی ذریت ہے
شیطانی ذریت کو اپنی حفاظت کے علاوہ انسانوں پر ایک سے زیا
بار جادو چلانے کی اجازت نہیں ہوتی اور خاص طور پر جن پر سرخا
جیسا جادو کیا جائے ان پر اگلے چالیس روز تک کوئی جادو نہیں کیا
سکتا یہاں تک کہ خود شیطان بھی ان کے سامنے آ جائے“۔ جوز
نے کہا۔

”گڈ۔ تو اب یہ سب پوری طرح محفوظ ہیں“...... عمران
سکون کا گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یہ صرف جادو سے محفوظ ہیں باس۔ ہاکاما اور اس جیسی شیط
ذریتیں دوسرے روپ میں آ کر انہیں اب بھی نقصان پہنچا
ہیں۔ کسی خطرناک پرندے کے روپ میں یا پھر کسی خونخوار درند
کے روپ میں بھی“...... جوزف نے کہا۔

”تو تمہارا کیا خیال ہے۔ ہاکاما انہیں نقصان پہنچانے کی کوش
کرے گا“...... عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس کا بہت بڑا اور طاقتور جادو ختم کیا ہے با
اس جادو کی وجہ سے یہ سب اس کے کنٹرول میں تھے۔ اس کا غ
تو بہرحال اسے ہو گا“...... جوزف نے کہا۔

”تو پھر ان سب کو اب ہاکاما سے کیسے بچایا جائے“...... عمران
نے پوچھا۔

”جب یہ ہوش میں آئیں گے تو انہیں غسل کر کے مقدس کلام
پڑھنا ہو گا اور پھر یہ جب تک باوضو رہیں گے اس وقت تک ہاکاما
بھی ان کے نزدیک نہیں آئے گا“...... جوزف نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”یہ ٹھیک ہے۔ میں ان سب کو حروف مقطعات کی تختیاں دے
دوں گا۔ ان تختیوں کی موجودگی میں بھی کوئی شیطانی ذریت ان کے
قریب نہیں آئے گی“...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں
سر ہلا دیا اور پھر اسی لمحے جولیا کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا
ہوئے اور اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں
کھول کر وہ چند لمحے اسی طرح سے پڑی رہی اور پھر جیسے ہی اس کا
شعور جاگا وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اپنے ساتھیوں کو وہاں پڑے
دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک پڑی اور پھر اس کی نظریں عمران
اور جوزف پر پڑیں تو وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

”یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ انہیں کیا ہوا ہے۔ یہ سب تو میرے
ساتھ میرے فلیٹ میں تھے۔ پھر یہاں۔ ہم یہاں کیسے آ گئے“۔
جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم سب نیند میں چلتے ہوئے یہاں آئے تھے۔ یہاں پرسکون
جگہ دیکھی تو آرام کرنے کے لئے یہاں آ کر سو گئے“...... عمران

"نیند میں چلتے ہوئے آئے تھے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ایسا کیسے ہوسکتا ہے"...... جولیا نے کہا اور ا... سے صفدر کے جسم میں بھی حرکت پیدا ہوئی اور اس نے بھی کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے بعد باری باری ان سب کو ہوش آتا چلا گیا۔ خود کو رانا ہاؤس میں دیکھ کر ان سب کی حالت بھی جولیا سے مختلف نہیں ہو رہی تھی۔

"ہم سب مس جولیا کے فلیٹ میں دعوت کے لئے گئے تھے۔ پھر اچانک ڈور کی بیل بجی تو میں نے جا کر دروازہ کھولا۔ باہر ایک سوئس نژاد لڑکی موجود تھی۔ اس نے کہا کہ اس کا نام کلاڈیا براؤن ہے اور وہ مس جولیا سے ملنا چاہتی ہے۔ میں نے مڑ کر مس جولیا کو آواز دی تو مس جولیا وہاں آ گئیں لیکن جب مس جولیا دروازے پر آئیں تو وہ لڑکی دروازے پر نہیں تھی۔ وہ اچانک ایسے غائب ہو گئی تھی جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ میں اور مس جولیا باہر دیکھ ہی رہے تھے کہ کراسٹی باہر آ گئی۔ پھر ہم حیران و پریشان واپس اندر آ گئے۔ مس جولیا، مس کراسٹی کے ساتھ کچن میں چلی گئی تھیں۔ میں سٹنگ روم میں ان سب کو اس لڑکی کے پراسرار طور پر دروازے سے غائب ہونے کا بتا رہا تھا کہ اچانک ہم نے کچن سے مس جولیا اور مس کراسٹی کی آوازیں سنیں۔ ہم بوکھلا کر کچن میں گئے تو مس جولیا اور مس کراسٹی ساکت کھڑی ہوئی تھیں۔ ان کے

پاس وہی لڑکی کھڑی تھی جو مجھے باہر دروازے پر ملی تھی۔ وہ ہماری طرف مڑی تو میں نے اس کی آنکھوں کو دیکھا جو سرخ تھیں۔ اس کی سرخ آنکھیں دیکھتے ہی مجھے اپنے دماغ میں اندھیرا سا بھرتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کے بعد کیا ہوا تھا مجھے تو کچھ یاد نہیں ہے۔ میں اور یہ سب یہاں کیسے آ گئے۔ ہم میں سے شاید کوئی بھی نہیں جانتا لیکن یہاں آپ بھی ہیں، عمران صاحب اور جوزف بھی۔ ہم سفید دائرے جیسے حصار کے اندر ہیں۔ یہاں شیشے کا جار بھی ہے۔ سیاہ پٹی بھی اور سمورائے تلوار بھی ہے۔ یہ سب دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے یہاں بہت کچھ ہوا ہے"...... صفدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"آپ سب ایک شیطانی ذریت کے زیر اثر آ گئے تھے"۔ عمران کے اشارے پر جوزف نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"شیطانی ذریت"...... ان سب نے چونکتے ہوئے ایک ساتھ کہا۔

"ہاں۔ اور اس شیطانی ذریت کا نام ہاکاما ہے"...... جوزف نے کہا اور پھر وہ انہیں تفصیل بتانے لگا۔ ہاکاما کے زیر اثر آ کر وہ عمران اور جوزف کے دشمن بن گئے تھے۔ یہ سن ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں اور جب جوزف نے انہیں یہ بتایا کہ اس نے کس طرح ان سب پر سے سرخان جادو کا اثر ختم کیا ہے تو انہیں اپنے کانوں پر یقین ہی نہ آیا کہ جوزف نے اس مہارت سے ان کی گردنوں پر آنے والے نیلے زہریلے بچھوؤں کے ڈنک کاٹے تھے اور ان کی گردنیں کٹنے سے محض چند ملی میٹر سے محفوظ رہی

تھیں۔

''حیرت ہے۔ اتنا سب کچھ ہو گیا اور ہمیں کچھ پتہ ہی نہیں''۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم پر بچھو چھوڑتے ہوئے تو میں نے دل ہی دل میں دعائیں مانگی تھیں کہ اے کاش جوزف کا ہاتھ بہک جائے لیکن اس کی مہارت کا میں کیا کہوں۔ تمہیں زندہ دیکھ کر میرے دل کی حسرت میرے دل میں ہی رہ گئی''...... عمران نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا تو تنویر اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

''تمہاری یہ حسرت کبھی پوری نہیں ہو گی۔ میں تم سے پہلے نہیں مروں گا۔ سمجھے تم''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا تو سب ساتھی مسکرا دیئے۔

''باس پلیز۔ یہ سب باتیں بعد میں کر لینا۔ پہلے وہ سب کرو جیسا میں نے بتایا ہے''...... اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا جوزف نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ تم سب باری باری جاؤ اور غسل کر لو تاکہ تم پر سے ہاکاما جیسی شیطانی طاقت کے سائے کی غلاظت بھی ختم ہو جائے''...... عمران نے ان سب سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہمیں پہلے ہی یہ سن کر گھن آ رہی ہے کہ ایک شیطانی ذریت ہم پر اتنی دیر حاوی رہی ہے''...... جولیا نے کراہت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں سٹنگ روم میں ہوں۔ تم سب غسل کر کے وہاں آ جانا۔ پھر میں تم سے بات کروں گا''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور عمران سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ جوزف جار، سمورائے تلوار اور سیاہ پٹی اٹھا کر دوسری طرف چلا گیا۔ ایک گھنٹے کے بعد وہ سب عمران کے سامنے سٹنگ روم میں تھے۔ عمران بے حد سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا اور گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

''بہت سنجیدہ ہو''...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ اس معاملے نے مجھے بہت الجھا رکھا ہے۔ ایک طرف ساکا کارا جیسا شیطانی عفریت ہے جو سیاما نامی آتش فشاں جزیرے پر ایک تابوت میں بند ہے۔ دوسری طرف افریقہ کے گھنے اور خوفناک جنگلوں میں سردار اوکاشا جیسا شیطان موجود ہے جو بے شمار شیطانی ذریات کا آقا ہے اور پھر ہاکاما جس نے تم سب کو ایک ساتھ اپنے بس میں کر لیا تھا۔ اس شیطانی ذریت نے تو مجھے بھی ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ عین وقت پر اگر جوزف گملوگاما گی کا خنجر لے کر فلیٹ میں نہ آتا تو وہ خبیث نجانے میرا کیا حال کرتا''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا تم ان شیطانوں کے خلاف کام کرنا چاہتے ہو''...... جولیا نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ساکا کارا انسانیت کا دشمن ہے اور سردار اوکاشا اس کے

ذریعے ساری دنیا پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھ رہا ہے۔ دنیاوی طور
پر دیکھا جائے تو یہ ہماری فیلڈ کا کیس نہیں ہے لیکن جہاں مذہب
اور انسانیت کی بقاء کا مسئلہ آ جائے تو ہمیں بنیادی نقطہ نظر کو بھلا
دینا چاہئے۔ اگر ہم اسلام دشمن یہودیوں کے خلاف کہیں بھی جا کر
کام کر سکتے ہیں تو پھر ایسے شیطانوں کے خلاف کیوں نہیں جو ان
یہودیوں اور دوسرے مذاہب کے انسانوں کے دلوں میں ہمارے
لئے نفرتیں پیدا کرتے ہیں۔ انہیں بھکاتے ہیں اور ان کے ذریعے
بے گناہ اور معصوم مسلمانوں کا خون بہاتے ہیں''...... عمران نے
نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہیں منع تو نہیں کیا کہ تم شیطانوں کے خلاف کام
نہ کرو۔ میں تو صرف تم سے پوچھ رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''ان تین شیطانوں کا خاتمہ بے حد ضروری ہے۔ ان سے عام
مسلمانوں کو ہی نہیں پوری دنیا کے مسلمانوں کو خطرہ ہے۔ اگر ساکا
کارا جیسا عفریت جاگ گیا اور اسے جوزف کی آنکھیں مل گئیں تو
وہ ساری دنیا میں طوفان برپا کر دے گا اور وہ صرف اور صرف
مسلمانوں کی تباہی کا موجب بنے گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ہم اتنے بھیانک عفریت کو کیسے ہلاک کریں گے اور
سردار اوکاشا، آپ نے بتایا ہے کہ وہ بہت بڑا ساحر ہے اور اس
کے پاس ہاکاما جیسی شیطانی ذریات کی بھی کوئی کمی نہیں ہے''۔
صفدر نے کہا۔

''حق اور باطل کی جنگ میں جیت ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔
شیطان کی شیطانیت ختم کرنے کے لئے قدرت بھی یقیناً ہمارا ساتھ
دے گی اور پھر ہمارے ساتھ جوزف بھی تو ہے جو ان شیطانوں اور
ان کی ذریات کی تمام چالوں، ان کے ارادوں اور ان کے رازوں
سے بخوبی واقف ہے۔ وہ ہمارے ساتھ ہو گا تو اس بار بھی ہم
کامیاب ہوں گے۔ انشاء اللہ''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ اگر آپ ہمیں اپنے ساتھ ڈیول
مشن پر لے جانا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اس
کے لئے چیف سے آپ کو ہی اجازت لینا ہو گی''...... صدیقی نے
کہا تو ڈیول مشن کا سن کر سب مسکرا دیئے۔

''ڈیول مشن۔ ہاں واقعی یہ ہمارا ڈیول مشن ہی ہو گا''۔ عمران
نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''کب جانا ہو گا ہمیں۔ سیاما جزیرہ تو بہت دور ہے۔ ہم وہاں
جائیں گے کیسے اور پھر اس جزیرے پر آتش فشاں پہاڑ ہیں اور
لاوا ہی لاوا ہے۔ وہاں کبھی بھی کوئی بھی آتش فشاں اچانک پھٹ
سکتا ہے اور اس آتش فشاں علاقوں میں آکسیجن کم اور زہریلی
گیسیں زیادہ ہوتی ہیں۔ وہاں ہمیں قدم قدم پر خطرات کا سامنا
کرنا پڑ سکتا ہے۔ وہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں
ابھی یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ساکا کارا کو کیسے ختم کیا جا سکتا ہے۔
اس کے بعد ہمیں افریقہ کے گھنے جنگلوں میں جا کر سردار اوکاشا اور

اس کے شیطان قبیلے کو بھی تباہ کرنا ہے۔ کیسے ہو گا یہ سب''۔ جولیا نے کہا۔

''سب ہو جائے گا۔ تم سب پہلے یہاں رک کر جو مقدس آیات تمہیں یاد ہیں وہ سب پڑھ کر خود پر دم کر لو۔ میں تمہیں حروف مقطعات کی تختیاں دیتا ہوں۔ انہیں ہر وقت اپنے پاس رکھنا تاکہ ہاکاما تمہارے قریب نہ آ سکے۔ چیف سے میں خود بات کر لوں گا۔ سیاما جزیرے اور افریقی جنگلوں میں کیسے جانا ہے اور ہمیں وہاں کیا کرنا ہے یہ میں بعد میں بتاؤں گا۔ اس سلسلے میں ہدایات دینے کے لئے مجھے شاہ صاحب نے بلایا ہے۔ پہلے میں ان کے پاس جاؤں گا اور پھر میں سب کے لئے یہاں سے جانے کے انتظامات کروں گا''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اوہ۔ اس میں تو بہت وقت لگ جائے گا۔ کیا ہم اس وقت تک یہیں رک کر تمہارا انتظار کریں''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''رکنا چاہو تو رک جانا۔ جانا چاہو تو چلے جانا۔ ویسے میرا تو یہی مشورہ ہے کہ تم سب جوزف کے ساتھ یہیں رکے رہو۔ جوزف کی موجودگی میں ہاکاما کسی طور پر بھی یہاں آنے کی جرأت نہیں کرے گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم یہاں رک جاتے ہیں۔ آپ کب تک واپس آ جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''دو چار صدیاں تو لگ ہی جائیں گی لیکن فکر مت کرنا میں اور

کسی کے لئے واپس آؤں یا نہ آؤں جولیا کے لئے ضرور آؤں گا''...... عمران نے کہا تو سب مسکرا دیئے جبکہ اس کی بات سن کر تنویر کا منہ بن گیا تھا۔

''اور اگر نہ آئے تو''...... جولیا نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو تم میرے پاس چلی آنا۔ اب یہ نہ پوچھنا کہ کہاں۔ تنویر میرے فلیٹ کا پتہ بخوبی جانتا ہے۔ کیوں تنویر''...... عمران نے کہا تو سب ساتھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ تنویر نے غصے سے منہ بنا لیا۔

''اس سے پہلے کہ تنویر اپنی آنکھوں کی خونی شعاعیں مجھ پر پھینکنا شروع کر دے مجھے یہاں سے بھاگ جانا چاہئے''...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے اور عمران جلدی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ ابھی عمران کمرے سے نکل کر صحن میں آیا ہی تھا کہ اچانک اسے ایک تیز آواز سنائی دی۔ اس نے چونک کر دیکھا تو گیٹ کے باہر سے کوئی چیز اڑتی ہوئی ٹھیک اس کے سامنے آ گری۔ اسی لمحے دھماکہ ہوا اور ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں عمران کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا اور پھر وہ لہرا کر وہیں گرتا چلا گیا۔

گولفرے گراہم ایک منجھا ہوا بدمعاش اور انتہائی خطرناک انسان تھا۔ اس کا تعلق جرائم کی دنیا سے تھا اور وہ انتہائی بے رحم اور سفاک قاتلوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ اپنے دشمنوں اور خاص طور پر ان لوگوں کو نہایت بے رحمی اور سفاکی سے قتل کرتا تھا جنہیں ہلاک کرنے کا اس نے ٹاسک لیا ہوتا تھا۔

گولفرے گراہم نے باقاعدہ ایک گروہ بنا رکھا تھا جس میں اس نے سفاک اور بے رحم قاتلوں کو رکھا ہوا تھا۔ اس کا زیادہ تر کام اس کے ساتھی ہی کرتے تھے لیکن جہاں اس کے ساتھی اپنے ٹارگٹ تک آسانی سے نہیں پہنچ سکتے تھے وہاں گولفرے گراہم خود پہنچ جاتا تھا۔

گولفرے گراہم اور اس کے ساتھی اپنا ہر کام نہایت مہارت اور ذہانت سے کرتے تھے۔ وہ اپنے پیچھے ایسا کوئی نشان نہیں چھوڑتے

تھے جو بعد میں ان کے لئے کسی پریشانی کا سبب بن سکتا ہو۔ ویسے بھی گولفرے گراہم اور اس کے ساتھی میک اپ کر کے روپ بدلنے میں بے حد ماہر تھے۔ وہ کبھی بھی ایک حلیئے میں نہیں رہتے تھے۔ اس کے علاوہ اس گروپ کی سب سے اہم بات یہ تھی کہ گروپ کا کوئی بھی آدمی ایک دوسرے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ ان کے بارے میں صرف گولفرے گراہم کو ہی معلوم تھا۔ وہ ان سے خود رابطہ کرتا تھا۔ جہاں اسے ایک سے زائد افراد کی ضرورت ہوتی تھی تو وہ سب میک اپ کر کے ایک دوسرے کے سامنے ضرور آتے تھے لیکن ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے سے کوئی سوال نہیں کرتا تھا اور نہ ہی ایک دوسرے کے بارے میں کچھ جاننے کی کوشش کرتا تھا۔ اسی طرح گروپ کے افراد کو بھی گولفرے گراہم کے بارے میں کسی بات کا علم نہیں تھا۔ گروپ کے آدمیوں میں وہ کے ایم یعنی کلب ماسٹر کے نام سے جانا جاتا تھا۔

گولفرے گراہم نائٹ مون کلب کا مالک بھی تھا اور مینجر بھی۔ وہ بظاہر ایک اصول پسند اور انتہائی نفیس آدمی تھا۔ وہ جاذب شخصیت کا مالک تھا۔ خوش اخلاق اور خوش گفتار ہونے کے ساتھ ساتھ وہ سب سے نہایت رحم دلی اور بردباری سے پیش آتا تھا۔ اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کے خوبصورت اور نرم خو نقاب کے پیچھے کس قدر سفاک اور بے رحم قاتل کا چہرہ چھپا ہوا ہے۔ کلب میں وہ گولفرے گراہم کے نام سے ہی جانا جاتا تھا۔

گولفرے گراہم اس وقت کلب میں اپنے خوبصورت اور قیمتی سامان سے آراستہ آفس میں مہاگنی کی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے اور میز پر ٹانگیں رکھے سیل فون پر بڑے خوشگوار موڈ میں اپنی فرینڈ سے باتیں کر رہا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''ایک منٹ ہنی۔ میں ابھی تم سے بات کرتا ہوں''...... گولفرے گراہم نے سیل فون پر اپنی فرینڈ سے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گولفرے گراہم نے ٹانگیں سیدھی کیں اور ہاتھ بڑھا کر سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''لیں''...... گولفرے گراہم نے بڑے خوش اخلاق لہجے میں کہا۔

''سر۔ کاؤنٹر سے اسفند بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''ہاں بولو۔ کوئی خاص کام ہے''...... گولفرے گراہم نے کہا۔

''یس سر۔ یہاں ایک صاحب موجود ہیں جو اپنا نام کارپ بتا رہے ہیں۔ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے کاؤنٹر مین نے کہا۔

''کارپ۔ کون کارپ۔ کہاں سے آیا ہے''...... گولفرے گراہم نے چونک کر کہا۔

''انہوں نے بتایا ہے کہ وہ ایکریمیا کی ریاست مشی گن سے آئے ہیں اور ان کا تعلق ریڈ کارٹ سے ہے''...... دوسری طرف سے کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

''ریڈ کارٹ۔ اوہ۔ میری بات کراؤ اس سے''...... گولفرے گراہم نے چونک کر کہا۔ مشی گن میں ایک مجرم تنظیم تھی جو ریڈ کارٹ کے نام سے مشہور تھی۔ اس تنظیم کا بھی کام تقریباً اس جیسا تھا اور وہ بھی پیشہ ور قاتلوں کا ہی ایک گروپ تھا اور گولفرے گراہم کسی زمانے میں اس گروپ کا حصہ ہوا کرتا تھا اور اس نے اپنی مرضی سے اس گروپ کو چھوڑا تھا اور مستقل طور پر پاکیشیا میں آ کر سیٹل ہو گیا تھا۔ اس نے آج تک کسی کو اس گروپ اور ایکریمیا چھوڑنے کی وجہ نہیں بتائی تھی۔ ریڈ کارٹ اس کے جانے کے بعد تقریباً ختم ہو گئی تھی۔ اس گروپ کے کئی آدمیوں نے دوسرے گروپس میں شمولیت اختیار کر لی تھی لیکن اس گروپ کا سربراہ جیمسن ادھر ادھر سے جرائم پیشہ افراد اکٹھے کر کے اپنے کام پورے کرتا رہتا تھا۔ جیمسن نے اس سے کئی بار رابطہ کیا تھا اور اسے دوبارہ ایکریمیا واپس آنے اور تنظیم جوائن کرنے کے لئے کہا لیکن گولفرے گراہم نے نہایت معذرت کے ساتھ انکار کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ریڈ کارٹ کا نام سن کر چونک پڑا تھا۔

''ہیلو۔ میں کارپ بول رہا ہوں۔ کارپ جیمسن''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی تو گولفرے گراہم بے اختیار اچھل

پڑا۔ اس نے جیمسن کی آواز پہچان لی تھی۔

"اوہ۔ یہ تو جیمسن کی آواز ہے۔ یہ یہاں پاکیشیا میں کیا کر رہا ہے"...... گولفرے گراہم کے ذہن میں فوراً سوال ابھرا۔

"جیمسن۔ یہ تم ہو۔ تم یہاں"...... گولفرے گراہم نے کہا۔

"ہاں۔ میں ہی ہوں۔ میں فوری طور پر تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ کہاں ہو تم"...... دوسری طرف سے کارپ جیمسن نے کہا۔

"میں اپنے آفس میں ہی ہوں۔ تم کاؤنٹر مین کو فون دو۔ وہ ابھی تمہیں میرے آفس میں پہنچا دے گا"...... گولفرے گراہم نے کہا۔

"یس سر۔ حکم"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اسفند۔ کارپ میرا دوست ہے۔ اسے فوراً میرے آفس میں لے آؤ۔ اسے نہایت عزت سے میرے پاس لانا"...... گولفرے گراہم نے کہا۔

"یس سر۔ او کے سر۔ میں انہیں خود آپ کے پاس لے کر آتا ہوں"...... دوسری طرف سے کاؤنٹر مین نے کہا اور گولفرے گراہم نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب بھی حیرت تھی۔ ریڈ کارٹ کا سربراہ پاکیشیا میں تھا۔ اس نے اسے یہاں آنے کی اطلاع بھی نہیں دی تھی ورنہ وہ اسے لینے خود ایئر پورٹ پہنچ جاتا۔ وہ جیمسن کو اپنے استاد کا درجہ دیتا تھا اس لئے اس کے دل میں

جیمسن کے لئے بے حد عزت تھی۔

تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر آ گیا۔ اس نے گرے رنگ کا ٹو پیس سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کا سر گنجا اور اس کی آنکھوں پر سیاہ رنگ کا چشمہ تھا۔ اسے دیکھتے ہی گولفرے گراہم اٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے میز کے پیچھے سے نکل کر اس کی طرف آ گیا۔

"کارپ۔ کارپ جیمسن۔ میرے دوست۔ میرے بھائی۔ ویلکم۔ ویلکم"...... گولفرے گراہم نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس نے بے اختیار ہاتھ پھیلا دیئے جبکہ ادھیڑ عمر مسکراتا ہوا اس کے گلے لگ گیا۔

"کیسے ہو گولفرے"...... کارپ جیمسن نے اس سے الگ ہو کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"بس ٹھیک ہوں۔ بالکل ٹھیک۔ تم کیسے ہو۔ آج دس برس بعد تمہیں اپنے سامنے دیکھ کر مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے"۔ گولفرے گراہم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے بھی"...... کارپ جیمسن نے کہا۔

"آؤ بیٹھو۔ اس طرف میری کرسی پر آ کر بیٹھ جاؤ"۔ گولفرے گراہم نے اسی انداز میں کہا۔ وہ کارپ جیمسن کے سامنے یوں بچھا جا رہا تھا جیسے وہ اب بھی اس کا باس ہو۔

"اوہ نہیں۔ وہ تمہاری کرسی ہے۔ تم بیٹھو۔ میں یہاں تمہارے

سامنے بیٹھ جاتا ہوں“...... کارپ جیمسن نے کہا اور سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ گولفرے گراہم نے اثبات میں سر ہلایا اور دوسری طرف جا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کب آئے ہو یہاں۔ آنے سے پہلے اطلاع کر دیتے تو میں تمہارے استقبال کے لئے خود ایئر پورٹ پر آ جاتا“...... گولفرے گراہم نے کہا تو کارپ جیمسن بے اختیار ہنس پڑا۔

”پیاسا کنویں کے پاس جاتا ہے۔ کنواں کسی پیاسے کے پاس نہیں جاتا“...... کارپ جیمسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی مسکراہٹ بے حد پراسرار اور زہریلی سی تھی۔

”مطلب“...... گولفرے گراہم نے حیران ہو کر کہا۔

”میں تمہارے پاس ایک کام لایا ہوں گولفرے“...... کارپ جیمسن نے کہا تو گولفرے گراہم چونک پڑا۔

”کیسا کام“...... گولفرے گراہم نے چونک کر کہا۔

”کام تمہارے لیول کا تو نہیں ہے لیکن یہ کام کر کے تم دس ہزار ڈالر کما سکتے ہو“...... جیمسن نے بڑے زار دارانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ایک منٹ۔ میں کمرہ محفوظ کر لوں پھر بات کرتے ہیں“...... گولفرے گراہم نے کہا تو کارپ جیمسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کاؤنٹر مین کارپ جیمسن کو دروازے پر ہی چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا۔ گولفرے گراہم نے میز کے نیچے ہاتھ کر کے ایک بٹن پریس کیا تو دروازہ خود بخود بند ہو گیا اور پھر اس کے ساتھ دائیں

دیوار سے ایک فولادی شیٹ نکل کر دروازے کے سامنے پھیل گئی۔ گولفرے گراہم نے ایک اور بٹن پریس کیا تو دیواروں پر ربڑ کی موٹی تہیں سی چڑھتی چلی گئیں۔

”لو۔ اب تم کھل کر بات کر سکتے ہو۔ میں نے آفس ساؤنڈ پروف کر دیا ہے۔ اور ہاں۔ میں نے تم سے کچھ پوچھا ہی نہیں۔ تمہارے لئے کیا منگواؤں۔ یہاں میرے پاس تمہارے برانڈ کی اعلیٰ سے اعلیٰ شراب موجود ہے“...... گولفرے گراہم نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے ابھی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ ضرورت ہو گی تو میں خود مانگ لوں گا“...... کارپ جیمسن نے کہا۔

”اوکے۔ یہ تمہارا اپنا ہی کلب ہے“...... گولفرے گراہم نے کہا۔

”تھینکس“...... کارپ جیمسن نے کہا۔

”اچھا۔ تم کسی کام کی بات کر رہے تھے“...... گولفرے گراہم نے اپنے مطلب کی طرف آتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کیا تم یہاں سے آٹھ سے دس افراد کو اغوا کر کے افریقہ پہنچا سکتے ہو“...... کارپ جیمسن نے کہا تو گولفرے گراہم چونک پڑا۔

”اغوا۔ اوہ۔ یہ تو بے حد چھوٹا کام ہے اور تم جانتے ہو کہ میں ایسے چھوٹے کام نہیں کرتا“...... گولفرے گراہم نے کہا۔ اغوا کا سن کر اس کے چہرے پر مایوسی چھا گئی تھی جیسے کارپ جیمسن نے اس

کی متعلقہ فیلڈ سے ہٹ کر بات کر کے اس کا موڈ بگاڑ دیا ہو۔

"جانتا ہوں۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ تمہارے لیول کا کام نہیں ہے۔ لیکن تم شاید بھول گئے ہو۔ اس کام کے تمہیں دس ہزار ڈالر بلکہ اس سے بھی زیادہ مل سکتے ہیں"...... کارپ جیمسن نے کہا۔

"دس ہزار ڈالر میں تو میں ایک مکھی بھی نہیں مارتا کارپ۔ تم جانتے ہو کہ میں بڑے بڑے ہاتھ مارنے کا عادی ہوں۔ ایک گولی چلا کر کسی کا خاتمہ کرنا میرے لئے آسان ہے اور اس کام کے میں آسانی سے ایک سے دو لاکھ ڈالر کما لیتا ہوں"...... گولفرے گراہم نے کہا۔

"تمہیں گولی بھی نہ چلانی پڑے اور ایک ایک آدمی کے تمہیں دس دس ہزار ڈالر مل جائیں تو پھر"...... کارپ جیمسن نے کہا۔

"نہیں۔ یہ بہت رسکی کام ہے۔ اغوا ہونے والے افراد کون ہیں۔ ان کا تعلق کس شعبے سے ہے اور انہیں کہاں سے اغوا کرنا ہے اور پھر ان آٹھ دس افراد کو یہاں سے ڈائریکٹ افریقہ لے جانا بھی اتنا آسان نہیں ہے۔ اس سے زیادہ رقم تو انہیں افریقہ تک لے جانے میں لگ جائے گی"...... گولفرے گراہم نے کہا۔

"دس ہزار ڈالر تو میں نے مذاق میں کہہ دیا تھا۔ ایک ایک آدمی کا میں تمہیں ایک ایک لاکھ ڈالر دے سکتا ہوں"...... کارپ جیمسن نے کہا تو گولفرے گراہم کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

"ہاں۔ اب کچھ بات بنتی نظر آ رہی ہے۔ کون ہیں یہ لوگ اور انہیں کہاں سے اغوا کرنا ہے"...... گولفرے گراہم نے کہا۔

"میں ان کے نام نہیں جانتا۔ البتہ میں تمہیں ایک عمارت کا ایڈریس بتا دیتا ہوں۔ وہ سب اسی عمارت میں ہیں۔ ان میں دو عورتیں اور سات مرد شامل ہیں جن میں ایک افریقی نژاد آدمی ہے"...... کارپ جیمسن نے کہا۔

"کیا انہیں ڈائریکٹ افریقہ لے جانا ہے"...... گولفرے گراہم نے پوچھا۔

"ہاں۔ اور وہ بھی جلد سے جلد"...... کارپ جیمسن نے کہا۔

"اگر ایک آدمی کے لئے دو لاکھ ڈالر دو تو میں تمہارا یہ کام آج ہی کر سکتا ہوں"...... گولفرے گراہم نے کہا۔

"وہ کیسے"...... کارپ جیمسن نے چونک کر پوچھا۔

"میرا ایک ذاتی شپ ہے جو مال بردار ہے۔ آج رات وہ کیپ ٹاؤن کے لئے روانہ ہونے والا ہے۔ میں ان سب کو اس مال بردار جہاز میں پہنچا دوں گا۔ وہ ایک بار کیپ ٹاؤن پہنچ گئے تو جہاں کہو گے میرے آدمی انہیں وہاں پہنچا دیں گے"...... گولفرے گراہم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں فی آدمی دو لاکھ ڈالر دوں گا"...... کارپ جیمسن نے کہا تو گولفرے گراہم کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"میں تمہیں ایک استاد کا درجہ دیتا ہوں کارپ جیمسن، اس لئے

میں تمہارا یہ کام کروں گا ورنہ اغوا جیسے معمولی کاموں کے بارے میں، میں سوچتا بھی نہیں"...... گولفرے گراہم نے کہا۔

"جانتا ہوں۔ اسی لئے تو میں تمہارے پاس آیا تھا"...... کارپ جیمسن نے کہا۔

"اب مجھے وہ ایڈریس بتاؤ جہاں وہ سب موجود ہیں۔ میں اپنے آدمیوں کو بھیج کر ابھی ان سب کو اٹھوا لیتا ہوں"...... گولفرے گراہم نے کہا۔

"ایڈریس میں تمہیں بتا دیتا ہوں لیکن گولفرے، میں چاہتا ہوں کہ یہ کام تم اپنی نگرانی میں کراؤ۔ اس معاملے میں دوسروں کی بجائے میں صرف تم پر ہی بھروسہ کر سکتا ہوں"...... کارپ جیمسن نے کہا۔

"ایک منٹ۔ یہ بتاؤ ان لوگوں کا تعلق پاکیشیا کی کسی سرکاری مشینری یا ایجنسی سے تو نہیں ہے"...... گولفرے گراہم نے چونک کر کہا۔

"وہ عام لوگ ہیں گولفرے۔ تم انہیں آسانی سے اغوا کر سکتے ہو۔ میں تمہیں اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں کہ میری موجودگی میں انہیں اغوا کرنے پر تمہارے خلاف کوئی سرکاری ایجنسی حرکت میں نہیں آئے گی۔ اس معاملے میں کہیں تمہارا نام بھی نہیں آئے گا"۔ کارپ جیمسن نے کہا۔

"اگر یہ اتنا ہی آسان ہے تو تم نے انہیں خود کیوں اغوا نہیں

کیا"...... گولفرے گراہم نے اس کی طرف شک بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا یہاں کوئی سیٹ اپ نہیں ہے اور میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ ان لوگوں کے معاملے میں تمہارے سوا میں کسی اور پر بھروسہ نہیں کر سکتا"...... کارپ جیمسن نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہارا یہ کام ضرور کروں گا۔ یہ بتاؤ کہ انہیں آگے کہاں لے جانا ہے"...... گولفرے گراہم نے پوچھا۔

"پہلے تو انہیں کیپ ٹاؤن لے جاؤ۔ پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ انہیں آگے کہاں لے جانا ہے"...... کارپ جیمسن نے کہا۔

"اوکے۔ ہو جائے گا کام۔ لیکن کارپ، میرا ایک اصول ہے کہ میں ہر کام کی رقم ایڈوانس لیتا ہوں اور وہ بھی مکمل"۔ گولفرے گراہم نے کہا۔

"معلوم ہے مجھے۔ تم مجھے اپنا اکاؤنٹ اور بینک کے بارے میں بتاؤ۔ میں معاوضہ ابھی تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دیتا ہوں"...... کارپ جیمسن نے کہا۔

"اوکے"...... گولفرے گراہم نے کہا اور پھر اس نے ایک نوٹ پیڈ پر اپنا نام، بینک کا نام اور شہر کے ساتھ اکاؤنٹ نمبر لکھ کر کارپ جیمسن کی طرف بڑھا دیا۔

"فون دو مجھے"...... کارپ جیمسن نے کہا تو گولفرے گراہم نے سائیڈ میں پڑا ہوا کارڈلیس فون پیس اٹھا کر اسے دے دیا۔ کارپ

جیمسن نے فون آن کیا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ اس نے اپنے کسی ساتھی سے رابطہ کیا اور گولفرے گراہم کے اکاؤنٹ میں تیس لاکھ ڈالر کی رقم ٹرانسفر کرا دی۔

''تم نے آٹھ سے دس افراد کا کہا تھا۔ فی آدمی دو لاکھ کے حساب سے چالیس لاکھ بنتے ہیں''...... گولفرے گراہم نے اسے فون آف کرتے دیکھ کر کہا۔

''میں نے آدھی سے زیادہ رقم ادا کی ہے گولفرے۔ باقی دس لاکھ ان افراد کے شپ میں پہنچتے ہی تمہیں مل جائیں گے''۔ کارپ جیمسن نے کہا۔

''اوکے''...... گولفرے گراہم نے کہا۔

''میں ایک بار پھر تم سے کہہ رہا ہوں کہ یہ سارا کام تم نے خود اپنی نگرانی میں کرانا ہے''...... کارپ جیمسن نے کہا۔

''بے فکر رہو۔ میں ان سب کو شپ تک خود پہنچاؤں گا۔ تم مجھے اپنا رابطہ نمبر دے دو۔ کام ہوتے ہی میں تمہیں اطلاع دے دوں گا''...... گولفرے گراہم نے کہا۔

''میرا ابھی کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اور نہ کوئی رابطہ نمبر ہے۔ تمہارے کام کی رپورٹ مجھے خود ہی مل جائے گی۔ جیسے ہی کام پورا ہو گا رقم تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جائے گی''...... کارپ جیمسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہماری ڈیل ہو گئی۔ اب بتاؤ کیا منگواؤں تمہارے

لئے''...... گولفرے گراہم نے پوچھا۔

''ابھی نہیں۔ مجھے ابھی ضروری کام سے جانا ہے۔ تم اپنا کام کرو۔ جانے سے پہلے میں پھر آؤں گا اور پھر میں تمہارے ساتھ بیٹھ کر شراب بھی پیوں گا اور ہم گپ شپ بھی کریں گے''۔ کارپ جیمسن نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ گولفرے گراہم نے اثبات میں سر ہلایا اور میز کے نیچے ہاتھ کر کے اس نے بٹن آف کئے تو دیواروں پر چڑھی ہوئی ربڑ کی چادریں غائب ہوتی چلی گئیں۔ دروازے کے لاک بھی کھل گئے اور اس کے آگے آ جانے والی آہنی شیٹ بھی واپس دیوار میں غائب ہو گئی۔

''اگر کار، رہائش یا اور کسی چیز کی ضرورت ہے تو بتاؤ۔ یہ سب میں تمہیں ابھی مہیا کر سکتا ہوں اور وہ بھی بلامعاوضہ''...... گولفرے گراہم نے کہا۔

''ضرورت ہو گی تو کہہ دوں گا''...... کارپ جیمسن نے کہا اور پھر اس نے گولفرے گراہم سے ہاتھ ملایا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر ایک راہداری میں آ گیا۔ راہداری طویل اور خالی تھی۔ کارپ جیمسن جیسے جیسے راہداری میں چلنے لگا اس کا وجود سائے میں تبدیل ہوتا چلا گیا اور پھر اس کا سایہ بھی غائب ہو گیا۔

یہ ہاکاما ہی تھا جو اس بار ایک عام انسان کے روپ میں آیا تھا۔ اس نے اس بار شیطانی روپ نہیں دھارا تھا اور نہ ہی گولفرے

گراہم پر کوئی جادو کیا تھا۔ جوزف اور اس کے ساتھیوں کو اغوا کرنے کے لئے اس نے ماورائی طاقتوں کو استعمال کرنے کی بجائے عام سا انداز اختیار کیا تھا۔ گولفرے گراہم اور اس کے ساتھی پیشہ ور مجرموں کی طرح ان سب کو اغوا کر سکتے تھے اور وہ انہیں بے ہوشی کی حالت میں افریقہ تک بھی لے جا سکتے تھے۔ گولفرے گراہم اور اس کے ساتھیوں پر چونکہ کوئی ماورائی عمل نہیں ہوا تھا اس لئے پرنس مکاشو، اس کا روشن چشمہ اور اس کے پاس گملو گاما گی کا خنجر بھی انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا اس لئے ہاکاما مطمئن تھا کہ پرنس مکاشو اور اس کے ساتھی اب آسانی سے افریقہ کے گھنے اور پراسرار جنگلوں میں پہنچ جائیں گے۔

گولفرے گراہم اور اس کے سابقہ ریڈ کارٹ کے باس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا بھلا اس کے لئے کیا مشکل ہو سکتا تھا۔ اس نے کارپ جیمسن بن کر کارپ جیمسن کے اکاؤنٹ سے گولفرے گراہم کے اکاؤنٹ میں رقم بھی منتقل کرا دی تھی۔ اپنی پراسرار طاقتوں کے ذریعے ایسا کرنا ہاکاما کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔

جوزف نے تہہ خانے میں جا کر نیلے بچھوؤں والا جار ایک ریک میں رکھا اور پھر دیوار کے پاس پڑے ہوئے ایک صندوق کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سمورائے تلوار اس صندوق میں رکھی اور پھر وہ مڑ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ سیڑھیوں کے اوپر ایک ایئر ٹائٹ فولادی دروازہ تھا جو اس کے تہہ خانے میں آتے ہی آٹومیٹک انداز میں بند ہو گیا تھا۔ جوزف نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ اچانک اسے چھت پر تیز دھماکے کی آواز سنائی دی اور پھر ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے اوپر تیزی سے کوئی ادھر ادھر بھاگ رہا ہو۔ جوزف یہ آوازیں سن کر چونک پڑا۔

”یہ کیسی آوازیں ہیں“...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا اور پھر کچھ سوچ کر وہ رک گیا۔ پھر وہ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے کی شمالی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے دیوار کے پاس آ کر دیوار کی جڑ میں مخصوص جگہ پر ٹھوکر ماری تو سرر کی آواز کے ساتھ دیوار ایک طرف ہٹتی چلی گئی۔ دوسری طرف ایک ہال نما کمرہ تھا جہاں رانا ہاؤس کا مخصوص آپریشن روم بنا ہوا تھا۔ وہاں بے شمار آپریٹنگ مشینیں موجود تھیں۔ ان میں سے کچھ مشینیں چل رہی تھیں اور کچھ آف تھیں۔ جوزف تیز تیز چلتا ہوا ایک بڑی آپریٹنگ مشین کے پاس آ گیا۔ یہ مشین آن تھی۔ مشین پر ایک بڑی سی سکرین لگی ہوئی تھی جو آف تھی۔

جوزف مشین کے پاس آ کر تیزی سے اس کے مختلف بٹن پریس کرنے لگا۔ اسی لمحے سکرین آن ہو گئی۔ سکرین آن ہوتے ہی اس پر رانا ہاؤس کی اوپر والی عمارت کا منظر روشن ہو گیا اور سکرین پر نظر پڑتے ہی جوزف بری طرح سے اچھل پڑا۔ رانا ہاؤس کے گیٹ کی سائیڈ والی دیوار ٹوٹی ہوئی تھی اور وہاں سے لمبے تڑنگے اور بدمعاش ٹائپ مسلح افراد تیزی سے اندر آ رہے تھے۔ پورچ کے پاس ہی عمران زمین پر گرا ہوا تھا۔ مسلح افراد نے شاید دیوار دھماکے سے اڑائی تھی اور اب وہ وہاں سے اندر آ رہے تھے۔ ان کی تعداد بیس سے زائد معلوم ہو رہی تھی اور وہ رانا ہاؤس میں بھاگتے پھر رہے تھے۔

”کون ہیں یہ“...... جوزف ہونٹ بھینچتے ہوئے بڑبڑایا۔ اس نے مشین کا ایک اور بٹن پریس کیا تو سکرین کا منظر تبدیل ہو گیا۔ سکرین پر اب اس کمرے کا منظر تھا جہاں سیکرٹ سروس کے ممبران

موجود تھے۔ وہ سب بھی عمران کی طرح گرے ہوئے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ان مسلح افراد نے عمارت میں داخل ہونے سے پہلے وہاں گیس کیپسول فائر کئے تھے جس سے وہ سب وہاں بے ہوش ہو گئے تھے۔

جوزف نے چونکہ عمارت میں داخل ہونے پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو بے ہوش کرنا تھا اس لئے اس نے رانا ہاؤس کے تمام حفاظتی سسٹمز آف کر دیئے تھے اور یہی وجہ تھی کہ عمران سمیت سیکرٹ سروس کے ممبران وہاں بے ہوش ہو گئے تھے اور مسلح افراد دیوار بم سے اڑا کر اندر آ گئے تھے۔ چند مسلح افراد اس کمرے میں بھی موجود تھے جہاں سیکرٹ سروس کے ممبران بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر جوزف کے ہاتھ مشین پر تیزی سے چلنے لگے۔ وہ سکرین پر منظر بدل بدل کر عمارت کے ہر حصے کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ مسلح افراد کی اصل تعداد کتنی ہے اور وہ عمارت کے کس کس حصے میں موجود ہیں۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ ان مسلح افراد کا یہاں آنے کا مقصد کیا تھا۔

جوزف نے ایک بٹن پریس کیا تو سکرین پر عمارت کے باہر کا منظر ابھر آیا۔ گیٹ کے باہر چار بڑی جیپیں اور ایک بند باڈی کی گاڑی کھڑی تھی۔ اس کے علاوہ وہاں ایک سیاہ رنگ کی کار بھی موجود تھی جس کے پاس ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم والا ادھیڑ عمر

آدمی کھڑا تھا۔ اس آدمی کے ہاتھ میں جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا اور وہ ٹرانسمیٹر منہ کے قریب کر کے کچھ بول رہا تھا۔ جوزف نے فوراً اسے کلوز اپ میں لیا اور جلدی جلدی چند بٹن پریس کرنے لگا۔ اسی لمحے مشین کے سپیکروں میں کھڑکھڑاہٹ سی پیدا ہوئی اور پھر وہاں ایک آواز ابھرنے لگی۔

''اس سیاہ فام افریقی کو تلاش کرو۔ وہ اس عمارت میں ہی کہیں ہو گا۔ ہر جگہ اچھی طرح سے چیک کرو۔ ہمیں ان سب کو یہاں سے ایک ساتھ لے جانا ہے۔ اوور''...... ادھیڑ عمر انتہائی سخت لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''یس باس۔ میں نے اپنے آدمی عمارت میں پھیلا دیئے ہیں۔ وہ ہر جگہ اس سیاہ فام کو تلاش کر رہے ہیں۔ وہ اگر کسی تہہ خانے میں بھی ہوا تو ہم اسے ڈھونڈ نکالیں گے۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

''او کے۔ اندر بے ہوش افراد کی تعداد کتنی ہے۔ اوور''۔ ادھیڑ عمر نے پوچھا۔

''ایک کمرے میں آٹھ افراد ہیں جن میں دو عورتیں بھی شامل ہیں اور ایک آدمی باہر صحن میں موجود ہے۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

''ٹھیک ہے۔ ان نو افراد کو باہر بھیج دو۔ انہیں ویگن میں ڈال کر اس عمارت کی تلاشی لو۔ اوور''...... ادھیڑ عمر نے کہا۔

''یس باس۔ میں انہیں ابھی بندھوا کر ویگن میں ڈلوا دیتا ہوں۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ تو یہ سب باس اور ہم سب کو اغوا کرنے کے لئے آئے ہیں''...... جوزف نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔ سیاہ فام کے حوالے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ باس کے ساتھی عمارت میں اسی کی تلاش میں ہیں۔ یہ تو اتفاق ہی تھا کہ جوزف سامان رکھنے کے لئے تہہ خانے میں آ گیا تھا ورنہ وہ بھی عمران اور دیگر ساتھیوں کی طرح وہاں بے ہوش پڑا ہوتا۔ جوزف حیران ہو رہا تھا کہ آخر یہ لوگ کون ہیں اور یہ ان سب کو کیوں اغوا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ غور سے باس کی شکل دیکھ رہا تھا۔ اچانک اسے باس کے قریب ایک سایہ سا لہراتا ہوا دکھائی دیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی انسانی سایہ کار کے نیچے چھپا ہوا ہو۔

''ہاکاما''...... جوزف کے منہ سے بے اختیار نکلا اور دوسرے لمحے اس کے ذہن کی ساری گرہیں کھلتی چلی گئیں۔ وہ سمجھ گیا کہ ہاکاما ہی ان سب کو وہاں لایا تھا۔ ماورائی طاقتوں سے وہ ان سب کو اب ان جرائم پیشہ افراد کے ذریعے اغوا کرانے کے لئے آیا تھا۔ ہاکاما نے شاید ان میں سے کسی پر ماورائی عمل نہیں کیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ سب عمارت کے اندر بھی آ گئے تھے اور صحن میں بنے ہوئے حصار میں آنے کے باوجود ان پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

جوزف چاہتا تو تہہ خانے سے باہر جا کر ان سب سے اکیلا بھی لڑ سکتا تھا لیکن عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران وہاں تھے اور وہ سب بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اگر جوزف باہر نکل کر ان مسلح افراد کے خلاف کوئی ایکشن کرتا تو وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی نقصان پہنچا سکتے تھے اس لئے جوزف نے ان سب کو آپریشن روم سے ہی کور کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے اٹھ کر سب سے پہلے رانا ہاؤس کا حفاظتی سسٹم آن کیا۔ اب باہر موجود مسلح افراد نہ فائرنگ کر سکتے تھے اور نہ ہی وہاں کوئی بم بلاسٹ کر سکتے تھے۔ جوزف نے ان کی مشین گنیں جام کر دی تھیں۔ اس نے سکرین پر ساری عمارت دیکھ لی تھی۔ عمارت کے اندر بیس مسلح افراد موجود تھے اور ان کا باس باہر موجود تھا۔

جوزف نے تہہ خانے کی جنوبی دیوار کے پاس جا کر ایک اور مشین آن کی اور اس پر موجود بٹن پریس کرنے لگا۔ مشین پر سوئچ اور ڈائل بھی موجود تھے۔ جوزف نے ان سب سوئچوں کو بھی آن کر دیا اور ڈائلوں کو مخصوص پوائنٹس تک گھمانے لگا۔ مشین پر ایک چھوٹی سی سکرین تھی۔ جوزف نے مشین کے چند بٹن پریس کئے تو سکرین پر نو بلاکس سے بن گئے۔ بلاکس خالی تھے۔ جوزف نے مشین پر لگا ہوا ایک ڈائل گھمانا شروع کر دیا۔ اس ڈائل کے گھومتے ہی سکرین پر موجود ایک بلاک کی سائیڈیں سپارک کرنے لگیں۔ اس بلاک میں سٹنگ روم کا منظر ابھر آیا تھا۔ ڈائل گھمانے سے کمرہ اس

بلاک میں کلوز ہوتا جا رہا تھا اور پھر جوزف نے اس بلاک میں جولیا کا چہرہ کلوز اپ کیا اور فوراً سائیڈ پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ بلاک میں مختلف رنگ سپارک ہوئے اور پھر جولیا کا چہرہ اس بلاک میں سٹل ہو گیا۔ اب اس بلاک کا رنگ نیلا ہو گیا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے جوزف نے جولیا کی سٹل تصویر اتار لی ہو۔

جیسے ہی بلاک میں جولیا کا چہرہ سٹل ہوا جوزف نے دوسرے بلاک کو آن کیا اور اس پر صفدر کو کلوز اپ کرنے لگا۔ پھر صفدر کا چہرہ فکس ہوتے ہی اس نے بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے بلاک میں جولیا کی طرح صفدر کا چہرہ بھی سٹل ہو گیا۔ جوزف نے باری باری تمام ممبروں کے چہرے بلاکس میں کلوز کر کے سٹل کئے اور پھر اس نے آخری خانے میں عمران کا چہرہ بھی کلوز کر دیا۔ جیسے ہی بلاک میں عمران کا چہرہ سٹل ہوا جوزف نے مشین پر لگے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے مشین کے ساتھ لگا ہوا ایک ہینڈل ایک جھٹکے سے کھینچ کر نیچے کر دیا۔ جیسے ہی اس نے ہینڈل نیچے کھینچا اسی لمحے بڑی سکرین پر اس نے نیلے رنگ کا تیز دھواں سا صحن میں پھیلتے ہوئے دیکھا۔ نیلا دھواں نہایت تیزی سے عمارت میں پھیل گیا تھا۔ دھواں اس قدر گہرا تھا کہ سکرین نیلی ہو گئی تھی۔ جوزف نے فوراً دوسرا بٹن دبایا تو سکرین پر ایک بار پھر سڑک کا منظر ابھر آیا۔ ادھیڑ عمر باس بدستور باہر کھڑا تھا۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمارت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ شاید اس نے عمارت

میں نیلا دھواں بھرتے دیکھ لیا تھا۔ جوزف نے فوراً مشین کے دو تین بٹن پریس کئے اور پھر اس نے ایک سوئچ آن کیا تو گیٹ کے انتہائی بائیں کونے میں دیوار میں ایک خانہ سا کھل گیا۔ جیسے ہی خانہ کھلا اس میں سے ایک گن کی نالی سی باہر نکل آئی۔ اسی لمحے جوزف نے باس کو بوکھلا کر کار کا دروازہ کھولتے ہوئے دیکھا۔ وہ شاید گڑبڑ محسوس کر کے گھبرا گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کار میں بیٹھ کر وہاں سے فرار ہوتا جوزف نے ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا اور کھلے ہوئے خانے کی نال میں سے ایک شعلہ سا نکلا اور جوزف نے باس کو زور دار جھٹکا لگتے دیکھا۔ باس الٹ کر سڑک پر گرا اور بری طرح سے تڑپنے لگا۔

گولی ٹھیک اس کی کمر میں لگی تھی۔ اس کے ارد گرد خون کا تالاب سا بنتا جا رہا تھا۔ چند لمحے وہ تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اسے ہلاک ہوتے دیکھ کر جوزف نے اطمینان کا سانس لیا اور جلدی جلدی مشین کے بٹن آف کرنے لگا۔ سکرین پر منظر ایک بار پھر بدل گیا تھا۔ منظر میں عمارت کے اندر کا منظر تھا جہاں اب بھی نیلا دھواں دکھائی دے رہا تھا لیکن اب دھویں کی کثافت کم ہو گئی تھی۔ دھواں آہستہ آہستہ ہوا میں تحلیل ہوتا جا رہا تھا۔ پھر دھویں کے آخری لہریئے بھی ہوا میں تحلیل ہو گئے تو جوزف نے مسلح افراد کو ٹیڑھے میڑھے انداز میں وہاں گرے ہوئے دیکھا۔ ان مسلح افراد کے رنگ نیلے ہو رہے تھے جیسے ان کے جسموں میں نیلا دھواں بھر

گیا ہو۔ وہ ساکت تھے اور ان کی آنکھیں بے نور تھیں۔

جوزف نے عمارت میں انتہائی زہریلا بلیو سموک بم بلاسٹ کیا تھا جس سے وہاں موجود تمام مسلح افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ زہریلے نیلے دھویں نے انہیں ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ جوزف نے منظر بدل بدل کر عمارت کے ان تمام حصوں کو دیکھا جہاں مسلح افراد موجود تھے۔ وہ سب کے سب ہلاک ہو چکے تھے۔ پھر جوزف نے سکرین پر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ ان سب کے رنگ نارمل تھے۔ وہ باقاعدہ سانسیں لے رہے تھے جیسے نیلے زہریلے دھویں نے ان میں سے کسی کو بھی نقصان نہ پہنچایا ہو۔

جوزف نے دوسری مشین سے عمران اور اس کے سب ساتھیوں کو پروٹیکشن ریز سے کور کر لیا تھا۔ جب تک ان سب کے چہرے مشین کی سکرین کے بلاکس میں سٹل رہتے تھے وہ نظر نہ آنے والی پروٹیکشن ریز کے کور میں رہتے تھے چاہے انہیں اٹھا کر عمارت کے کسی بھی حصے میں لے جایا گیا ہو۔ اس پروٹیکشن ریز جسے کوڈ میں پی آر کہا جاتا تھا، کے کور میں ہونے کی وجہ سے ان پر کسی ریز، گولی اور بم کے دھماکے کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ عمارت میں بلیو سموک بم بلاسٹ ہوا تھا اور اس میں بیس مسلح افراد ہلاک ہو گئے تھے لیکن ان میں موجود عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔

جوزف نے پانچ منٹ اور انتظار کیا اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر آ گیا۔ اس نے فولادی اور ایئر ٹائٹ دروازے کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو کٹاک کی آواز کے ساتھ دروازے کا لاک کھل گیا۔ جوزف نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور باہر آ گیا اور پھر وہ دوڑتا ہوا صحن میں آ گیا۔ عمران بدستور وہاں گرا ہوا تھا۔ جوزف نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا اور اسے کمرے میں لا کر بیڈ پر ڈال دیا۔ پھر وہ اس کمرے سے نکل کر سٹنگ روم میں گیا اور اس نے فرش پر گرے ہوئے ممبران کو اٹھا اٹھا کر صوفوں اور کرسیوں پر بٹھانا شروع کر دیا۔ کمرے میں دس افراد تھے جو ہلاک ہو چکے تھے۔ جوزف نے ایک بار بھی ان کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ سب کو کرسیوں اور صوفوں پر بٹھا کر وہ ایک بار پھر کمرے سے نکل گیا اور دوڑتا ہوا دوسری طرف موجود ایک سٹور روم میں چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں نو سرنجیں تھیں۔ ان سرنجوں میں دو دو سی سی تک ہلکے زرد رنگ کے انجکشن بھرے ہوئے تھے۔ جوزف نے سب سے پہلے ایک انجکشن عمران کے بازو میں لگایا۔ انجکشن لگنے کے چند لمحوں بعد ہی عمران کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔

”اوہ۔ جوزف تم۔ کیا ہوا تھا یہاں اور یہ انجکشنز“...... عمران

نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جوزف نے اسے ساری تفصیل بتا دی جسے سن کر عمران کے چہرے پر غصے سے تناؤ سا آ گیا۔

”یہ ہاکاما تو ضرورت سے زیادہ تیز معلوم ہو رہا ہے۔ پہلے وہ خود شیطانی کارروائیاں کرتا رہا اور جب اس کا زور نہیں چلا تو اس نے بدمعاشوں کے کسی گروپ کو اپنے تابع کر لیا اور ان کے ذریعے ہمیں اغوا کرنے کی کوشش کی تھی“...... عمران نے کہا۔

”یس باس۔ اس لئے میں نے ان میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑا۔ ہاکاما بھی باہر باس کے ساتھ موجود تھا۔ اپنے ساتھ لائے ہوئے بدمعاشوں اور ان کے باس کی ہلاکت دیکھ کر وہ یہاں سے اپنا سر پیٹتا ہوا بھاگ گیا ہو گا“...... جوزف نے کہا۔

”بہرحال۔ تم باقی ساتھیوں کو انجکشنز لگا دو۔ میں باہر جا کر ان کے باس کو دیکھتا ہوں“...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر آ گئے۔ صحن اور برآمدے میں مسلح افراد کی نیلی لاشیں دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”سب ساتھیوں کو ہوش میں لا کر ان نیلی لاشوں کو اٹھوا لینا اور انہیں برقی بھٹی میں ڈال دینا“...... عمران نے کہا تو جوزف اثبات میں سر ہلاتا ہوا سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سائیڈ کی ٹوٹی ہوئی دیوار دیکھ کر اس نے ایک

طویل سانس لیا اور اس ٹوٹی ہوئی دیوار سے نکل کر باہر آ گیا۔ باہر جیپیں، ویگن اور سیاہ رنگ کی کار دیکھ کر وہ آگے بڑھا۔ سیاہ کار کے پاس ایک ادھیڑ عمر الٹا پڑا ہوا تھا جس کے گرد خون کا تالاب سا بنا ہوا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اسے جھک کر سیدھا کیا۔ اس کے چہرے پر میک اپ تھا۔ عمران نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی تو اس کی جیب سے ایک پرس نکلا۔ عمران نے پرس کھولا تو پرس میں کرنسی نوٹوں کے ساتھ ایک آئی ڈی کارڈ اور مون لائٹ کلب کے وزیٹنگ کارڈ بھی تھے۔

''اس کا تعلق مون لائٹ کلب سے ہے''...... عمران نے سر جھٹک کر کہا اور پھر وہ پرس لے کر اندر آ گیا۔ کمرے سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نکل کر باہر آ رہے تھے۔

''عمران صاحب۔ یہ ہاکاما تو ہماری جانوں کے پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔ اس کا کچھ نہ کچھ کریں ورنہ ہم کب تک اس طرح بے ہوش ہوتے رہیں گے اور ہوش میں آتے رہیں گے''...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جلد ہی جوزف اس کا کوئی نہ کوئی انتظام کر لے گا۔ تم جوزف کے ساتھ مل کر یہاں سے لاشیں اٹھواؤ اور ہاں۔ باہر مون لائٹ کلب والوں کی گاڑیاں موجود ہیں۔ جوزف سے کہنا کہ گاڑیوں کو یہاں سے ہٹا دے اور باہر بھی ایک لاش موجود ہے اسے بھی اٹھوا لینا''...... عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''اور یہ دیوار''...... صفدر نے پوچھا۔

''جوزف خود ہی اس کی مرمت کروا لے گا''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران اپنی سپورٹس کار میں بیٹھا تو صدیقی نے آگے جا کر اس کے لئے گیٹ کھول دیا اور عمران کار بیک کرتا ہوا گیٹ سے باہر نکل گیا۔

سردار اوکاشا کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ساکا کارا جاگ گیا ہے۔ ساکا کارا جاگ گیا ہے''...... سردار اوکاشا نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ خوف اور پریشانی کے تاثرات تھے اور اس کی آنکھیں یوں پھیلی ہوئی تھیں جیسے ابھی آنکھوں کے حلقوں سے باہر آ گریں گی۔

''یہ کیسے ہو گیا۔ ساکا کارا کیسے جاگ گیا۔ اسے تو جزیرے پر لا کر میں نے جگانا تھا۔ وہ خود کیسے جاگ سکتا ہے''...... سردار اوکاشا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ کچھ دیر وہ اسی طرح کھڑا تھرتھراتا رہا اور پھر اس نے خود کو سنبھال لیا۔ اس نے کچھ پڑھ کر باہر کی طرف پھونک ماری تو باہر سے فوراً ہی خونخوار بھیڑیئے کی غراہٹ

بھری آواز سنائی دی۔

''زاشو۔ اندر آؤ۔ فوراً''...... سردار اوکاشا نے تیز لہجے میں کہا اور اسی لمحے تیز گونج سی سنائی دی اور دروازے سے بجلی کی ایک لہر سی اندر آئی۔ دوسرے لمحے سردار اوکاشا کے سامنے ایک انسانی قد کاٹھ کی عجیب و غریب مخلوق آ گئی۔ اس مخلوق کی دو ٹانگیں اور دو ہاتھ تھے۔ اس کا جسم سیاہ رنگ کے بالوں سے بھرا ہوا تھا جیسے وہ ریچھ ہو۔ بال اس قدر بڑے اور گھنے تھے کہ اس کا چہرہ بھی ان بالوں میں چھپ گیا تھا۔

''زاشو حاضر ہے آقا''...... ریچھ نما انسان نے انسانی آواز میں بولتے ہوئے کہا۔

''زاشو۔ فوراً سیاما جزیرے پر جاؤ۔ مجھے ابھی ابھی ایک پراسرار طاقت نے بتایا ہے کہ جزیرے پر موجود ساکا کارا کا سیاہ تابوت کھل گیا ہے اور اس میں موجود ساکا کارا جاگ کر باہر آ گیا ہے۔ جاؤ دیکھو اور معلوم کرو کہ سیاہ تابوت کیسے کھلا تھا اور ساکا کارا خود کیسے جاگا ہے۔ اسے تو میں نے جگانا تھا''...... سردار اوکاشا نے ریچھ جیسی مخلوق سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

''میں ابھی معلوم کرتا ہوں آقا''...... زاشو نے کہا اور اسی لمحے روشنی چمکی اور روشنی ایک تیز لہر بن کر جھونپڑی سے نکلتی چلی گئی۔ سردار اوکاشا کے چہرے پر بدستور پریشانی اور خوف کے تاثرات تھے۔ وہ کچھ دیر کھڑا پریشانی کے عالم میں سوچتا رہا اور پھر وہ دھم

سے گھاس پر بیٹھ گیا اور یوں گہرے گہرے سانس لینے لگا جیسے دور سے دوڑ لگا کر آیا ہو اور اس کا سانس بری طرح سے پھول گیا ہو۔

''اب کیا ہو گا۔ ساکا کارا کا تابوت بھی کھل گیا ہے اور اس میں سے ساکا کارا بھی جاگ کر نکل آیا ہے۔ میں نے تو اسے سات انسانوں کو ہلاک کر کے اس کے تابوت پر خون ڈال کر اس کا تابوت کھولنا تھا اور پھر اس کے منہ میں اپنا خون ڈال کر اسے ہوش میں لانا تھا تاکہ وہ میرے تابع ہو جائے لیکن وہ تو خود ہی جاگ گیا ہے۔ اب میں اسے اپنے تابع کیسے کروں گا''...... سردار اوکاشا نے انتہائی پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اسے باہر سے پھر بھیڑیئے جیسی غراہٹ سنائی دی۔

''آ جاؤ زاشو''...... غراہٹ سن کر سردار اوکاشا نے چونکتے ہوئے کہا۔ روشنی چمکی اور وہاں وہی ریچھ جیسے بالوں والی مخلوق اندر آ گئی۔

''میں نے معلوم کر لیا ہے آقا''...... زاشو نے غراہٹ بھرے مگر بے حد مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا معلوم ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ''...... سردار اوکاشا نے انتہائی بے چینی اور پریشانی سے کہا۔

''آقا۔ آپ کا نائب تاگوما اور اس کے ساتھی سیاہ تابوت آگ سے نکال کر لا رہے تھے کہ اچانک وہاں خوفناک زلزلہ آ گیا۔ زمین کے نیچے بہتا ہوا لاوا زمین اور چٹانیں پھاڑتا ہوا باہر آ

گیا۔ زور دار دھماکوں سے تاگوما کے بے شمار ساتھیوں کے پرخچے اڑ گئے تھے۔ بے شمار وحشی چٹانوں تلے کچلے گئے اور کئی وحشی کھوکھلی زمین میں جا گرے تھے۔ جس جگہ سیاہ تابوت پڑا ہوا تھا وہاں وحشیوں کا خون اچھلا تھا جو اس تابوت پر گرا تھا۔ اس طرح تاگوما بھی زور دار دھماکے سے اڑ کر سیاہ تابوت پر جا گرا تھا۔ اس کا سارا خون نکل کر تابوت پر پھیل گیا تھا۔ تابوت پر چونکہ سات انسانوں کا خون لگ گیا تھا اس لئے تابوت میں دراڑیں پڑ گئی تھیں اور تابوت ٹوٹ کر بکھر گیا تھا۔ تابوت کے اوپر تاگوما کا بہت سا خون تھا۔ وہ خون تابوت میں موجود ساکا کارا پر بھی گر گیا جس سے ساکا کارا جاگ گیا''...... زاشو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو کیا تاگوما اور اس کے سارے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''ہاں آقا۔ ان کی مسخ شدہ لاشیں وہاں بکھری ہوئی تھیں۔ ساکا کارا اب جاگ کر ان وحشیوں کی لاشیں کھا رہا ہے''...... زاشو نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تو برا ہوا ہے۔ بہت برا۔ ساکا کارا کو ایسے نہیں جاگنا چاہئے تھا۔ اس نے خود جاگ کر میرے لئے بہت بڑی پریشانی کھڑی کر دی ہے۔ مجھے ہر حال میں اسے قابو میں کرنا ہے۔ اگر میں نے اسے جلد سے جلد قابو میں نہ کیا تو وہ ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جائے گا۔ پھر میں بھی اسے اپنے قابو میں نہیں کر

سکوں گا''...... سردار اوکاشا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہاں آقا۔ ساکا کارا کو خون مل گیا ہے۔ اسے اب آپ کو سات دنوں کے اندر اندر اپنے قابو میں کرنا ہو گا۔ اگر سات دنوں تک آپ نے اسے اپنے قابو میں نہ کیا تو وہ ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جائے گا''...... زاشو نے کہا۔

''تم بتاؤ زاشو۔ اب میں اسے کس طرح اپنے قابو میں کر سکتا ہوں''...... سردار اوکاشا نے پوچھا۔

''اسے اپنے تابع کرنے کے لئے پہلے تمہیں اس کا تابوت کھول کر اس کے منہ میں اپنے خون کے چند قطرے ٹپکانے تھے۔ تمہارا خون پیتے ہی وہ تمہارے تابع ہو جاتا لیکن اب تمہیں اسے اپنے قابو میں کرنے کے لئے اپنے خون کے ساتھ ساتھ پرنس مکاشو کا بھی خون پلانا پڑے گا۔ تمہارے پاس کالی ماتا کی سیاہ کھوپڑی ہے۔ اس کھوپڑی میں تمہیں اپنا اور پرنس مکاشو کا برابر کا خون ڈالنا پڑے گا کہ کھوپڑی خون سے بھر جائے۔ ساکا کارا جیسے ہی خون پیئے گا وہ نشے میں دھت ہو جائے گا اور پھر تم اسے جو حکم دو گے وہ تمہارے ہر حکم کا پابند ہو جائے گا''...... زاشو نے کہا۔

''اوہ۔ اب تو پرنس مکاشو کا یہاں آنا اور زیادہ ضروری ہو گیا ہے۔ وہ یہاں آئے گا تب ہی میں اس کا خون نکال کر کالی ماتا کی کھوپڑی میں بھر سکوں گا''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''تم فکر مت کرو آقا۔ پرنس مکاشو یہاں ضرور آئے گا۔ میں

ان جنگلوں میں اس کے قدموں کی آواز سن رہا ہوں''...... زاشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مگر ساکا کارا کو میں اب خون کیسے پلاؤں گا۔ وہ تو اب جاگا ہوا ہے۔ اب جو بھی اس کے سامنے جائے گا وہ اسے ایک لمحے میں ہلاک کر کے کھا جائے گا''...... سردار اوکاشا نے جیسے زاشو کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

''اپنا اور پرنس مکاشو کا خون پلانے سے پہلے تمہیں اسے ایک بار پھر سلانا ہو گا آقا۔ اسے سلائے بغیر تم اسے خون نہیں پلا سکو گے''...... زاشو نے کہا۔

''لیکن میں اسے دوبارہ سلاؤں گا کیسے''...... سردار اوکاشا نے پوچھا۔

''ہاکاما سمیت تم دس شیطانی ذریتوں کے آقا ہو۔ اگر تم ساکا کارا کو اپنے قابو میں کرنا چاہتے ہو تو تمہیں ان سب کی ساکا کارا کو بھینٹ دینی پڑے گی''...... زاشو نے کہا تو سردار اوکاشا بے اختیار اچھل پڑا۔

''بھینٹ۔ دس طاقتوں کی بھینٹ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو زاشو۔ اگر میں نے اسے اپنی دس طاقتوں کی بھینٹ دے دی تو میرے پاس کیا بچے گا''...... سردار اوکاشا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ساکا کارا کے دس دل ہیں آقا۔ ہاکاما سمیت تمہاری دس کی دس طاقتوں کو اس کے دلوں میں جانا پڑے گا۔ ان کے ساکا کارا

کے دلوں میں جاتے ہی وہ بدروحیں نکل جائیں گی جو پہلے سے ساکا کارا کے دلوں میں چھپی ہوئی ہیں۔ جیسے ہی تمہاری طاقتیں ساکا کارا کے دلوں پر قبضہ کریں گی ساکا کارا پر ایک دن اور ایک رات کے لئے نیند غالب آئے گی۔ اس دوران تم وہاں جا کر اسے اپنا اور پرنس مکاشو کا خون پلا دینا تو وہ آسانی سے تمہارے قبضے میں آ جائے گا اور سردار ساکا کارا کے مقابلے میں ان دس ذریتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ساکا کارا کی مدد سے تم ہاکاما سے زیادہ طاقتور ذریتوں کو اپنے بس میں کر سکتے ہو''...... زاشو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اگر ایسا ہے تو میں ہاکاما اور باقی شیطانی ذریتوں کی بھینٹ ساکا کارا کو ضرور دوں گا''...... سردار اوکاشا نے خوش ہو کر کہا۔

''میرے لئے اور کیا حکم ہے آقا''...... زاشو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ ضرورت ہو گی تو میں تمہیں بلا لوں گا''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''جانے کے لئے مجھے بھینٹ دو آقا''...... زاشو نے کہا۔

''ارے ہاں۔ بولو۔ کیا بھینٹ چاہتے ہو''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''دس انسانوں کا خون''...... زاشو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میرے قبیلے کے دس انسانوں کو ہلاک کر کے تم

ان کا خون پی سکتے ہو''...... سردار اوکاشا نے بے رحمی سے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ سردار اوکاشا کی اجازت ملتے ہی زاشو روشنی کی لہر میں تبدیل ہوا اور زناٹے سے جھونپڑی سے نکل گیا جیسے اسے خطرہ ہو کہ سردار اوکاشا اس سے دس انسانوں کے خون پینے کی اجازت واپس نہ لے لے۔

شمالی پہاڑی علاقے کے پُرپیچ اور تنگ راستوں پر تین کاریں نہایت تیزی سے دوڑتی چلی جا رہی تھیں۔ کچا راستہ کہیں سے ہموار اور کہیں سے ناہموار تھا جس سے کاریں نہ صرف بار بار اچھل رہی تھیں بلکہ بری طرح سے ہچکولے بھی کھا رہی تھیں۔ یہ کچا راستہ چھوٹی بڑی پہاڑیوں کے دائیں بائیں سے گزرتا تھا جو پہاڑیوں کی دوسری طرف ایک چھوٹی سی وادی نما میدان کی طرف جاتا تھا۔

سڑک چونکہ کچی تھی اس لئے تیز رفتار کاروں کی وجہ سے وہاں دھول کے بادل اڑتے دکھائی دے رہے تھے۔ سب سے آگے والی کار میں جوزف تھا۔ وہ خود کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کے عقب میں آنے والی دو کاریں صفدر اور جولیا کی تھیں۔ جولیا کی کار تنویر ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی۔ عقبی سیٹوں پر کراسٹی اور چوہان تھے۔ اس سے پیچھے والی کار میں صفدر،

نعمانی، خاور اور صدیقی تھے۔ عمران انہیں رانا ہاؤس میں چھوڑ کر نجانے کہاں چلا گیا تھا۔ پھر تین گھنٹوں کے بعد عمران نے جوزف اور جولیا کو الگ الگ فون کیا اور ان سب کو ان پہاڑیوں کی طرف آنے کا حکم دیا اور وہ سب اس طرف روانہ ہو گئے۔

”عمران صاحب نے ہمیں ان ویران اور سنسان پہاڑیوں میں کیوں بلایا ہے“...... پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی کراسٹی نے کافی دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”معلوم نہیں۔ اس نے سیل فون پر ہم سب کو فوری طور پر یہاں پہنچنے کے لئے کہا تھا“...... جولیا نے کہا۔

”اس نے ہمارے ساتھ جوزف کو بھی بلایا ہے۔ شاید اسی شیطانی ذریت ہاکاما کا ہی کوئی معاملہ ہو“......تنویر نے کہا۔

”عمران نے کہا تھا کہ ہاکاما سے نپٹنا جوزف کا کام ہے۔ ہمارا نہیں“...... جولیا نے کہا۔

”ہو سکتا ہے عمران صاحب نے ہمیں اس طرف ہاکاما سے بچانے کے لئے بلایا ہو“...... چوہان نے کہا۔

”ہاکاما سے بچانے کے لئے۔ کیا مطلب“...... جولیا نے چونک کر کہا۔

”ان پہاڑیوں میں جانوروں کے بہت سے بھٹ اور غار موجود ہیں۔ عمران صاحب نے کہا تھا کہ وہ شاہ صاحب سے ملنے کے لئے جا رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے شاہ صاحبؒ نے عمران صاحب کو

ہمیں ایسے ہی کسی غار میں ٹھہرنے کا کہا ہو کہ جب تک ہاکاما فنا نہیں ہو جاتا یا واپس نہیں چلا جاتا ہم وہیں رہیں''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہوسکتا ہے۔ لیکن کیا غار میں ہم اس شیطانی ذریت سے محفوظ رہ سکیں گے۔ وہ ایک سایہ ہے۔ اندھیرے میں تو اس کے لئے اور زیادہ آسانیاں ہوسکتی ہیں''......تنویر نے کہا۔

''اگر شاہ صاحب کے حکم سے عمران صاحب یہ سب کر رہے ہیں تو انہوں نے اس غار کی حفاظت کا بھی کوئی نہ کوئی طریقہ بنایا ہوگا''...... چوہان نے کہا۔

''بہرحال۔ عمران نے ہمیں یہاں کیوں بلایا ہے یہ تو اس کے پاس جا کر ہی پتہ چلے گا''...... جولیا نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑی پہاڑی کا چکر کاٹ کر میدان کی طرف آ گئے۔ میدان کی طرف آتے ہی وہ بری طرح سے چونک پڑے۔ میدان کے وسط میں سرخ رنگ کا تکونی شکل والا ایک بہت بڑا جہاز کھڑا تھا۔ یہ جہاز ایکریمیا کے فائٹر طیارے ایرو کرافٹ جیسا تھا۔

''ریڈ سپیس شپ۔ اوہ۔ یہ تو وہی ریڈ سپیس شپ ہے جسے ہم فراسکو ہیڈکوارٹر سے واپسی پر لائے تھے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن یہ سپیس شپ یہاں کیوں ہے''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

ایک پہاڑی کے پاس عمران کی سپورٹس کار کھڑی ہوئی تھی اور

عمران ریڈ سپیس شپ کے پاس کھڑا تھا۔ ریڈ سپیس شپ کے نیچے ہیلی کاپٹروں جیسے بڑے بڑے پیڈز تھے۔ اس سپیس شپ کا عقبی حصہ کھلا ہوا تھا اور وہاں سے پائیدان جیسی سیڑھیاں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ وہ سب اپنی کاریں عمران کی کار کے پاس لے گئے اور پھر وہ کاروں سے نکل کر ریڈ سپیس شپ کے پاس کھڑے عمران کی طرف بڑھنے لگے۔

''آ گئے تم سب''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں عمران صاحب۔ لیکن آپ نے ہمیں یہاں کیوں بلایا ہے اور یہ ریڈ سپیس شپ''......صفدر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''میں نے سوچا ان دنوں ہم سب فارغ ہیں کیوں نا ریڈ سپیس شپ سے خلاء کی سیر کر لی جائے۔ جب سے ہم اسے فراسکو ہیڈکوارٹر سے لائے ہیں ایک بار بھی اس کی سیر نہیں کی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو تم اس سپیس شپ میں سیر کرنا چاہتے ہو''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''صرف میں نہیں۔ تم سب بھی۔ اس ریڈ سپیس شپ میں ہم دنیا کا چکر لگائیں گے اور دیکھیں گے کہ واقعی یہ دنیا گول ہے یا صرف یہ سب باتیں ہی بنی ہوئی ہیں''...... عمران نے کہا تو سب ساتھی مسکرا دیئے۔

''تم پتہ لگا کر کیا کرو گے کہ دنیا گول ہے یا چوکور''...... جولیا

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں نے کیا کرنا ہے۔ بچپن سے سنتا اور کتابوں میں پڑھتا آیا ہوں کہ دنیا گول ہے۔ اب اگر اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں گا تو مجھے یقین آ جائے گا۔ اگر دنیا گول نہ ہوئی تو میں دنیا والوں کی تصحیح تو کرسکوں گا کہ دنیا گول نہیں چپٹی ہے، بیضوی ہے یا پھر چوکور ہے۔ میرے اس کارنامے کو رہتی دنیا تک سراہا جائے گا اور ہو سکتا ہے میری اس تحقیق پر مجھے کوئی نوبل پرائز ہی مل جائے۔ تنویر تو مانتا نہیں۔ دنیا کا کوئی تو ایسا بھائی ہو گا جو مجھ جیسے نوبل پرائز یافتہ کو اپنی بہن کا رشتہ دے دے گا''...... عمران نے کہا تو سب کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ تنویر کا منہ بن گیا۔

''تو آپ نوبل پرائز شادی کرنے کے لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''خوش اخلاق، خوش گفتار اور وہ کیا کہتے ہیں۔ ہاں۔ سگھڑ بیوی۔ اگر کسی کو سگھڑ بیوی مل جائے تو وہ بھی کسی نوبل پرائز سے کم نہیں ہوتی۔ اب ایک نوبل پرائز میرے سامنے تو ہے۔ مگر''۔ عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''اوٹ پٹانگ باتوں کے سوا تمہیں اور آتا ہی کیا ہے''۔ جولیا نے منہ بنا کر مصنوعی غصے سے کہا حالانکہ عمران کی بات سن کر اس کے چہرے پر قوس قزح کے رنگ بکھر گئے تھے۔

''مجھے رونا بھی آتا ہے۔ ہنسنا بھی آتا ہے۔ میں گانا بھی گا سکتا ہوں اور مجھے ناچنا بھی آتا ہے۔ کہو تو ناچ کر دکھاؤں تمہیں''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم جیسے احمق سے کوئی بعید نہیں کہ یہاں ناچنا شروع کر دو''...... جولیا نے بوکھلا کر کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''احمق انسان اور کر بھی کیا سکتا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اور کچھ کرے نہ کرے ٹیڑھے میڑھے منہ تو بنا سکتا ہے اور یہ کام تمہیں مجھ سے زیادہ اور بہت اچھی طرح سے آتا ہے''۔ عمران نے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران نے بڑی خوبصورتی سے اسے ہی احمق کا خطاب دے دیا تھا۔

''اچھا عمران صاحب۔ اب بتائیں آپ نے ہمیں یہاں کیوں بلایا ہے''...... صفدر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

''تم سب کی شکلیں دیکھنے کے لئے''...... عمران نے جلدی سے جواب دیا۔

''کیوں۔ کیا پہلے کبھی تم نے ہماری شکلیں نہیں دیکھیں''۔ جولیا نے کہا۔

''دیکھی ہوں گی۔ مجھے یاد نہیں رہا''...... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں سامان لے آؤں''...... جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ سارا سامان لا کر سپیس شپ میں رکھ دو''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو جوزف سر ہلا کر مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے کار کی پچھلی سیٹوں پر رکھے ہوئے دو بڑے بڑے بیگ نکالے اور انہیں اٹھا کر ریڈ سپیس شپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''اوہ۔ اب سمجھا۔ تو آپ سردار اوکاشا اور ساکا کارا کو ہلاک کرنے کے لئے اس شپ میں جائیں گے''...... صدیقی نے اچانک کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''تو کیا کروں۔ سیاما جزیرہ اس پہاڑی کی دوسری طرف تو ہے نہیں کہ چھلانگیں لگائیں اور وہاں پہنچ جائیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن ریڈ سپیس شپ ہی کیوں۔ ہم وہاں جہاز یا پھر ہیلی کاپٹروں سے بھی تو جا سکتے تھے''...... صفدر نے کہا۔

''اس کے لئے ہمیں طویل ترین سفر کرنا پڑتا اور نجانے کن کن حالات سے دوچار ہونا پڑتا۔ سیاما جزیرے تک جانے کے لئے اگر ہمیں افریقی حکومت ہیلی کاپٹر فراہم نہ کرتی تو۔ ویسے بھی سیاما جزیرہ آتش فشاں پہاڑوں سے بھرا ہوا ہے۔ وہاں ہیلی کاپٹر میں جانا خطرے سے خالی نہیں تھا اس لئے میں نے وہاں جانے کے

لئے ریڈ سپیس شپ کا انتخاب کیا ہے۔ ایک تو ہم ریڈ سپیس شپ کے ذریعے بہت کم وقت میں سیاما جزیرے تک پہنچ جائیں گے اور دوسرے آتش فشاں جزیرے پر ریڈ سپیس شپ کو کوئی نقصان پہنچنے کا بھی اندیشہ نہیں ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں واقعی۔ یہ معاملہ جس قدر جلد ختم ہو جائے اتنا ہی اچھا ہو گا''...... کراسٹی نے کہا۔

''لیکن ساکا کارا کی ہلاکت ہو گی کیسے۔ تم تو شاہ صاحب سے ملنے گئے تھے۔ کیا کہا ہے انہوں نے''...... جولیا نے پوچھا۔

''انہوں نے مجھے دعا دیتے ہوئے کہا کہ مجھے جلد سے جلد اپنی پسند سے شادی کر لینی چاہئے۔ اور۔ اور اب کیا بتاؤں''...... عمران نے ایک بار پھر پٹڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

''کیا بے ہودگی ہے۔ کبھی تو عقل سے کام لے لیا کرو''۔ جولیا نے منہ بنا کر کہا تو ان سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''عقل ہے کہاں اس کے پاس''...... تنویر نے موقع سے فائدہ اٹھا کر فوراً چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ ساری عقل تو اس کے پاس ہے۔ لیکن سنا ہے کہ عقل والے بھائی اپنی بہنوں کا بوجھ زیادہ دیر اپنے کاندھوں پر نہیں اٹھائے پھرتے۔ اس معاملے میں پتہ نہیں اس کی عقل کو کیا ہو جاتا ہے''...... عمران نے جوابی چوٹ کرتے ہوئے کہا تو تنویر کٹ کر رہ گیا۔ اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن پھر فوراً ہی بند کر لیا۔

”کہو۔ کہو۔ تم کچھ کہنے لگے تھے۔ شاید تمہارے منہ سے کوئی عقل والی بات نکل ہی جائے“...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

”تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا“...... جولیا نے دوبارہ عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”دنیا گول ہے کا جواب یا“...... عمران نے کہا تو جولیا اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

”تم سے تو واقعی بات کرنا ہی فضول ہے“...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ تم تو ناراض ہو گئی ہو۔ پوچھو۔ پوچھو۔ کیا پوچھنا ہے۔ پوچھو گی نہیں تو میں تمہیں جواب کیسے دوں گا“۔ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ اب مجھے کچھ نہیں پوچھنا۔ بتانا ہو گا تو خود ہی بتا دینا“...... جولیا نے اسی انداز میں کہا۔

”حال دل خود ہی بتانے کو دل تو کر رہا ہے۔ مم۔ مگر“۔ عمران نے خوفزدہ نظروں سے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سب ساتھی ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”اب ہم سپیس شپ میں بیٹھیں یا واپس چلے جائیں“...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

”کاش صفدر نے خطبہ نکاح یاد کر لیا ہوتا تو کسی نکاح خواں کو

سپیس میں جا کر تلاش نہ کرنا پڑتا“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ یہ دیکھ کر جولیا نے بھی ایک طویل سانس لیا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

”آؤ سب“...... جولیا نے کہا اور سیڑھیاں چڑھتی ہوئی سپیس شپ میں آ گئی۔ پھر باقی سب ساتھی بھی ایک ایک کر کے اوپر آتے چلے گئے۔ ریڈ سپیس شپ اندر سے ایک بڑے کمرے جیسی نظر آ رہی تھی جس میں چاروں طرف مشینیں ہی مشینیں اور سکرینیں لگی ہوئی تھیں۔ تمام مشینیں کمپیوٹرائزڈ تھیں۔ ان مشینوں کے پاس مخصوص کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جن کی تعداد دس تھی۔ سامنے کی طرف کنٹرولنگ پینل تھا اور وہاں کا سسٹم کسی جہاز کے کاک پٹ جیسا نظر آ رہا تھا۔ مشینوں کے اوپر بڑی سی سکرین لگی ہوئی تھی جو روشن تھی اور اس سکرین پر باہر کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ وہاں ایک بڑی ریوالونگ چیئر تھی۔ اس چیئر کے دائیں بازو پر بھی کنٹرولنگ بٹن لگے ہوئے تھے۔ عمران اس کرسی پر جا کر بیٹھ گیا تھا اور کنٹرول پینل پر لگے مختلف بٹن پریس کرتا جا رہا تھا جس سے سائیڈوں پر موجود باقی مشینیں بھی آن ہوتی جا رہی تھیں۔ مشینوں کے ساتھ ساتھ ان پر لگی ہوئی سکرینیں بھی آن ہوتی جا رہی تھیں۔ عمران کے ساتھ والی مشین کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر جوزف بیٹھ گیا تھا۔ جولیا بائیں طرف آ گئی اور پھر باقی سب دوسری کرسیوں پر بیٹھتے چلے گئے۔

"اپنی سیٹ بیلٹس باندھ لو اور کانوں پر ہیڈ فونز لگا لو"۔ عمران نے کرسی موڑ کر ان سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب سیٹ بیلٹس باندھنے لگے۔ پھر انہوں نے مشینوں کی سائیڈوں میں ہکوں سے لگے ہوئے ہیڈ فون اتارے اور اپنے کانوں پر چڑھا لئے۔ ہیڈ فونز کے ساتھ مائیک بھی لگے ہوئے تھے جو ان کے منہ تک آ رہے تھے۔عمران نے دائیں طرف لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو سرر کی آواز کے ساتھ سیڑھیاں سمٹتی چلی گئیں اور سائیڈ کی دیوار سے ایک دروازہ سا نکل کر دوسری دیوار میں دھنس گیا۔ پھر عمران نے کسی طیارے کے کاک پٹ میں موجود کنٹرولنگ پینل کی طرح اس کے کنٹرول پینل کے مختلف بٹنوں کو پریس کرنا اور سوئچز آن کرنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے ریڈ سپیس شپ سے سرسراہٹوں جیسی آوازیں نکلنے لگیں۔عمران نے سیٹ کے آگے لگا ہوا کنٹرولنگ لیور سنبھالا اور اس پر لگے ہوئے چار بٹنوں میں سے ایک بٹن انگوٹھے سے پریس کر دیا۔ جیسے ہی بٹن پریس ہوا ریڈ سپیس شپ کو ایک خفیف سا جھٹکا لگا اور وہ آہستہ آہستہ اوپر اٹھنا شروع ہو گئی۔ ریڈ سپیس شپ کی تمام سکرینیں آن تھیں جن پر باہر کا منظر عام ونڈوز کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔

عمران سپیس شپ نہایت آہستہ آہستہ اوپر اٹھا رہا تھا۔ اس نے ایک اور بٹن پریس کیا تو اس کے سامنے سکرین پر منظر بدل گیا۔ اب سکرین پر ریڈ سپیس شپ دکھائی دے رہی تھی جو زمین سے

دھواں اڑاتی ہوئی آہستہ آہستہ اوپر اٹھتی جا رہی تھی۔ عمران نے ایک اور بٹن دبایا اور ساتھ ہی ایک ہینڈل پکڑ کر ایک جھٹکے سے اوپر کیا تو ریڈ سپیس شپ کے نیچے لگے ہوئے پیڈز سپیس شپ کے اندر دھنستے لگے۔ نیچے ایک بڑا سا خانہ کھل گیا تھا۔ پیڈ اس خانے میں چلے گئے تو خانے پر بھی سرخ رنگ کی چادر چڑھ گئی۔

عمران نے لیور کو قدرے اپنی طرف کھینچا تو ریڈ سپیس شپ کا اگلا حصہ اوپر کی طرف اٹھ گیا۔عمران نے فوراً سائیڈ میں موجود بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے سپیس شپ کے عقبی حصے سے دو خانے سے کھلے اور ان میں سے دو بڑے بڑے برنر باہر آ گئے۔ برنر خانوں میں آ کر جیسے ہی ایڈجسٹ ہوئے ان میں شعلے سے چمکے اور پھر ان برنروں سے تیز رفتار شعلے نکلنے لگے۔عمران کا پیر سپیڈ پیڈل پر تھا۔

"ریڈی"......عمران نے ان سب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس"...... ان سب نے ایک ساتھ کہا تو عمران نے لیور کا ایک اور بٹن دبایا اور سپیڈ پیڈل پر دباؤ ڈال دیا۔ اسی لمحے ریڈ سپیس شپ کو ایک اور جھٹکا لگا اور وہ اچانک توپ سے نکلے ہوئے گولے سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے عمودی انداز میں فضا میں بلند ہوتی چلی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان کی وسعتوں میں غائب ہو گئی۔

"میں حاضر ہوں سردار"...... ہاکاما نے اچانک سردار اوکاشا کے سامنے نمودار ہو کر نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کی آواز سن کر سردار اوکاشا چونک پڑا جو گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

"آ گئے تم"...... سردار اوکاشا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں سردار۔ تم نے آواز دی تھی اس لئے میں فوراً آ گیا"۔ ہاکاما نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ سردار اوکاشا کے سامنے وہ سائے کے روپ میں ہی آیا تھا جو اس کا اصل روپ تھا۔

"پرنس مکاشو کا کیا ہوا"...... سردار اوکاشا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"وہ میری توقع سے زیادہ خطرناک ہے سردار۔ میں نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر قابو پانے کی بہت کوشش کی تھی لیکن"۔ ہاکاما

نے سر جھکاتے ہوئے نہایت شرمندہ سے انداز میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے تم پرنس مکاشو اور اس کے ساتھیوں کو یہاں لانے میں ناکام ہو گئے ہو"...... سردار اوکاشا نے غراتے ہوئے کہا۔

"پرنس مکاشو پر رشیوں اور مہا رشیوں کا سایہ ہے سردار اور وہ انہی کی ایماء پر اپنے ساتھیوں کی بھی حفاظت کر رہا ہے"...... ہاکاما نے خوف بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تم پر بہت ناز تھا ہاکاما۔ میں سمجھتا تھا کہ میری دس شیطانی ذریتوں میں تم سب سے زیادہ مہان اور طاقتور ہو۔ جو کام دوسری ذریتیں نہیں کر سکتیں وہ تم کر سکتے ہو مگر پرنس مکاشو اور اس کے چند عام انسان ساتھیوں کے سامنے تمہیں پسپا ہوتے دیکھ کر مجھے بہت مایوسی ہوئی ہے۔ بہت مایوسی"...... سردار اوکاشا نے کہا۔ ہاکاما نے اس بار خاموشی سے سر جھکا لیا تھا۔

"اب کہاں ہیں وہ سب"...... سردار اوکاشا نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

"وہ ایک فولادی پرندے میں ہیں آقا اور اس طرف آ رہے ہیں"...... ہاکاما نے کہا۔

"اس طرف۔ مطلب ان جنگلوں میں"...... سردار اوکاشا نے چونک کر کہا۔

"ہاں آقا"...... ہاکاما نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"کون کون ہیں اور کیا پرنس مکاشو ان کے ساتھ ہے"۔ سردار اوکاشا نے پوچھا۔

"ہاں آقا۔ پرنس مکاشو بھی آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ اس کا آقا پاناشی اور باقی وہ سب ہیں جن پر میں نے سرخان جادو چلایا تھا"...... ہاکاما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ یہاں خود آ رہے ہیں یا تم نے انہیں آنے کے لئے مجبور کیا ہے"...... سردار اوکاشا نے پوچھا۔

"نہیں آقا۔ میں انہیں مجبور نہیں کر سکا تھا۔ وہ اپنی مرضی سے یہاں آ رہے ہیں"...... ہاکاما نے اس بار بڑے دھیمے لہجے میں کہا۔

"اپنی مرضی سے۔ کیوں"...... سردار اوکاشا نے چونک کر کہا۔

"میں نے چھپ کر ان کی باتیں سنی ہیں آقا۔ وہ سب آپ کو اور ساکا کارا کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں"...... ہاکاما نے اسی دھیمے انداز میں کہا اور سردار اوکاشا کا چہرہ حیرت اور غصے سے بگڑ گیا۔

"وہ معمولی انسان مجھے اور ساکا کارا کو نقصان پہنچانے آ رہے ہیں۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو ہاکاما"...... سردار اوکاشا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں غلط نہیں کہہ رہا آقا۔ پاناشی اور پرنس مکاشو آپ اور ساکا کارا کو دنیا کے لئے بہت بڑا خطرہ سمجھتے ہیں اور انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ہر حال میں آپ اور ساکا کارا کو ختم کر دیں

گے"...... ہاکاما نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"وہ مجھے اور ساکا کارا کو ختم کریں گے۔ ہونہہ۔ کیا میں اور ساکا کارا اتنے ہی کمزور ہیں کہ وہ آئیں گے اور ہمیں ہلاک کر کے چلے جائیں گے"...... سردار اوکاشا نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"انہیں آپ کی اور ساکا کارا کی طاقتوں کا اندازہ نہیں ہے سردار"...... ہاکاما نے کہا۔

"انہیں اندازہ ہو بھی نہیں سکتا۔ میری طاقتیں لازوال ہیں"۔ سردار اوکاشا نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔

"آقا۔ انہیں معلوم ہے کہ ساکا کارا کو کیسے فنا کیا جا سکتا ہے"...... ہاکاما نے کہا تو سردار اوکاشا بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساکا کارا کیسے فنا ہو سکتا ہے"...... سردار اوکاشا نے بے حد تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں آقا۔ پرنس مکاشو اپنے آقا پاناشی کو بتا رہا تھا کہ ایک رشی اور ایک مہا رشی اس سے ملا تھا اور اس نے پرنس مکاشو کو ساکا کارا کی ہلاکت کا طریقہ بتایا تھا"...... ہاکاما نے کہا تو سردار اوکاشا کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات پھیل گئے۔

"کیا بتایا تھا اس نے۔ کیا سنا تھا تم نے"...... سردار اوکاشا نے اس بار نہایت پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

"پرنس مکاشو اپنے آقا پاناشی کو بتا رہا تھا کہ ساکا کارا کے دس

دل ہیں۔ اس کے دل جسم کے اندر جن حصوں میں ہیں وہاں باہر جسم پر سیاہ رنگ کے داغ ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ساکا کارا کے دل کہاں کہاں ہیں۔ اگر ساکا کارا کے جسم پر موجود سیاہ نشانوں پر چاندی اور سیسے کی بنی ہوئی گولیاں ماری جائیں تو وہ گولیاں ساکا کارا کے جسم میں جا کر اس کے دلوں میں گھس جائیں گی اور ساکا کارا وہیں ہلاک ہو جائے گا اور پھر اسے اٹھا کر کسی آتش فشاں میں گرا دیا جائے تو وہ فوراً جل کر راکھ ہو جائے گا''...... ہاکاما نے کہا تو سردار اوکاشا کا رنگ یکدم تبدیل ہو گیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ پرنس مکاشو، ساکاسا کارا کی ہلاکت کا راز کیسے جان گیا۔ یہ تو غلط ہوا ہے۔ بہت غلط''...... سردار اوکاشا نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔

''وہ سب بے حد ماہر نشانہ باز ہیں آقا اور وہ اپنے ساتھ سیسے اور چاندی کی بنی ہوئی گولیاں بھی لا رہے ہیں۔ پرنس مکاشو کے پاس گملوگاما گی کا خنجر بھی ہے۔ وہ اس خنجر سے بھی ساکا کارا کو زخمی کر سکتا ہے''...... ہاکاما نے مزید بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ نہیں۔ نہیں۔ اگر ساکا کارا کو کچھ ہو گیا تو میرا کیا ہو گا۔ میرا سارا کھیل، سارے خواب ختم ہو جائیں گے''...... سردار اوکاشا نے اسی انداز میں کہا۔

''ہاں آقا۔ اگر ان سب کو سیاما جزیرے پر جانے سے نہ روکا گیا تو ان سے ساکا کارا کو بچانا مشکل ہو جائے گا۔ بہت مشکل''۔

ہاکاما نے کہا۔

''اوہ۔ مگر انہیں وہاں جانے سے کیسے روکا جائے۔ کیا انہیں روکنے کا تم کوئی طریقہ جانتے ہو''...... سردار اوکاشا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''نہیں آقا۔ میں نہیں جانتا۔ آپ پاتال کی سیاہ بھوگی کو بلا لیں۔ وہ آپ کے ہر سوال کا جواب دے دے گی اور آپ کے مسئلوں کا بھی صحیح حل بتا دے گی''...... ہاکاما نے کہا۔

''سیاہ بھوگی۔ اوہ۔ وہ تو خونخوار شیرنی ہے۔ اگر اسے میں نے پاتال سے بلایا تو وہ میرے قبیلے کے تمام وحشیوں کا خون پی جائے گی۔ بھینٹ کے طور پر وہ مجھ سے میرا سارا قبیلہ بھی مانگ سکتی ہے''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''اس سے پہلے کہ وہ آپ سے کوئی بھینٹ مانگے آپ خود ہی اسے بھینٹ دے دینا آقا''...... ہاکاما نے کہا۔

''کیا مطلب''...... سردار اوکاشا نے چونک کر کہا۔

''جب وہ آپ کے سامنے آئے تو آپ اس سے کوئی اور بات کرنے کی بجائے یہاں سے دور ناناش جنگلوں کی طرف بھیج دینا۔ ان جنگلوں میں ناناش نامی ایک بہت بڑا قبیلہ ہے جہاں چار ہزار سے بھی زیادہ وحشی موجود ہیں۔ آپ بھینٹ کے طور پر اسے ان سب کا خون پینے کی اجازت دے دو گے تو وہ آپ سے اور کوئی بھینٹ نہیں مانگے گی''...... ہاکاما نے سردار اوکاشا کو مشورہ دیتے

ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ اس طرح میرا قبیلہ بچ جائے گا''۔ سردار اوکاشا نے کہا۔

''میں جاؤں''...... ہاکاما نے کہا۔

''ہاں جاؤ۔ پاتال میں جا کر سیاہ بھوگی کو میرا پیغام دو کہ وہ فوراً مجھ سے آ کر ملے''...... سردار اوکاشا نے سخت لہجے میں کہا۔

''جو حکم''...... ہاکاما نے کہا اور پھر وہ وہاں سے غائب ہونے کی بجائے زمین میں دھنستا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ زمین میں اتر کر غائب ہو گیا۔

''پرنس مکاشو، اس کا آقا پاناشی اور اس کے ساتھی تو میرے لئے واقعی پریشانی کا سبب بنتے جا رہے ہیں۔ پہلے مجھے پرنس مکاشو کی صرف آنکھیں چاہئیں تھیں۔ اب مجھے اس کا خون بھی درکار ہے۔ اس کے خون اور اس کی آنکھوں کو حاصل کئے بغیر میں ساکا کارا کو اپنے بس میں نہیں کر سکتا۔ میں ایسا کیا کروں کہ پرنس مکاشو اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے۔ میں اس کی آنکھیں نوچ لوں اور اس کے جسم سے سارا خون بھی نکال کر کالی ماتا کی سیاہ کھوپڑی میں جمع کر لوں''...... ہاکاما کے جانے کے بعد سردار اوکاشا نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے جھونپڑی کے باہر سے ایک تیز پھنکار کی آواز سنائی دی تو سردار اوکاشا بے اختیار اچھل پڑا۔

''سیاہ بھوگی۔ یہ تو سیاہ بھوگی کی آواز ہے''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''آؤ۔ آؤ اندر آؤ بھوگی''...... سردار اوکاشا نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ باہر سے ایک بار پھر تیز پھنکار کی آواز سنائی دی اور پھر ایک سیاہ فام عورت ہاتھوں اور پیروں کے بل چوپایوں کی طرح دوڑتے ہوئے انداز میں اندر آ گئی۔ اس عورت کے جسم پر سیاہ لبادے نما لباس تھا اور اس کے سر کے بال سفید اور بے حد لمبے تھے۔ عورت کا چہرہ لمبوترا تھا۔ اس کی آنکھیں گول اور باہر کی طرف ابلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس عورت کی ناک چپٹی تھی اور اس کے ہونٹ بے حد موٹے موٹے تھے۔

''تم نے مجھے بلایا تھا سردار اوکاشا''...... اس عورت نے سر اٹھا کر سردار اوکاشا کو گھورتے ہوئے اور چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''ہاں سیاہ بھوگی۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں تم سے کچھ اور کہوں تم ناناش جنگلوں کے ناناش قبیلے میں جاؤ۔ وہاں چار ہزار سے زیادہ وحشی موجود ہیں۔ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم وہاں جا کر بھینٹ کے طور پر جتنے وحشیوں کا چاہو خون پی سکتی ہو''۔ سردار اوکاشا نے کہا۔

''چار ہزار وحشی۔ اوہ۔ کیا میں ان سب کا بھی خون پی سکتی ہوں''...... سیاہ بھوگی نے خوش ہو کر کہا۔

''ہاں۔ میں وہ سارا قبیلہ بھینٹ کے طور پر تمہیں دیتا ہوں''۔

سردار اوکاشا نے کہا تو سیاہ بھوگی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''ٹھیک ہے۔ وہ سارا قبیلہ اب میرا ہے۔ میں جب چاہوں گی ان کی بھینٹ لے لوں گی۔ تم بتاؤ۔ تم نے کیوں بلایا ہے مجھے''۔ سیاہ بھوگی نے کہا۔

''تم زمین کے اندر اور زمین کے باہر کے ہزاروں، لاکھوں راز جانتی ہو سیاہ بھوگی۔ سیاہ شیطانی طاقتوں کا آج کیا ہے اور کل کیا ہو گا تم اس کا بھی پتہ لگا سکتی ہو''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''ہاں۔ میں جانتی ہوں''...... سیاہ بھوگی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میں اس دنیا پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں سیاہ بھوگی اس لئے میں برسوں سے اپنے قبیلے سے دور سیاہ غاروں اور پہاڑوں پر جا کر شیطان کی پوجا کرتا رہا ہوں۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ ساری دنیا پر قبضہ کرنے کے لئے مجھے ساکا کارا نامی ایک شیطانی عفریت کو تلاش کرنا ہو گا جسے پرانے زمانے کے ایک مہا رشی نے پتھر کے سیاہ تابوت میں بند کر کے آتش فشاں پہاڑ کے اندر پھینک دیا تھا۔ ساکا کارا عفریت اس تابوت میں زندہ تھا۔ اسے وقتی طور پر سلا دیا گیا تھا۔ مجھے اس کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ اگر میں کسی طرح آتش فشاں پہاڑ کے اندر سے ساکا کارا کا سیاہ تابوت نکال لوں اور پھر اس تابوت کو کھول کر اس میں سوئے ہوئے ساکا کارا کو جگا لوں اور اسے اپنے تابع کر لوں تو میں اس کی مدد سے ساری دنیا پر

قبضہ کر سکتا ہوں۔ ساکا کارا ایک طاقتور اور انتہائی خونخوار عفریت ہے جو ان تمام انسانوں کو ہلاک کر سکتا ہے جن کا تعلق روشنی کی دنیا سے ہے۔

شیطان، اس کی ذریتوں اور شیطانی طاقتوں کے لئے صرف روشنی کی دنیا میں رہنے والے انسان ہی خطرہ بنتے ہیں۔ اگر ان کو ختم کر دیا جائے تو ہم ساری دنیا پر آسانی سے قبضہ کر سکتے ہیں۔ بہرحال میں نے کئی سال دن رات پوجا کی اور پتہ لگا لیا کہ ساکا کارا کا سیاہ تابوت کہاں ہے۔ ساکا کارا کا سیاہ تابوت سیاما نامی جزیرے کے ایک آتش فشاں پہاڑ کے اندر چھپا ہوا تھا۔ اس جزیرے پر بے شمار آتش فشاں پہاڑ موجود ہیں جو پھٹتے رہتے ہیں اور لاوا اگلتے رہتے ہیں۔ لیکن جس پہاڑ کے اندر ساکا کارا کا سیاہ تابوت تھا وہ پہاڑ سویا ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی جادوئی طاقتوں کے ذریعے اس پہاڑ کے اندر لاوا اکٹھا کیا تو وہ پہاڑ بھی زندہ ہو گا۔ پھر ایک دن وہ پہاڑ پھٹ گیا۔ اس پہاڑ سے زور و شور کے ساتھ لاوا نکلنا شروع ہو گیا اور پھر پہاڑ میں موجود ساکا کارا کا تابوت اس پہاڑ سے نکل کر باہر آ گیا۔

ساکا کارا کے بارے میں مجھے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ جس مہا رشی نے اسے بے ہوش کر کے سیاہ تابوت میں قید کیا تھا اس نے ساکا کارا کی دونوں آنکھیں نکال کر اسے اندھا کر دیا تھا تاکہ اگر کبھی اس کا تابوت آتش فشاں پہاڑ سے نکل کر کھل جائے اور ساکا کارا

جاگ بھی جائے تو وہ اندھا ہونے کی وجہ سے اسی جزیرے پر قید رہے۔ ساکا کارا کو جس مہا رشی نے اندھا اور بے ہوش کر کے سیاہ تابوت میں قید کیا تھا اس کا تعلق مکاشو خاندان سے تھا۔ اس مکاشو خاندان سے جو بظاہر سفلی دنیا کے لئے کام کرتے تھے مگر وہ درپردہ شیطانی دربار میں جا کر شیطان اور اس کی ذریتوں کے خلاف کام کرتے رہتے تھے اور ان کے راز حاصل کرتے تھے۔ اب اگر میں سیاما جزیرے پر جا کر ساکا کارا کو سیاہ تابوت سے نکال کر اسے جگا بھی لیتا تو وہ میرے کسی کام نہیں آ سکتا تھا جب تک اس کی آنکھیں نہ مل جاتیں۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ ساکا کارا کا اندھا پن صرف اور صرف مکاشو خاندان کے کسی سردار کی آنکھوں سے ہی ختم ہو سکتا ہے۔ جنگلوں سے ایک ایک کر کے مکاشو خاندان کے تمام سردار ختم ہو چکے ہیں۔ اس خاندان کا صرف ایک ہی سردار زندہ تھا جو مکاشو خاندان کا آخری پرنس تھا اس لئے ساکا کارا کو صرف اس پرنس مکاشو کی ہی آنکھیں لگائی جا سکتی تھیں''...... سردار اوکاشا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یہ سب مجھے مت بتاؤ۔ میں سب جانتی ہوں۔ پرنس مکاشو کون ہے اور تم نے اس کی آنکھیں حاصل کرنے کے لئے کیا کچھ کیا ہے مجھے ہر بات کی خبر ہے''...... سیاہ بھوگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اگر تم سب کچھ جانتی ہو تو پھر تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ

پرنس مکاشو اور اس کا آقا پاناشی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں آ رہا ہے اور وہ ساکا کارا کو ہلاک کرنے کا راز جانتا ہے''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''ہاں۔ میں یہ بھی جانتی ہوں''...... سیاہ بھوگی نے کہا۔

''مجھے ساکا کارا کے لئے نہ صرف پرنس مکاشو کی آنکھوں کی ضرورت ہے بلکہ اب مجھے اس کا خون بھی چاہئے۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ میں انہیں ساکا کارا کو ہلاک کرنے سے کیسے روکوں۔ اگر وہ سب سیاما جزیرے پر چلے گئے اور انہوں نے واقعی ساکا کارا کو ہلاک کر دیا تو کیا ہو گا''...... سردار اوکاشا نے کہا۔

''یہ سچ ہے۔ وہ سب نہ صرف ساکا کارا بلکہ تمہارے خاتمے کے لئے بھی آ رہے ہیں۔ اگر واقعی انہیں نہ روکا گیا تو وہ ساکا کارا کو ہلاک کر کے تمہیں اور تمہارے قبیلے کو بھی نیست و نابود کر دیں گے''...... سیاہ بھوگی نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو سیاہ بھوگی''...... سردار اوکاشا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میری بات غور سے سنو سردار اوکاشا۔ تمہیں ساکا کارا کو اپنے تابع کرنے کے لئے صرف پرنس مکاشو کی ضرورت ہے۔ پاناشی اور اس کے باقی ساتھی تمہارے لئے قطعی غیر اہم ہیں۔ تم ان سب کا خاتمہ کر دو اور صرف پرنس مکاشو کو ہی اپنے قابو میں کرنے کی کوشش کرو۔ تمہارے پاس ہاکاما ہے اور ہاکاما کے پاس کایامی ناگ

کا زہریلا دانت بھی موجود ہے۔ پرنس مکاشو اور اس کے ساتھی جیسے ہی ان جنگلوں میں قدم رکھیں گے ان کے سروں پر جن رشیوں اور مہا رشیوں کے سائے اور ہاتھ ہیں وہ ہٹ جائیں گے اور وہ سب عام انسان رہ جائیں گے۔ پھر ہاکاما آسانی سے پرنس مکاشو کے پاس جا سکتا ہے۔ اسے بس پرنس مکاشو کو کایامی ناگ کا زہریلا دانت چبھونا ہے جس سے وہ فوراً بے ہوش ہو جائے گا۔ پھر جب تک اس کے جسم سے زہریلا دانت نہیں نکالا جائے گا اسے ہوش نہیں آئے گا۔ تم اس کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھا کر اس کی آنکھوں سے روشن سیاہ چشمہ اتار لینا اس طرح تم آسانی سے اس کی آنکھیں بھی حاصل کر سکتے ہو اور اس کا خون بھی''...... سیاہ بھوگی نے کہا۔

''لیکن وہ سب ایک اڑنے والے تیز رفتار فولادی پرندے میں ہیں سیاہ بھوگی۔ اگر وہ اس فولادی پرندے میں پہلے سیاما جزیرے کی طرف چلے گئے تو پھر''...... سردار اوکاشا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''اس کے لئے تم اپنی جادوئی طاقتیں استعمال کرو۔ اس فولادی پرندے کو سیاما جزیرے کی طرف مت جانے دو اور اسے یہاں آنے پر مجبور کر دو''...... سیاہ بھوگی نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ میں اس فولادی پرندے کو جادو سے یہاں کھینچ کر لا سکتا ہوں''...... سردار اوکاشا نے خوش ہو کر کہا۔

''وہ لوگ جیسے ہی فولادی پرندے سے باہر آئیں ہاکاما کو فوراً آگے کر دینا تاکہ وہ پرنس مکاشو کو کایامی ناگ کا زہریلا دانت چبھا دے۔ پھر باقی سب کو تم یا تمہارے قبیلے کے وحشی ہلاک کر دیں گے''...... سیاہ بھوگی نے کہا۔

''بالکل ٹھیک۔ بالکل ٹھیک۔ تم نے بالکل ٹھیک کہا ہے سیاہ بھوگی۔ پریشانی کی وجہ سے مجھے کوئی راہ ہی نہیں سجھائی دے رہی تھی لیکن تم نے جو مشورہ دیا ہے اس سے بہتر اور کوئی مشورہ نہیں ہو سکتا۔ میں واقعی ان سب کو ہلاک کر دوں گا۔ صرف پرنس مکاشو ہی میرے کام کا انسان ہے۔ باقی سب کیڑے مکوڑے ہیں جنہیں مجھے اپنے پیروں تلے کچلنا ہی ہو گا''...... سردار اوکاشا نے مسرت بھرے اور انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''بس ایک بات کا دھیان رکھنا سردار اوکاشا''...... سیاہ بھوگی نے کہا تو سردار اوکاشا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کس بات کا دھیان''...... سردار اوکاشا نے فوراً پوچھا۔

''پاناشی اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ہاکاما آ چکا ہے اور ہاکاما نے پاناشی کے ساتھیوں پر سرخان جادو بھی کیا تھا جبکہ پاناشی کے سر میں ہاکاما نے اپنا ایک ناخن بھی چبھا دیا تھا۔ ان پر چونکہ ایک بڑی شیطانی طاقت نے جادو کیا تھا اس لئے اب دوبارہ ان پر کوئی جادو نہیں چلایا جا سکتا۔ اگر تم نے بھی ان پر جادو چلانے کی کوشش کی تو اس کا الٹا تمہیں ہی نقصان ہو گا۔ ہاکاما بھی پرنس

مکاشوکو کایامی ناگ کا زہریلا دانت چبھانے کے لئے جائے گا اور غائب ہو جائے گا۔ تمہاری کسی بھی شیطانی طاقت یا ذریتوں کو ان کے سامنے جانے کی اجازت نہیں ہو گی۔ ان سب کو پکڑنے اور ہلاک کرنے کے لئے تم اور تمہارے قبیلے کے وحشی عام انسانوں کی طرح جائیں گے''...... سیاہ بھوگی نے سردار اوکاشا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو بہت مشکل ہو جائے گی۔ تم نے ابھی تو کہا تھا کہ میں فولادی پرندے کو جادو کے زور سے یہاں کھینچ کر لا سکتا ہوں''...... سردار اوکاشا نے دوبارہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''تمہارا جادو صرف فولادی پرندے کو کھینچ کر یہاں لانے کے لئے کام کر سکتا ہے۔ انہیں ہلاک یا نقصان پہنچانے کے لئے نہیں''...... سیاہ بھوگی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ میں وہی کروں گا جو تم نے کہا ہے''...... سردار اوکاشا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اب میں جاؤں''...... سیاہ بھوگی نے کہا۔

''ہاں جاؤ''...... سردار اوکاشا نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا تو سیاہ بھوگی مڑی اور چوپایوں کی طرح بھاگتی ہوئی جھونپڑی سے باہر نکل گئی۔

''عمران صاحب۔ ہم پہلے سردار اوکاشا کو ہلاک کریں گے یا ساکا کارا کو''...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''سب سے پہلے ہمیں ساکا کارا کو ہلاک کرنا ہو گا۔ اس کے بعد ہم افریقہ کے جنگلوں میں جائیں گے اور سردار اوکاشا سمیت اس کے سارے شیطان قبیلے کو ختم کر دیں گے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ساکا کارا کی ہئیت کیسی ہے اور ہم اسے ہلاک کیسے کریں گے''...... جولیا نے پوچھا۔

''اس کا جواب جوزف سے پوچھو۔ یہ ساکا کارا کے بارے میں تمہیں سب کچھ بتا دے گا''...... عمران نے کہا۔

''کیوں جوزف''...... جولیا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ساکا کارا پرانے دور کے ایک ڈائنوسار جیسا ہے۔ اس کا جسم بہت بڑا ہے۔ اس کا سر شیر کا ہے اور اس کی گردن کسی ناگ کی طرح لمبی اور موٹی ہے۔ اس عفریت کے دو ہاتھ اور دو پاؤں ہیں۔ اس کی آنکھیں چونکہ نوچی جا چکی ہیں اس لئے وہاں گڑھے سے بنے ہوئے ہیں۔ اس کے ہاتھوں اور پیروں کے ناخن موٹے، لمبے اور نوکیلے ہیں۔ اس عفریت میں جو سب سے اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ اس کے جسم میں دس دل ہیں۔ اس کے جسم میں جہاں جہاں دل موجود ہیں وہاں جسم کے اوپر سیاہ رنگ کے نشان بنے ہوئے ہیں جو اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ ساکا کارا کے جسم میں دل کہاں کہاں ہیں۔ ساکا کارا کو ہلاک کرنے کے لئے ہمیں اس کے دلوں کو نشانہ بنانا ہو گا۔ جیسے جیسے اس کے دل ختم ہوتے جائیں گے وہ کمزور ہوتا جائے گا اور دسویں دل کے ختم ہوتے ہی وہ ہلاک ہو جائے گا۔ پھر ہمیں اسے اٹھا کر کسی آتش فشاں میں پھینکنا ہو گا تاکہ اس کا جسم جل کر راکھ بن جائے۔ زندہ حالت میں آگ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی لیکن دس دلوں کے ختم ہونے سے وہ آتش فشاں میں گرتے ہی جل کر راکھ ہو جائے گا''...... جوزف نے انہیں ساکا کارا کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کے جسم پر جو سیاہ نشان ہیں کیا وہ ظاہری حالت میں ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہاں۔ پانچ سیاہ دھبوں جیسے نشان اس کے سینے پر ہیں اور

پانچ نشان اس کی کمر پر''...... جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''کیا ہمیں اس کے دلوں کو ایک ساتھ نشانہ بنانا ہو گا یا ایک ایک کر کے بھی ہم اس کے دلوں کو نشانہ بنا سکتے ہیں''...... کراسٹی نے پوچھا۔

''ساکا کارا کا جسم ہاتھی اور مگرمچھ کی کھال سے بنا ہوا ہے اس لئے اس کے جسم پر نہ ہی گولی اثر کرتی ہے اور نہ ہی بم۔ ہم ایک ساتھ اور الگ الگ بھی اس کے دلوں پر نشانہ لگا سکتے ہیں لیکن اس کے دلوں کو نشانہ بنانے کے لئے ہمیں نوکیلی گولیوں کی ضرورت ہو گی جو سیسے اور چاندی سے بنی ہوئی ہوں۔ ساکا کارا کے جسم پر صرف وہی گولیاں اثر کریں گی اور اس کے جسم کو چیرتی ہوئی اس کے دلوں میں جا لگیں گی''...... جوزف نے کہا۔

''اوہ۔ کیا ایسی گولیاں تم ساتھ لائے ہو''...... چوہان نے پوچھا۔

''ہاں۔ ان گولیوں کے علاوہ ساکا کارا کی ہلاکت ممکن نہیں اس لئے میں بڑی تعداد میں ایسی گولیاں لایا ہوں''...... جوزف نے کہا۔

''بڑی تعداد میں ایسی گولیاں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کے لئے تو دس گولیاں ہی کافی تھیں۔ ہمارے نشانے بے داغ ہیں۔ ہماری چلائی ہوئی ہر گولی عین اس کے دل کے مقام پر ہی لگتی''...... تنویر نے کہا۔

”ساکا کارا اندھا ضرور ہے لیکن اس کی باقی حسیں بے حد تیز ہیں۔ وہ اپنے اردگرد موجود نفوس کو آسانی سے محسوس کر سکتا ہے اور وہ انتہائی طاقتور اور پھرتیلا عفریت ہے۔ اس کی ایک چھلانگ سو میٹر سے بھی لمبی ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں ماہر سے ماہر نشانہ باز سے بھی چوک ہو سکتی ہے“...... عمران نے کہا۔

”تب تو وہ ہمارے لئے بھی خطرہ ہو سکتا ہے“...... صدیقی نے کہا۔

”ہاں بالکل۔ اس کا ایک تھپڑ دس شیروں کے تھپڑوں کے برابر ہے۔ جسے لگ گیا اس کے ایک لمحے میں پرخچے اڑ جائیں گے“۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ساکا کارا کی ہئیت اور اس کی ہلاکت کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے لیکن ہم جس سیاما جزیرے پر جا رہے ہیں وہ آتش فشاں پہاڑوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس جزیرے پر لاوا بہت بہتا ہے جس سے اس جزیرے کا درجہ حرارت ہزاروں فارن ہیٹ تک کا ہو سکتا ہے اور پھر وہاں دوسری خطرناک گیسوں کے ساتھ سلفر ڈائی آکسائیڈ کی بو بھی ہوتی ہے جس سے آکسیجن کی مقدار تقریباً نہ ہونے کے برابر ہو جاتی ہے۔ ہم اس جزیرے پر اتریں گے کیسے اور سانس کیسے لیں گے“...... خاور نے پوچھا۔

”ہاں۔ یہ اہم بات ہے۔ کیوں عمران۔ ان خطروں سے نپٹنے کے لئے کیا انتظام کیا ہے تم نے“...... جولیا نے ایک بار پھر عمران

سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ عمران کی نظریں سامنے سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ سکرین کی ایک سائیڈ پر نقشہ سا بنا ہوا تھا۔ عمران اس نقشے کے مطابق ریڈ سپیس شپ کو کنٹرول کر رہا تھا۔ ریڈ سپیس شپ اس وقت چار ہزار میٹر سے زیادہ بلندی پر تھی اور چونکہ چار ہزار میٹر پر آکسیجن نہیں ہوتی اس لئے انہوں نے سروں پر شیشے کے بنے ہوئے گلوب پہن لئے تھے جو ان کی گردنوں سے بندھے ہوئے تھے۔ ان گلوبز میں وہ نہ صرف آسانی سے سانس لے سکتے تھے بلکہ گلوبز میں لگے مائیک اور سپیکروں سے ایک دوسرے سے بات چیت بھی کر سکتے تھے۔

”تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تم سب کو سیاما جزیرے پر پکنک منانے کے لئے لے جا رہا ہوں مگر میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے“۔ عمران نے کہا۔

”اگر پکنک منانے نہیں جا رہے تو اس کا مطلب ہے کہ تم اس جزیرے پر جو موت ہے اس سے بچنے کا سامان ساتھ لائے ہو“۔ جولیا نے مسکرا کر کہا۔

”ساتھ تو میں تمہیں بھی لایا ہوں اور تنویر کو بھی“...... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب ہوا اس بات کا“...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”تم دونوں میں سے کون میری موت ہے اور کون موت سے

پہلے میں نے ایک ایکسپرٹ سائنس دان اور ایک انجینئر کے ساتھ مل کر اس پر بہت کام کیا ہے۔ میری تو کوشش یہی تھی کہ میں اسے چاہے خلاء میں لے جاؤں تب بھی زیرو لینڈ والے اسے چیک نہ کر سکیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''اگر تم نے اس سپیس شپ پر کام کیا ہے تو پھر کوئی دوسرا اسے اپنے کنٹرول میں کیسے کر سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں چیک کرتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے دائیں سائیڈ پر لگا ہوا ایک ہینڈل کھینچا تو ایک اور کنٹرول پینل ایک خانے سے نکلتا ہوا اس کے سامنے آ گیا۔ اس پر چار سوئچ اور دس سے زیادہ مختلف رنگوں کے بٹن تھے۔ عمران نے سوئچ آن کئے اور پھر بٹن پریس کرنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کے سامنے سکرین پر ایک پیچیدہ مشینری دکھائی دینے لگی۔ عمران نے ایک اور بٹن پریس کیا تو سکرین پر اس مشین کی سکیننگ شروع ہو گئی۔ عمران مشینری کو مختلف زاویوں اور مختلف طریقوں سے چیک کرتا رہا اور پھر اس نے تمام سوئچ آف کر دیئے۔ سکرین سے مشینری غائب ہو گئی۔ اب وہاں باہر کھلے آسمان کا منظر تھا۔ عمران نے کنٹرول پینل کو پریس کیا تو وہ سرکتا ہوا واپس خانے میں چلا گیا اور خانہ بند ہو گیا۔

''نہیں۔ میں نے ساری چیکنگ کر لی ہے۔ ریڈ سپیس شپ کو کسی کمپیوٹرائزڈ مشین یا سیٹلائٹ سسٹم سے کنٹرول نہیں کیا جا رہا''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر۔ نقشے پر تو سپیس شپ اب بھی گرین سرکل کی طرف جا رہا ہے۔ میرا مطلب ہے افریقہ کے جنگلوں کی طرف''۔ جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اس طرف سے مجھے کسی میگنٹ راکس کے بھی ویوز نہیں ملے ہیں''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ اگر سپیس شپ کو کمپیوٹرائزڈ مشینوں اور سیٹلائٹ سسٹم سے کنٹرول نہیں کیا گیا اور اس طرف میگنٹ ویوز بھی نہیں ہیں تو پھر سپیس شپ کا راستہ کیسے تبدیل ہو گیا''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سپیس شپ کو جادوئی طریقے سے کنٹرول کیا جا رہا ہے''۔ اچانک جوزف نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔ عمران بھی سر گھما کر غور سے جوزف کی طرف دیکھنے لگا۔

''جادوئی طریقے سے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... تنویر نے کہا۔

''سپس شپ کے باہر ناوا گوما کا دھواں موجود ہے۔ ناوا گوما کے دھوئیں کو وہاں بھیجا جاتا ہے جہاں کسی بڑی چٹان یا پہاڑ کو اپنی جگہ سے کہیں دور لے جایا جاتا ہے۔ پہاڑ سے مراد اصلی پہاڑوں سے نہیں ہے۔ اس سے مراد بڑی بڑی پہاڑی چٹانوں سے ہے۔ پرانے دور کے وچ ڈاکٹرز پہاڑوں کی چوٹیوں سے بڑی بڑی چٹانوں کو ناوا گوما کے ذریعے اٹھاتے تھے اور غاروں کے دہانوں کو بند کر دیتے تھے تاکہ وہ اس غار میں ہوں تو باہر سے انہیں کوئی

پریشان کرنے نہ آ سکے۔ غاروں کے دہانوں کی مناسبت سے وہ دور دراز کے پہاڑی علاقوں سے بھی مطلوبہ سائز کی چٹانیں اڑا کر لے جاتے تھے۔ سپیس شپ کے گرد میں وہی ناوا گوما کا دھواں دیکھ رہا ہوں۔ یہ دھواں گہرا نہیں ہے مگر اس کے باریک باریک لہریئے مجھے شپ کے گرد گھومتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے ہیں''...... جوزف نے کہا تو سب نے چونک کر سکرینوں کی طرف دیکھا مگر انہیں وہاں دھواں کہیں دکھائی نہیں دیا۔

''ہمیں تو کہیں دھواں دکھائی نہیں دے رہا''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''اس دھویں کو وچ ڈاکٹر یا پھر مکاشو خاندان کے پرنس ہی دیکھ سکتے ہیں کوئی اور نہیں''...... جوزف نے کہا۔

''تمہاری باتیں عجیب اور انتہائی دقیانوسی ہوتی ہیں۔ چلو ہم یہ مان بھی لیں کہ باہر ناوا گوما کا دھواں موجود ہے اور سپیس شپ کو جادو سے کنٹرول کیا جا رہا ہے لیکن ابھی تم نے کہا ہے کہ یہ کام پرانے دور کے وچ ڈاکٹرز کرتے تھے۔ اگر یہ پرانے دور کی باتیں ہیں تو پھر سپیس شپ کو اب کون کنٹرول کر رہا ہے اور کیوں''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سردار اوکاشا اس دور کا بڑا وچ ڈاکٹر ہے۔ اس نے ناوا گوما کیا ہے اور وہ سپیس شپ اپنے جنگلوں کی طرف کھینچ رہا ہے تاکہ ہم سیاما جزیرے کی طرف جا کر ساکا کارا کو نقصان نہ پہنچا سکیں''۔

جوزف نے کہا تو اس کی بات سن کر ان سب کے چہرے ست گئے۔

''اوہ۔ کیا یہ جادو کے ذریعے سپیس شپ کو تباہ کر سکتا ہے''۔ کراسٹی نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ وہ ناوا گوما کو گہرا کر کے اس سپیس شپ کو جلا کر راکھ کر سکتا ہے مگر وہ ایسا کرے گا نہیں''...... جوزف نے بے حد پراسرار لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ وہ ایسا کیوں نہیں کرے گا''...... خاور نے پوچھا۔

''ساکا کارا کی آنکھیں روشن کرنے کے لئے اسے میری آنکھوں کی ضرورت ہے۔ اگر اس نے ناوا گوما کے ذریعے سپیس شپ جلانے کی کوشش کی تو آپ سب کے ساتھ میں بھی ہلاک ہو جاؤں گا''...... جوزف نے کہا۔

''اوہ۔ تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم سپیس شپ میں تمہاری وجہ سے محفوظ ہیں''...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہو سکتا ہے''...... جوزف نے مبہم سے انداز میں کہا۔

''ان باتوں کو چھوڑو۔ جوزف تم بتاؤ ہم سپیس شپ کو سردار اوکاشا کے جادو کے اثر سے کیسے نکال سکتے ہیں''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نو باس۔ اس جادو کو میں ختم نہیں کر سکتا۔ اس جادو کو وہی وچ ڈاکٹر ختم کر سکتا ہے جس نے چلایا ہو''...... جوزف نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم بتا سکتے ہو کہ سردار اوکاشا سپیس شپ کو جادو کے ذریعے کہاں لے جائے گا''...... چوہان نے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''مجھے اپنے قبضے میں کرنے کے لئے وہ سپیس شپ کو جنگلوں کی طرف کھینچ رہا ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''تب تو وہ تمہیں ہم سے چھیننے کے لئے ہم پر حملہ بھی کر سکتا ہے''...... جولیا نے جلدی سے کہا۔

''ہاں۔ وہ ایسا ہی کرے گا''...... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ ہم پر جادوئی وار کرے گا''...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میری آنکھوں پر روشن چشمہ ہے۔ باس اور آپ سب پر چونکہ ہاکاما نے جادو کیا تھا اس لئے اب اگلے چالیس دنوں تک سردار اوکاشا اور اس کی کوئی شیطانی طاقت آپ کے سامنے آنے اور جادو کرنے کی ہمت نہیں کرے گی۔ سردار اوکاشا اپنے قبیلے والوں کی مدد سے ہم سب کو گھیرنے یا پھر مجھے چھوڑ کر آپ سب کو ہلاک کرانے کوشش کر سکتا ہے''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وحشی۔ کیا ہم پر وحشی حملہ کریں گے''...... تنویر نے چونک کر

کہا۔

''ہاں۔ وہ بے حد طاقتور اور خطرناک وحشی ہیں''...... جوزف نے جواب دیا۔

''کیا ان وحشیوں کے پاس ان کے روایتی ہتھیار، تیر، تلوار اور نیزے ہی ہوں گے یا ان کے پاس ہماری طرح جدید اسلحہ بھی ہو گا''...... کراسٹی نے پوچھا۔

''کیا بات کر رہی ہو کراسٹی۔ ان جاہل اور گنوار وحشیوں کے پاس جدید اسلحہ کہاں سے آ سکتا ہے۔ وہ تو جدید اسلحہ کی شکلوں سے بھی ناواقف ہوں گے''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''اب تم سب کے سوال و جواب ختم ہو گئے ہوں تو میں کوئی بات کروں''...... عمران نے جو اتنی دیر سے خاموش تھا، کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''بولو۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو''...... جولیا نے مسکرا کر کہا۔

''سپیس شپ اب نیچے جا رہا ہے۔ دس سے بارہ منٹوں تک ہم زمین پر ہوں گے۔ سکرین کی طرف دیکھو۔ ہمیں جنگل کے وسط کی طرف لے جایا جا رہا ہے''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک بٹن پریس کیا تو اس کے سامنے سکرین پر دھندلا دھندلا جنگل دکھائی دینے لگا۔ اس دھندلاہٹ میں انہیں بے شمار سائے حرکت کرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

''یہ سائے کیسے ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

”یہ اوکاشا قبیلے کے وحشی ہیں جو سپیس شپ کے نیچے جانے پر اسے گھیرنے کے لئے بھاگ رہے ہیں“...... جوزف نے کہا۔

”کیا یہ ہمارے سپیس شپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں“...... خاور نے پوچھا۔

”نہیں۔ سپیس شپ خلاء میں موجود خاص ریڈ میٹل سے بنایا گیا ہے جسے ریڈ کروم کہا جاتا ہے۔ ریڈ کروم خلاء میں پائے جانے والے شہاب ثاقب کے ان پتھروں سے تعلق رکھتا ہے جسے ہارڈ سٹون کہا جاتا ہے۔ ان پتھروں کو جدید ترین ریز سے کاٹا جاتا ہے اور وہ ریز صرف زیرو لینڈ والوں کی ایجاد ہے۔ اس ریز کے سوا ریڈ سٹونز کو کسی بھی طرح نہیں کاٹا جا سکتا اور نہ توڑا جا سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ اس ریڈ سپیس شپ کا ریڈ کروم اس قدر ہارڈ ہے جس پر نہ آگ اثر کرتی ہے، نہ گولی اور نہ ہی اس پر کسی طاقتور بم کا کوئی اثر ہوتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو ہم اس سپیس شپ میں ان وحشیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ ظاہر ہے ہم جب تک سپیس شپ سے باہر نہیں نکلیں گے وہ ہم پر حملہ نہیں کر سکیں گے“...... کراسٹی نے کہا۔

”ریڈ سپیس شپ کے گرد ناوا گوما موجود ہے۔ ناوا گوما کی موجودگی میں ہم سپیس شپ کو کہیں نہیں لے جا سکیں گے۔ ناوا گوما کا اثر یا تو سردار اوکاشا خود ختم کر سکتا ہے یا پھر اس کے ہلاک ہونے پر ہی یہ اثر ختم ہو گا ورنہ ہم صدیوں تک بھی اندر پڑے رہیں تب

بھی اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا“...... جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

”تب پھر ہمیں تیار رہنا چاہئے۔ جیسے ہی سپیس شپ نیچے اترے گا ہم اسلحہ لے کر باہر نکل جائیں گے اور سردار اوکاشا سمیت اس کے تمام قبیلے والوں پر موت بن کر ٹوٹ پڑیں گے۔ سردار اوکاشا تو کیا اس کے قبیلے کا ایک بھی وحشی میرے ہاتھوں سے زندہ نہیں بچ سکے گا“...... تنویر نے اپنے مخصوص موڈ میں آتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم اس ریڈ سپیس شپ کے ویپنز کے ذریعے ان وحشیوں پر حملہ کر سکیں۔ جب ہم فراسکو ہیڈکوارٹر سے واپس آ رہے تھے تو آپ نے ہی بتایا تھا کہ یہ ریڈ سپیس شپ زیرو لینڈ والوں کا جنگی سپیس شپ ہے جو ہماری جدید دنیا کے فائٹر طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کے مقابلے میں ہزاروں گنا زیادہ طاقتور اور جنگی اسلحے سے لیس ہے“...... چوہان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیوں جوزف۔ ناوا گوما کی موجودگی میں ہم ان وحشیوں پر سپیس شپ کے جنگی سامان سے کام لے سکتے ہیں“...... عمران نے چوہان کی بات کا جواب دینے کی بجائے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نو باس۔ ناوا گوما ریڈ سپیس شپ کی ہر مشینری اور ہر پرزے تک پھیل چکا ہے۔ یہ ساری مشینری صرف سپیس شپ کو نیچے لے

جانے کے لئے کام کر رہی ہے۔ نیچے جاتے ہی سپس شپ کی تمام مشینری آف ہو جائے گی۔ پھر جب تک سردار اوکاشا ناوا گوما ختم نہیں کرے گا یا ہلاک نہیں ہو گا ہم اس سپیس شپ کا کوئی پرزہ استعمال نہیں کر سکیں گے“...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”امید ہے تمہیں اپنے سوال کا جواب مل گیا ہو گا“...... عمران نے چوہان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ آہستہ آہستہ سکرین پر جنگل کا منظر واضح ہوتا جا رہا تھا۔ اب انہیں وہاں بے شمار لمبے تڑنگے سیاہ فام وحشی تیزی سے بھاگتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان وحشیوں کے پاس نیزے، کلہاڑے، تیر کمان اور تیروں سے بھرے ہوئے ترکش تھے۔ کئی وحشیوں کے ہاتھوں میں موٹے موٹے ڈنڈے نظر آ رہے تھے جن کے اگلے سروں پر کیلوں جیسے موٹے موٹے اور نوکیلے کانٹے لگے ہوئے تھے۔

”اوہ۔ یہ تو ہمارے استقبال کے لئے پوری تیاری سے آ رہے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”تو تم سب بھی ان کی خاطر مدارت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جوزف انہیں ان کا مطلوبہ سامان دے دو“...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے سر سے شیشے کا گلوب اتار کر مشین کے بنے ہوئے ایک خانے میں رکھ دیا۔ اب وہ چونکہ چار ہزار میٹر کی بلندی پر نہیں تھے اس لئے انہیں ان آکسیجن گلوبز

کی ضرورت نہیں تھی۔ جوزف کے دیکھا دیکھی ان سب نے بھی گلوبز سے اتار دیئے۔ جوزف اپنے ساتھ جو بڑے بڑے بیگز لایا تھا اس نے وہ بیگ کھولے اور ان بیگز میں موجود جدید اسلحہ نکال نکال کر انہیں دینے لگا۔ اسلحے میں مشین پسٹل، راکٹ گنیں، بم اور منی میزائل فائر کرنے والے منی لانچر بھی تھے جو عام گنوں جیسے تھے مگر ان کی نالیاں عام گنوں سے لمبی اور چوڑی تھیں۔ جوزف نے انہیں سفری بیگ بھی دے دیئے۔ ان سب نے کچھ سامان اپنی جیبوں میں ڈالا اور فالتو میگزین اور دوسرا اسلحہ اپنے سفری بیگوں میں رکھنا شروع کر دیا۔

عمران نے سکرین کا منظر بدل لیا تھا۔ سکرین پر اب ریڈ سپیس شپ دکھائی دے رہا تھا جو آہستہ آہستہ زمین کی طرف جا رہا تھا۔ جب زمین سو میٹر کے فاصلے پر رہ گئی تو عمران نے ایک بٹن پریس کیا اور سائیڈ پر لگا ہوا ایک ہینڈل زور سے اوپر کی طرف کر کے نیچے جھٹک دیا۔ سپیس شپ کے نیچے مخصوص خانہ کھلا اور وہاں سے لینڈنگ پیڈز باہر آ گئے۔ ریڈ سپیس شپ صاف اور مسطح زمین کی طرف جا رہا تھا جبکہ اس کے چاروں اطراف گھنی جھاڑیاں اور درخت ہی درخت پھیلے ہوئے تھے۔

اوکاشا قبیلے کے وحشی وہاں پہنچ چکے تھے اور انہوں نے زمین پر اس احاطے کے گرد دائرہ بنا کر تیزی سے اپنی پوزیشنیں لینا شروع کر دی تھیں۔ نیزہ بردار، کلہاڑا اور ڈنڈا بردار وحشی تو جھاڑیوں اور

درختوں کے پیچھے چھپ گئے تھے اور تیر اندازوں نے بندروں کی سی پھرتی سے درختوں پر چڑھنا شروع کر دیا تھا۔

"بڑے زبردست انداز میں گھیرنے کی تیاری کی جا رہی ہے"...... جولیا نے سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان کے چہروں کو دیکھ کر صاف معلوم ہو رہا ہے کہ ان کے ارادے نیک نہیں ہیں۔ یہ ہمیں گھیرنے اور پکڑ کر لے جانے کے لئے نہیں بلکہ ہلاک کرنے کے لئے آئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یہ ہمیں ہلاک کرنے کے لئے نہیں آئے۔ اپنی موت آپ مرنے کے لئے آئے ہیں"...... تنویر نے غرا کر کہا۔ اسی لمحے سپیس شپ کے پیڈز زمین پر لگ گئے۔ جیسے ہی پیڈز زمین سے لگے اچانک ریڈ سپیس شپ کے بلب آف ہونا شروع ہو گئے۔ سکرینیں تاریک ہو گئیں اور ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے چلتے چلتے مشینیں آف ہوتی جا رہی ہوں۔ پھر اچانک ایک جھماکہ سا ہوا اور سپیس شپ میں گھپ اندھیرا چھا گیا۔

سردار اوکاشا نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھولیں اور اپنے دائیں طرف رکھا ہوا اس نے ایک موٹا سا ڈنڈا اٹھا لیا۔ اس ڈنڈے کا پچھلا حصہ تلوار کے دستے جیسا تھا جبکہ اگلا حصہ پھولا ہوا اور خاصا موٹا تھا جس پر لمبے اور نوکیلے کانٹے لگے ہوئے تھے۔ افریقہ کے جنگلوں میں وحشی قبیلے اس کانٹوں والے ڈنڈے کو اگوچا کہتے تھے۔ یہ اگوچا اس قدر بھاری تھا کہ جس کے سر پر لگتا اس کے سر کے ٹکڑے ہو جاتے تھے اور ڈنڈے پر لگے ہوئے نوکیلے کانٹے ہاتھیوں کے بھی پرخچے اڑا سکتے تھے۔ اگوچا اٹھاتے ہی سردار اوکاشا تیزی سے جھونپڑی سے نکلتا چلا گیا۔

جھونپڑی سے نکلتے ہی وہ نہایت تیز رفتاری سے ایک طرف بھاگنے لگا۔ وہ جھاڑیاں پھلانگتا ہوا اور درختوں سے گزرتا ہوا نہایت تیز رفتاری سے بھاگا چلا جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ

جوش اور مسرت کے تاثرات تھے۔ ابھی وہ بھاگتا ہوا تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک جنگل یکلخت زور دار دھماکوں اور بے شمار انسانوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ دھماکوں کی آوازوں سے درختوں پر موجود پرندے شور مچاتے ہوئے اڑنے لگے اور جنگل میں جیسے بھونچال سا آ گیا تھا۔ ہر طرف سے جانوروں اور درندوں کے دوڑنے بھاگنے اور ان کے چیخنے چلانے کا شور سنائی دینے لگا۔ مسلسل اور تیز دھماکے سن کر سردار اوکاشا وہیں رک گیا۔

''یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ دھماکے اور چیخیں''...... سردار اوکاشا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ لحہ بہ لحہ دھماکوں کی شدت میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ دور اسے درختوں کے پار دھواں اور آگ کے شعلے بھی بلند ہوتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ آگ دیکھ کر سردار اوکاشا کا چہرہ زرد ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اسی لمحے اسے سامنے سے کسی کے دوڑنے کی آواز سنائی دی تو سردار اوکاشا بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور فوراً ایک درخت کی آڑ میں ہو گیا۔ اس نے درخت کے پیچھے سے سر نکال کر دوسری طرف دیکھا تو اسے ایک وحشی پاگلوں کی طرح بھاگتا ہوا اسی طرف آتا دکھائی دیا۔ وحشی کو پہچان کر سردار اوکاشا فوراً درخت کی اوٹ سے نکل آیا۔

''سردار۔ سردار''...... اس وحشی نے سردار اوکاشا کو دیکھا تو خوف سے چلانا شروع کر دیا۔ وہ تیزی سے بھاگتا ہوا سردار اوکاشا کے نزدیک آ گیا۔

''تم ہانگو ہو نا''...... سردار اوکاشا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

'ہاں سردار۔ میں ہانگو ہوں۔ وہ۔ وہ''...... وحشی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ تیز رفتاری سے بھاگنے کی وجہ سے اس کا سانس بری طرح سے پھولا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ خوف اور پریشانی کے تاثرات تھے۔

''کیا بات ہے۔ تم اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو۔ یہ دھماکے کیوں ہو رہے ہیں اور یہ آگ''...... سردار اوکاشا نے پوچھا۔

''سردار۔ یہ خوفناک دھماکے وہ لوگ کر رہے ہیں جو مشینی پرندے میں تھے اور جنہیں ہم پکڑنے اور ہلاک کرنے کے لئے گئے تھے۔ مشینی پرندہ جیسے ہی زمین پر آیا ہم نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ پھر اچانک اس مشینی پرندے کا ایک دروازہ کھلا اور اندر سے کوئی چیز اڑتی ہوئی ہمارے ساتھیوں کے پاس آ گری۔ ہمارے ساتھی اس چیز کو اٹھانے کے لئے تیزی سے اس چیز پر جھپٹے تو اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا اور بے شمار وحشیوں کے پرخچے اڑ گئے۔ خوفناک دھماکے سے ہم سب کے اعصاب سن ہو گئے تھے اور ہمارے کانوں میں جیسے سیٹیاں سی بجنے لگی تھیں۔ ابھی ہم سنبھل بھی نہیں پائے تھے کہ مشینی پرندے سے دس افراد نکلے۔ ان کے ہاتھوں میں آتشیں اسلحہ تھا۔ مشینی پرندے سے باہر آتے

ہی انہوں نے ہم پر خوفناک حملہ کر دیا۔ آتشیں اسلحہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور ہمارے ساتھیوں کے جسم میں مکھیوں کے چھتے بنتے چلے جا رہے تھے۔ وہ آتشیں اسلحہ لے کر مشینی پرندے کے گرد پھیل گئے اور انہوں نے آتشیں اسلحے کے استعمال کے ساتھ ساتھ ہماری طرف لوہے کے گولے پھینکنا شروع کر دیئے جن سے زوردار دھماکے ہوتے، آگ کا فوارہ سا بلند ہوتا اور ہمارے ساتھیوں کے ٹکڑے بکھر جاتے۔ انہوں نے اچانک اور نہایت تیزی سے ہم پر حملہ کیا تھا۔

ان کے مقابلے میں ہمارے ہتھیار کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود ہم نے ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے لیکن وہ مشینی پرندے کی آڑ میں چھپے ہوئے تھے۔ تیر ان کو چھو بھی نہیں رہے تھے۔ ان لوگوں نے آتشیں اسلحے سے ان وحشیوں کو نشانہ بنانا شروع کر دیا جو درختوں میں چھپے ہوئے ان پر تیر برسا رہے تھے۔ ہمارے ساتھیوں اور ان کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے سردار۔ ان کے آتشیں اسلحے سے ہمارا بہت نقصان ہو رہا ہے۔ صورت حال لمحہ بہ لمحہ بگڑتی جا رہی تھی اس لئے مجھے نئے نائب سردار کالاشو نے قبیلے کی طرف بھیج دیا تاکہ میں آپ کو ساری صورت حال سے آگاہ کر سکوں''...... ہانگو نامی وحشی نے خود کو سنبھالتے ہوئے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ اپنے ساتھیوں کی ہلاکتوں اور نقصان کا سن کر سردار اوکاشا کا رنگ بدل گیا تھا۔ غصے سے اس

کا چہرہ اور آنکھیں انگاروں کی طرح دہکنے لگی تھیں۔

''اوہ۔ ان لوگوں کی یہ مجال۔ انہوں نے میرے ساتھیوں پر حملہ کیا ہے۔ میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ میں ان سب کی ہڈیاں چبا جاؤں گا''...... سردار اوکاشا نے وحشی درندے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

''کچھ کرو سردار۔ کچھ کرو۔ ورنہ وہ آتشیں اسلحے سے ہم سب کو ختم کر دیں گے۔ آتشیں اسلحے کے ہونے کی وجہ سے ہم ان کے نزدیک بھی نہیں جا سکتے۔ جو بھی آگے جاتا ہے وہ اس کا جسم چھلنی کر دیتے ہیں''...... ہانگو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ان کے پاس آتشیں اسلحہ ہو گا اس کا تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا''...... سردار اوکاشا نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

''وہ سب خطرناک انسان ہیں سردار۔ بہت ہی خطرناک''۔ ہانگو نے کہا۔

''ہونہہ۔ میں دیکھتا ہوں وہ کتنے خطرناک ہیں۔ میں ان سب کو جلا کر بھسم کر دوں گا۔ دنیا میں مجھ سے زیادہ طاقتور اور خطرناک انسان کوئی نہیں ہو سکتا۔ تم جاؤ۔ اب میں خود ہی ان کا کوئی انتظام کرتا ہوں''...... سردار اوکاشا نے غراتے ہوئے کہا۔

''جو حکم سردار''...... ہانگو نے کہا اور سر جھکا کر سردار اوکاشا کو سلام کرتا ہوا تیزی سے دوسری طرف بھاگتا چلا گیا۔ سردار اوکاشا کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ غصے سے مسلسل ہونٹ چبا رہا تھا جیسے

وہ پاناشی اور اس کے ساتھیوں کو وحشیوں کی ہلاکتوں اور ان سب کو اپنے ہاتھوں ہلاک کرنے کا سوچ رہا ہو۔ پھر وہ کچھ سوچ کر مڑا ہی تھا کہ اچانک سامنے درخت سے ایک چمگادڑ نیچے آ گرا۔ چمگادڑ گرتے دیکھ کر سردار اوکاشا ایک بار پھر چونک پڑا۔ چمگادڑ کے پروں میں آگ لگی ہوئی تھی اور وہ بری طرح سے چیخ رہا تھا۔ سردار اوکاشا دوڑتا ہوا اس چمگادڑ کے پاس آ گیا۔

”کون ہو تم اور تمہارے پر کیسے جل رہے ہیں“...... سردار اوکاشا نے چیختے ہوئے کہا۔

”ہاکاما۔مم۔مم۔ میں ہاکاما ہوں سردار“...... چمگادڑ کے منہ سے انسانی آواز نکلی تو سردار اوکاشا بری طرح سے اچھل پڑا۔

”ہاکاما۔ کیا مطلب۔تم اس روپ میں اور یہ آگ“...... سردار اوکاشا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں ہکلاتے ہوئے کہا۔

”مم۔مم۔ میں ناکام ہو گیا ہوں سردار۔ پرنس مکاشو نے مجھے ذبح کر دیا ہے۔مم۔مم۔ میں فنا ہو رہا ہوں۔ یہ روپ میرا آخری روپ ہے۔ میں یہاں تمہیں اپنے فنا ہونے کے بارے میں بتانے آیا تھا“...... چمگادڑ نے کہا اور اسی لمحے ایک تیز شعلہ سا بھڑکا تو چمگادڑ یکلخت جل کر راکھ ہو گیا۔ چمگادڑ کی بات سن کر سردار اوکاشا جیسے ساکت ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ حیرت اور خوف سے اس کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔ ہاکاما کو پرنس مکاشو نے ذبح کر دیا تھا۔ یہ الفاظ سردار اوکاشا کے دماغ میں ہتھوڑے کی

ضربوں کی طرح برس رہے تھے۔

”ہاکاما فنا ہو گیا۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے“...... سردار اوکاشا نے بری طرح سے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ زمین پر چمگادڑ کی جلی ہوئی راکھ کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ ماحول اب بھی تیز اور خوفناک دھماکوں سے گونج رہا تھا لیکن سردار اوکاشا کو جیسے دھماکوں اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی ہی نہیں دے رہی تھیں۔ اپنی خوفناک اور سب سے بڑی طاقت ہاکاما جسے پرنس مکاشو نے ذبح کر دیا تھا وہ اس کے سامنے ایک چمگادڑ کے روپ میں جل کر راکھ ہو گیا تھا اور ہاکاما کا اس طرح فنا ہونا سردار اوکاشا کے لئے اتنا بڑا دھچکا تھا جس سے سردار اوکاشا کا دماغ بھک سے اڑ گیا تھا اور اس کے کانوں میں تیز سیٹیاں سی بج رہی تھیں۔ پھر سردار اوکاشا کے منہ سے ایک طویل اور انتہائی سرد آہ نکلی اور وہ تھکے تھکے سے انداز میں مڑا۔ جیسے ہی وہ مڑا اس کی نظریں اپنے عقب میں کھڑے کسی انسان کے پیروں پر پڑیں۔ اس نے فوراً سر اٹھایا اور پھر وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں ایک بار پھر حیرت اور خوف سے پھیل گئی تھیں۔

"عمران۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو"...... اندھیرا ہوتے ہی جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ریڈ سپیس شپ کا سسٹم بند ہوا ہے، میرے کان نہیں"۔ عمران کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں تم سے یہی پوچھنا چاہ رہی تھی"...... جولیا نے کہا۔

"کہ میرے کان بند ہوئے ہیں یا نہیں"...... عمران نے اس کا فقرہ اچکتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تمام مشینری آف ہو گئی ہے۔ اب ہم اس ریڈ سپیس شپ سے باہر کیسے نکلیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں عمران صاحب۔ تمام سسٹم آف ہونے کی وجہ سے ہم سپیس شپ کا دروازہ کیسے کھولیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے دروازہ کھولنے کی۔ خاموشی سے پڑے رہو

یہاں"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"باہر ہر طرف وحشی موجود ہیں۔ وہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ وہ سب مسلح ہیں۔ جیسے ہی ہم باہر نکلیں گے وہ ہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ سینکڑوں تیر ہمارے جسموں میں گھس جائیں گے اور پھر وہ آگے آ کر ہمارے ٹکڑے اڑا دیں گے۔ نہ بابا نہ۔ مجھے ایسی بھیانک موت مرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ ویسے بھی میں ابھی کنوارہ ہوں۔ کنواروں کا تو جنازہ بھی جائز نہیں ہوتا اور پھر ان جنگلوں میں وحشی ہمارا جنازہ نکالیں گے یہ تو سوچنا ہی حماقت ہے اس لئے بہتر ہے کہ ہم خاموشی سے یہیں پڑے ہیں۔ نہ سپیس شپ کا دروازہ کھلے گا اور نہ ہم باہر جائیں گے اور نہ ہی وحشی ہم پر حملہ کر سکیں گے۔ وہ ریڈ سپیس شپ کو توڑ کر اندر آ نہیں سکتے۔ تھک ہار کر آخرکار وہ خود ہی واپس لوٹ جائیں گے۔ اس سے ہماری جان بچ جائے گی اور میری شادی ہونے کا چانس بھی برقرار رہے گا"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"ہونہہ۔ بزدل کہیں کا"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"کہیں کا نہیں یہیں کا کہو پیارے۔ تم اور میں ایک ہی کشتی۔ میرا مطلب ہے ایک ہی ریڈ سپیس شپ کے سوار ہیں"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"میں بزدل نہیں ہوں۔ سمجھے"...... تنویر نے غصے سے کہا۔

''تم ہو ہی نہیں سکتے۔ بز بکری کو کہتے ہیں اور بکری بے چاری مؤنث ہوتی ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

''عمران صاحب۔ ہم اس وقت چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہم یہاں سردار اوکاشا اور اس کے قبیلے والوں کو ہلاک کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس طرح یہاں رک کر آرام کرنے کے لئے نہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ارے۔ ہماری بھاگ دوڑ کی زندگی میں کبھی کبھی آرام نصیب ہوتا ہے۔ کبھی مجرموں کے پیچھے بھاگنا، کبھی مجرموں سے بچ کر بھاگنا، کبھی بدروحوں، چڑیلوں اور جادوگروں کے پیچھے بھاگتے رہنا۔ سب ہمیں بھگاتے رہتے ہیں کوئی اپنے پیچھے تو کوئی اپنے آگے۔ بعض اوقات ہماری دوڑیں ایسی ہوتی ہیں کہ ہمیں نہ دن کا پتہ ہوتا ہے نہ رات کا۔ ایک پل کے لئے بھی آرام نصیب نہیں ہوتا۔ اب اگر قدرت نے ہمیں کچھ وقت آرام کرنے کے لئے دے ہی دیا ہے تو اس پر بھی تم سب کو اعتراض ہو رہا ہے۔ چلو ٹھیک ہے۔ تم سب کو دوڑنے بھاگنے کا اتنا ہی شوق ہو رہا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ جہازوں، راکٹوں اور ایسے سپیس شپ کے ایمرجنسی ڈور کھولنے کے لئے ایک الگ ہائیڈرولک سسٹم لگایا جاتا ہے تاکہ ساری مشینری بند ہونے کی صورت میں بھی کم از کم دروازوں کو فوری طور پر کھولا جا سکے۔ اس سپیس شپ میں بھی ایک ہائیڈرولک سسٹم موجود ہے۔ بس ایک ہینڈل کھینچا اور کھل گیا

دروازہ''...... عمران نے لمبی چوڑی تقریر کرتے ہوئے کہا۔

''تو سوچ کیا رہے ہو۔ کھولو دروازہ''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''تم کہتی ہو تو کھول دیتا ہوں مگر یہ سب باراتی بھاگ جائیں گے''...... عمران نے بے چارگی کے عالم میں کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

''تم سب اٹھ کر دروازے کے پاس چلے جاؤ۔ جوزف تم سب سے آگے رہو گے۔ تمہاری وجہ سے سامنے موجود وحشی ہم پر فوراً حملہ نہیں کریں گے۔ ان وحشیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان کا مقصد تمہیں اغوا کرنے اور ہمیں ہلاک کرنے کا ہے اس لئے ہم کوئی رسک نہیں لیں گے اور سپیس شپ سے باہر نکلتے ہی ہمیں فوری تیز ترین ایکشن کرنا ہو گا۔ ان میں سے کسی کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملنا چاہئے۔ یہ سب شیطان کے پیروکار اور انسانیت کے دشمن ہیں اس لئے ان سے کوئی رعایت نہیں ہو گی''...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہو کر تیز تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور وہ اٹھ کر فوراً دروازے کے پاس آ گیا۔ جولیا اور باقی ساتھی بھی مشین پسٹلز لے کر اس کے قریب آ گئے۔ جوزف نے جیب سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکالا اور اس کا سیفٹی پن کھینچ کر پکڑ لیا۔

''تیار ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''یس۔ ہم سب تیار ہیں''...... ان سب نے ایک ساتھ کہا اور اسی لمحے سیٹی سی بجی اور سرر کی آواز کے ساتھ ان کے سامنے دروازہ کھلتا چلا گیا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا جوزف کی نظر سامنے کھڑے وحشیوں پر پڑی جو سپیس شپ سے کچھ فاصلے پر کھڑے حیرت سے اس طرف دیکھ رہے تھے۔ اسی لمحے جوزف کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ سے ہینڈ گرنیڈ نکل کر ان وحشیوں کے قریب گرا۔ وحشی بوکھلا کر پیچھے ہٹے۔ پھر وہ جیسے کوئی خاص چیز سمجھ کر ہینڈ گرنیڈ کی طرف جھپٹے تو اسی لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور ان کے پرخچے اڑ گئے۔

''باہر نکلو۔ جلدی''...... جوزف نے وحشیوں کے پرخچے اڑتے دیکھ کر باہر چھلانگ لگاتے ہوئے چیخ کر کہا۔ باہر آتے ہی وہ زمین پر پہلو کے بل گرا اور تیزی سے ایک گھٹنا موڑ کر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ سیدھا ہوتے ہی اس نے ٹریگر دبایا اور ماحول یکلخت تیز تڑتڑاہٹ کے ساتھ کئی انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ جوزف ہاتھ گھماتے ہوئے نیم دائرے کی صورت میں فائرنگ کر رہا تھا اور جھاڑیوں کے پیچھے چھپے ہوئے وحشی اچھل اچھل کر گرتے چلے گئے۔ سیکرٹ سروس کے ممبران بھی سپیس شپ سے باہر آئے اور انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے سپیس شپ کے دائیں بائیں آ کر پوزیشنیں سنبھال لیں اور پھر ان کے مشین پسٹل بھی شعلے اگلنا شروع ہو گئے۔ اس لمحے درختوں کی طرف سے

تیروں کی بوچھاڑ آئی اور وہ فوراً سپیس شپ کے نیچے چھپ گئے۔

''درختوں کی طرف فائرنگ کرو۔ تیر انداز درختوں پر ہیں''۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے درختوں کی طرف نیم دائرے میں ہاتھ گھماتے ہوئے فائرنگ کی تو کئی وحشی چیختے ہوئے پکے ہوئے پھلوں کی طرح گرتے نظر آئے۔ اسی لمحے عمران نے سامنے جھاڑیوں سے سات آٹھ وحشیوں کو بھالے اور کلہاڑے لے کر اپنی طرف آتے دیکھ کر عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکالا اور دانتوں سے اس کا سیفٹی پن کھینچ کر وحشیوں کی طرف اچھال دیا۔ زور دار دھماکہ ہوا اور ان وحشیوں کے جسم کے ٹکڑے ہوا میں اڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔

''ایک جگہ رکنے کی بجائے آگے بڑھ کر انہیں پسپا کرو''۔ عمران نے کہا تو اس کے ساتھی فائرنگ کرتے ہوئے سپیس شپ کے نیچے سے نکل آئے۔ انہوں نے وحشیوں کی طرف ہینڈ گرنیڈ بھی پھینکنے شروع کر دیئے تھے۔ مشین پسٹلز کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ وہاں زور دار دھماکے ہو رہے تھے۔ وحشیوں پر یہ حملہ اس قدر تیز اور خوفناک تھا کہ انہیں سنبھلنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ درختوں پر موجود وحشیوں نے انہیں تیر مارنے کی کوشش کی مگر زور دار دھماکوں کی وجہ سے ان کے ہوش اڑے ہوئے تھے اور ان کے نشانے خطا ہو رہے تھے اور تیر ان سب کے سروں کے اوپر سے ہی گزرتے معلوم ہو رہے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے منی راکٹ گنیں نکال لی

تھیں۔ اب وہ ان وحشیوں پر منی راکٹ برسا رہے تھے جس سے وحشیوں کے تو پرخچے اڑ رہے تھے ساتھ ہی جھاڑیوں میں زبردست آگ بھڑک اٹھی تھی۔

وحشیوں کی تیز اور ہولناک چیخوں سے جنگل کا ماحول بری طرح سے لرز رہا تھا۔ وحشیوں نے الٹے قدموں بھاگنا شروع کر دیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی ان کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ انہیں اپنے پیچھے آتے دیکھ کر وحشیوں نے دور سے ہی ان پر نیزے اور کلہاڑے پھینکنا شروع کر دیئے تھے لیکن دھماکوں کے خوف کی وجہ سے ان کے نشانے چوک رہے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی ان اطراف میں زیادہ بمباری کر رہے تھے جہاں وحشیوں کی تعداد زیادہ ہوتی تھی۔ وہ ایک وقت میں کئی کئی وحشیوں کو نشانہ بنا رہے تھے۔

ان وحشیوں کا پالا شاید اس قدر تباہ کن اور خوفناک اسلحے سے پہلے کبھی نہیں پڑا تھا اس لئے یہ اسلحہ ان کے لئے قیامت بن رہا تھا۔ وہ جس طرف بھی بھاگتے تھے ان کے پیچھے بم یا راکٹ اڑتا ہوا آتا، زور دار دھماکہ ہوتا اور ان کے ٹکڑے اور خون اڑتا ہوا دکھائی دیتا۔ وہاں جگہ جگہ آگ کے الاؤ بھڑک اٹھے تھے جو لمحہ بہ لمحہ شدت اختیار کرتے جا رہے تھے اور ان شعلوں کو دیکھ کر درختوں پر موجود وحشیوں نے بھی درختوں سے چھلانگیں لگا دی تھیں اور وہ سب موت سے بچنے کے لئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔

ادھر جوزف بھی ان وحشیوں پر موت بن کر ٹوٹ پڑا تھا۔ اس نے ایک ہینڈ گرنیڈ جھاڑیوں کی طرف پھینکنے کے لئے جیب سے نکالا۔ ان جھاڑیوں کے پیچھے وحشی موجود تھے۔ اس سے پہلے کہ جوزف بم کا سیفٹی پن کھینچتا اسے اپنے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ جوزف کے ذہن میں ایک کوندا سا لپکا اور وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے بیک کک ماری تو زور دار چیخ سنائی دی اور کوئی اپنی جگہ سے اچھل کر پیچھے جا گرا۔ جوزف نے دیکھا وہ سیاہ سایہ تھا۔

''ہاکاما''...... جوزف کے منہ سے نکلا۔ سایہ اس کی بیک کک کھا کر کافی فاصلے پر گرا تھا۔ گرتے ہی وہ تیزی سے سیدھا ہوا اور اس نے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں جھاڑیوں میں ہاتھ مارنے شروع کر دیئے جیسے اس کے ہاتھوں سے کوئی چیز نکل کر ان جھاڑیوں میں گر گئی ہو اور وہ اسے ڈھونڈ رہا ہو۔ جوزف نے ہینڈ گرنیڈ کا سیفٹی پن کھینچ کر ان جھاڑیوں کی طرف پھینک دیا۔ زور دار دھماکہ ہوا اور جھاڑیوں کے ساتھ ساتھ انسانی اعضاء بھی اچھلتے ہوئے دکھائی دیئے۔ جوزف پلٹا تو ہاکاما اسی انداز میں پاگلوں کی طرح جھاڑیوں میں ہاتھ مار رہا تھا۔ جوزف نے جیب سے مشین پسٹل کا نیا میگزین نکال کر فٹ کیا اور ہاکاما کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے مشین پسٹل سے تڑتڑاہٹ کے ساتھ گولیاں نکل کر ہاکاما کی کمر پر پڑیں۔ ہاکاما کو زور دار جھٹکے لگے اور وہ بجلی کی سی تیزی سے

پلٹ کر سیدھا ہو گیا۔ جوزف کو اپنے قریب آتا دیکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

جوزف نے ایک بار پھر اس پر فائرنگ کر دی۔ بے شمار گولیاں ہاکاما کے سینے سے ٹکرائیں۔ ان گولیوں سے اسے کوئی نقصان تو نہیں ہوتا تھا لیکن مسلسل گولیوں کے جھٹکے لگنے کی وجہ سے وہ اچھل کر گر گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا جوزف نے چھلانگ لگائی اور ہوا میں قلابازی کھاتا ہوا عین اس کے قریب آ گیا۔ ہاکاما اٹھنے ہی لگا تھا کہ جوزف نے زور دار لات اس کے پہلو میں مار دی۔ ہاکاما اچھلا اور رول ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ اٹھتا جوزف بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ہاکاما کی عین گردن پر پاؤں رکھ دیا۔ ہاکاما کی گردن پر جیسے ہی اس کے پیر کا دباؤ پڑا ہاکاما نے بوکھلا کر دونوں ہاتھوں سے اس کی ٹانگ پکڑی اور اس کی ٹانگ اپنی گردن سے ہٹانے کے لئے زور لگانے لگا لیکن جوزف نے مشین پسٹل کا رخ اس کے چہرے کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ فائرنگ ہوئی اور ہاکاما بری طرح سے چیخنے لگا۔ اس نے جوزف کی ٹانگ چھوڑ کر دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپا لیا جیسے اس کے چہرے پر ہونے والی فائرنگ نے اس کا چہرہ بری طرح زخمی کر دیا ہو۔

جیسے ہی ہاکاما نے جوزف کی ٹانگ چھوڑی جوزف نے مشین پسٹل ایک طرف پھینکا اور دائیں طرف بیلٹ سے بندھی ہوئی

چمڑے کی پیٹی سے اس نے گملو گاما گی کا خنجر نکال لیا۔ وہ جھکا اور اس نے اچانک اور نہایت پھرتی سے خنجر ہاکاما کی گردن پر چلا دیا۔ خنجر سے ہاکاما کی گردن یوں کٹ گئی جیسے تار سے صابن کٹ جاتا ہے۔ جوزف کے اس کی گردن پر خنجر چلانے کی دیر تھی کہ ہاکاما کی گردن سے سیاہ رنگ کے خون کا فوارہ سا ابل پڑا اور جوزف فوراً پیچھے ہٹ گیا اور ہاکاما زمین پر پڑا بری طرح سے تڑپنے لگا۔ اسی لمحے عمران بھاگتا ہوا اس طرف آ گیا۔ جوزف اس کے پیروں کی آواز سن کر تیزی سے پلٹا اور پھر عمران کو دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان سا آ گیا۔

"کیا ہوا جوزف"...... عمران نے اس کے قریب آ کر پوچھا۔

"میں نے ہاکاما کو ذبح کر دیا ہے باس"...... جوزف نے کہا۔

عمران وہاں تڑپتے ہوئے سائے کی طرف ہی دیکھ رہا تھا جس کی گردن سے ابلنے والا سیاہ خون دائیں بائیں گر رہا تھا اور جہاں جہاں اس کا سیاہ خون گر رہا تھا وہاں سے باقاعدہ دھواں اٹھ رہا تھا جیسے ہاکاما کے جسم میں خون کی بجائے تیزاب بھرا ہوا ہو۔ ہاکاما چند لمحے تڑپتا رہا اور پھر وہ ایک زور دار جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ وہ جیسے ہی ساکت ہوا اس کا سایہ مبہم ہونے لگا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سایہ غائب ہو گیا۔ البتہ زمین پر سے سیاہ دھواں اٹھ رہا تھا۔ وہاں ایک انسانی جسم کا نشان ضرور موجود رہ گیا تھا۔

"چلو اچھا ہوا۔ ایک شیطانی ذریت تو فنا ہوئی"...... عمران نے

ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ اس نے چھپ کر پیچھے سے مجھ پر وار کرنے کی کوشش کی تھی۔ مجھے فوراً ہی اس کی موجودگی کا احساس ہو گیا تو میں نے اسے بیک کک ماری تو یہ گر گیا۔ اس کے پاس کچھ تھا جو گرتے ہی اس کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ وہ پاگلوں کی طرح اپنی گری ہوئی چیز تلاش کر رہا تھا تو مجھے اس کے نزدیک آنے کا موقع مل گیا۔ میں نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اس کے چہرے پر عین اس کی آنکھوں کی طرف فائرنگ کر دی۔ اس کی نظر نہ آنے والی آنکھیں زخمی ہو گئیں تھیں جس سے اس کی قوت مدافعت بے حد کم ہو گئی تو میں نے فوراً اس کی گردن پر گملو گاماگی کا خنجر چلا دیا''...... جوزف نے عمران کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اچھا کیا۔ لیکن اس کے ہاتھوں میں تھا کیا جس سے یہ تم پر حملہ کرنے والا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''میں دیکھتا ہوں باس''...... جوزف نے کہا اور ان جھاڑیوں کی طرف بڑھا جہاں ہاکاما پاگلوں کی طرح ہاتھ مار رہا تھا۔ جوزف جھکا اور ان جھاڑیوں کو ہٹا ہٹا کر غور سے دیکھنے لگا۔ عمران کے ہاتھ میں راکٹ گن تھی اور وہ عقابی نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا لیکن جدید اسلحے کے بے دریغ استعمال کی وجہ سے ان وحشیوں پر اس قدر خوف غالب آ گیا تھا کہ ان کے جہاں سینگ سمائے تھے وہ بھاگ گئے تھے۔ ان میں سے بیشتر گولیوں اور بموں کا نشانہ بن

گئے تھے۔

''باس''...... اچانک جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ جوزف نے جھاڑیاں دونوں ہاتھوں سے ہٹائی ہوئی تھیں اور اس کی نظریں ان جھاڑیوں پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ عمران آگے بڑھا اور ان جھاڑیوں کی طرف دیکھنے لگا جہاں ایک لمبا اور نیلے رنگ کا کانٹا سا پڑا ہوا تھا۔

''کیا ہے''...... عمران نے حیرت سے پوچھا۔

''یہ کایامی ناگ کا انتہائی زہریلا دانت ہے باس''...... جوزف نے کہا۔

''زہریلا دانت''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ ہاکاما یہ زہریلا دانت مجھے چبھونا چاہتا تھا۔ اگر یہ دانت مجھے چبھ جاتا تو میں اسی وقت بے ہوش ہو جاتا اور پھر مجھے اس وقت تک ہوش نہ آتا جب تک دانت میرے جسم سے نہ نکال لیا جاتا۔ بے ہوش کر کے مجھے ہاکاما یہاں سے اٹھا کر آسانی سے کہیں بھی لے جا سکتا تھا''...... جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''وہ تمہیں بے ہوش تو نہیں کر سکا البتہ تم نے سفاکی اور درندگی سے اسے ذبح کر کے فنا کر دیا ہے۔ اس شیطانی ذریت کے فنا ہونے سے سردار اوکاشا کا تو بہت بڑا نقصان ہوا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ ہاکاما، سردار اوکاشا کی دس شیطانی طاقتوں کا سردار تھا''...... جوزف نے کہا۔

''اب کیا کرنا ہے۔ وحشی تو یہاں سے دم دبا کر بھاگ گئے ہیں''۔ عمران نے پوچھا۔

''اب مجھے سردار اوکاشا کے پیچھے جانا ہو گا باس۔ جب تک وہ ہلاک نہیں ہو گا ہم یہاں سے نہیں نکل سکیں گے''...... جوزف نے کہا۔

''کیا تم اسے ان گھنے جنگلوں میں تلاش کر لو گے''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ میری آنکھوں پر جو روشن چشمہ ہے اس کی مدد سے میں ٹھیک اس جگہ پہنچ جاؤں گا جہاں سردار اوکاشا ہو گا''۔ جوزف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چلو۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''نو باس۔ تم یہیں رکو۔ سردار اوکاشا کے سامنے میں اکیلا ہی جاؤں گا۔ وہ مجھ پر جادو نہیں کر سکتا۔ اسے کیسے ہلاک کرنا ہے میں جانتا ہوں۔ تم یہاں ان وحشیوں کو ہلاک کرو۔ یہ سب شیطان ہیں۔ ان میں سے کسی کو زندہ نہیں رہنا چاہئے''...... جوزف نے کہا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی تھی۔

''ٹھیک ہے تم جاؤ۔ ہم انہیں سنبھال لیں گے''...... عمران نے

کہا۔

''تھینک یو باس''...... جوزف نے کہا۔ اس نے آگے بڑھ کر اپنا گراہوا مشین پسٹل اٹھایا اور اس کا خالی میگزین نکال کر ایک طرف پھینک دیا اور جیب سے ایک فل میگزین نکال کر مشین پسٹل میں لگا لیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ شمال کی طرف تیز تیز قدم اٹھانے لگا۔

جھاڑیوں اور درختوں سے گزرتا ہوا جوزف نہایت تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ چونکہ سورج کی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی اس لئے وہ دیکھ بھال کر آگے بڑھ رہا تھا۔ زور دار دھماکوں اور مسلسل ہونے والی فائرنگ نے جیسے اس جنگل کا سکون تہہ و بالا کر دیا تھا۔ وہاں جو جانور اور درندے تھے وہ خوفزدہ ہو کر دور بھاگ گئے تھے۔ چند ایک چھوٹے موٹے جانور تھے جو خوفزدہ انداز میں کونے کھدروں میں دبکے ہوئے تھے۔ جوزف نے جو سیاہ چشمہ لگا رکھا تھا اس چشمے سے وہ واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔ مسلسل اور کافی دیر آگے بڑھتا ہوا وہ جیسے ہی درختوں کے جھنڈ سے نکل کر دوسری طرف آیا تو اچانک اس کے چشمے کے شیشوں کا رنگ بدل گیا۔ سیاہ شیشے ہلکے نیلے ہو گئے تھے۔

''اوہ۔ سردار اوکاشا یہیں کہیں موجود ہے''...... جوزف نے چونکتے ہوئے کہا۔ وہ تیزی سے سامنے موجود دوسرے درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھا اور نہایت احتیاط کے ساتھ درختوں کی آڑ لیتا

ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اس کی آنکھیں چشمے کے پیچھے سرچ لائٹس کی طرح حرکت کر رہی تھیں۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک اسے ایک کھلی جگہ پر ایک لمبا تڑنگا سیاہ فام وحشی دکھائی دیا۔

سیاہ فام وحشی کے ہاتھ میں کانٹوں والا ایک موٹا ڈنڈا اگوچا تھا اور وہ ایک درخت کی طرف منہ کر کے کھڑا تھا۔ اس کا ڈیل ڈول دیکھ کر جوزف سمجھ گیا کہ یہ اوکاشا قبیلے کا سردار اوکاشا ہے۔ اس وحشی پر نظر پڑتے ہی اس کے چشمے کا رنگ ایک بار پھر بدل گیا تھا۔ اب شیشے قدرے سرخ ہو گئے تھے۔ سردار اوکاشا کو یہاں دیکھ کر جوزف کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اس نے چاروں طرف نظریں گھمائیں لیکن وہاں سردار اوکاشا کے سوا اور کوئی موجود نہیں تھا۔ سردار اوکاشا درخت کے سامنے زمین پر گری راکھ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جوزف نے ایک ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑ رکھا تھا۔ اس نے احتیاطاً چمڑے کی پیٹی سے گملو گاما گی کا مخصوص خنجر بھی نکال کر دوسرے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ یہ تو جوزف جانتا تھا کہ سردار اوکاشا اس پر کوئی سحر نہیں کر سکے گا لیکن اس کے باوجود وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ گملو گاما گی کے خنجر پر اب چونکہ سردار اوکاشا کی سب سے بڑی شیطانی طاقت ہاکاما کا سیاہ خون لگ چکا تھا اس لئے سردار اوکاشا اس پر کسی بھی طرح کا سحر نہیں کر سکتا تھا۔

جوزف دبے قدموں سردار اوکاشا کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ سردار اوکاشا کے سر پر پہنچا ہی تھا کہ اچانک سردار اوکاشا کو اپنے

عقب میں اس کی موجودگی کا احساس ہو گیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور پھر جوزف پر نظریں پڑتے ہی وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

"تم یہاں"...... سردار اوکاشا نے غرا کر کہا۔ اس کی آنکھیں غصے اور نفرت سے سرخ ہو رہی تھیں۔

"ہاں سردار اوکاشا۔ میں تمہاری موت بن کر یہاں آ گیا ہوں"...... جوزف کے منہ سے جواباً غراہٹ بھری آواز نکلی۔

"تم پرنس مکاشو ہو نا"...... سردار اوکاشا نے جیسے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں ہی ہوں پرنس مکاشو جس کی آنکھیں نکال کر تم صدیوں پرانے شیطانی عفریت ساکاکارا کو لگا کر اسے جگانے کا خواب دیکھ رہے تھے"...... جوزف نے کہا۔

"خواب۔ ہونہہ۔ میں حقیقت پسند ہوں پرنسِ مکاشو۔ خواب دیکھنا میری عادت نہیں ہے۔ اچھا ہوا جو تم خود ہی یہاں آ گئے۔ اب میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا۔ مجھے تمہاری آنکھوں کے ساتھ تمہارے خون کی بھی ضرورت ہے۔ اب تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکو گے"...... سردار اوکاشا نے غضبناک لہجے میں کہا۔

"تو پھر آؤ۔ دیکھتا ہوں تم میں کتنا دم ہے"...... جوزف نے اسی انداز میں کہا۔ اس نے مشین پسٹل اپنی پیٹی میں اڑس لیا تھا۔

البتہ خنجر اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔ سردار اوکاشا نہایت غضبناک نظروں سے جوزف کی طرف دیکھ رہا تھا۔ غیض و غضب سے اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا اور اس کے نتھنوں سے تیز تیز سانسوں کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ اس نے اگوچا دونوں ہاتھوں میں پکڑ لیا تھا اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر جوزف کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک سردار اوکاشا نے اگوچا اٹھایا اور اس نے زور دار چیخ مارتے ہوئے پوری قوت سے اگوچا سے جوزف پر حملہ کر دیا۔

سردار اوکاشا اچھل کر جوزف کی طرف آیا اور اس نے اگوچا جوزف کے سر پر مارنے کی کوشش کی مگر جوزف پہلے ہی تیار تھا۔ وہ فوراً اچھل کر ایک طرف ہو گیا۔ سردار اوکاشا لہرا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا جوزف ایک ٹانگ پر بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے دائیں ہاتھ کا مکا پوری قوت سے سردار اوکاشا کے کاندھے پر پڑا۔ سردار اوکاشا وار خالی جانے سے پہلے ہی لہرا رہا تھا۔ جوزف کا مکا پڑتے ہی اس کے پیر زمین سے اکھڑ گئے۔ وہ دائیں طرف جھک گیا۔ اسی لمحے جوزف کی بائیں ٹانگ اس کی ٹانگوں سے ٹکرائی اور سردار اوکاشا دھب سے گر گیا۔ لیکن گرتے ہی وہ تیزی سے دوسری طرف پلٹا لگا گیا اور نہایت تیزی اور پھرتی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اپنا وار خالی جاتے دیکھ کر اور جوزف کا مکا کھا کر اس کا چہرہ اور بری طرح سے بگڑ گیا تھا۔

سردار اوکاشا چند لمحے جوزف کی طرف غضبناک نظروں سے

گھورتا رہا اور پھر وہ اگوچا لئے دھم دھم پیر مارتا ہوا جوزف کی طرف بڑھا اور اس نے پوری قوت سے ایک بار پھر جوزف کو اگوچا مارنے کی کوشش کی۔ اس بار اس نے جوزف کو اگوچا دائیں طرف گھما کر اس کے پہلو میں مارنا چاہتا تھا لیکن اسی لمحے جوزف اچھلا اور سردار اوکاشا کا اگوچا اس کے پیروں کے نیچے سے نکلتا چلا گیا۔ سردار اوکاشا نے جوزف کو اچھلتے دیکھ کر اپنا ہاتھ روکنا چاہا لیکن دوسرے لمحے جوزف نے قلابازی کھائی اور اس کی دونوں ٹانگیں سردار اوکاشا کے سینے سے ٹکرائیں۔ سردار اوکاشا کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ فضا میں اڑتا ہوا پشت کے بل زمین پر ایک دھماکے سے گرا۔

اسے اچھال کر جوزف جسم کو مخصوص انداز میں گھماتا ہوا پیروں کے بل زمین پر آ گیا۔ وہ تیزی سے سردار اوکاشا کی طرف بڑھا تاکہ اس کے اٹھنے سے پہلے ہی اسے بے کار کر دے لیکن سردار اوکاشا بھی بے حد جاندار تھا۔ وہ نہایت تیز، پھرتیلا اور لڑائی کے فن کا ماہر تھا۔ ابھی جوزف اس کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اس کا جسم فضا میں اچھل کر کسی لٹو کی طرح گھوما اور جوزف کے پہلو میں اس کی گھومتی ہوئی لات اس قدر تیزی اور بھرپور انداز میں پڑی کہ جوزف جیسا شخص بھی ضرب کھا کر اڑتا ہوا زور دار دھماکے سے دور جا گرا۔

جوزف جیسے ہی گرا سردار اوکاشا نے انتہائی حیرت انگیز انداز

میں اچھل کر قلابازی کھائی اور پھر جیسے ہی اس کے پیر زمین سے لگے اس نے جوزف کی طرف چھلانگ لگا دی اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے جوزف کے پیٹ پر لگیں۔ جوزف کے منہ سے بے اختیار کراہ نکل گئی۔ سردار اوکاشا نے اگوچا اٹھا کر جوزف کو مارنا چاہا اور اگر اس کا اگوچا جوزف کے سینے پر پڑ جاتا تو جوزف کا سینہ ادھڑ جاتا اور جوزف زمین سے شاید دوبارہ نہ اٹھ سکتا تھا۔ جوزف پیٹ پر ضرب کھاتے ہی فوراً سنبھل گیا تھا۔ ضرب کھاتے ہی جوزف کا اوپری جسم اس انداز میں اوپر اٹھا کہ اس کی دونوں ٹانگیں سیدھی ہو گئیں اور جوزف نے سردار اوکاشا کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ سردار اوکاشا ہوا میں اچھلا اور پلٹا کھا کر دوسری طرف جا گرا۔ اس کے ہاتھ سے اس کا اگوچا نکل کر دور جا گرا تھا۔ پھر وہ دونوں ایک ساتھ تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

ان دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے کی آنکھوں میں گڑی ہوئی تھیں اور ان کے نتھنوں سے زخمی بھیڑیوں جیسی غراہٹیں نکل رہی تھیں۔ سردار اوکاشا کی پہلو میں ضرب کھا کر گرنے سے جوزف کے ہاتھ سے بھی خنجر نکل گیا تھا۔ اب وہ دونوں خالی ہاتھ تھے اور زخمی درندوں کی طرح ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے ہو گئے تھے۔

وہ دونوں ہاتھ پھیلائے ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں

ڈالے ایک دائرے کی شکل میں گھوم رہے تھے۔ اسی لمحے سردار اوکاشا کے منہ سے چیخ نکلی اور اس نے اچانک اچھل کر جوزف پر حملہ کر دیا۔ وہ پوری قوت سے جوزف سے آ ٹکرایا اور جوزف اچھل کر نیچے گرا۔ سردار اوکاشا نے اس کے سینے پر ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن جوزف نیچے گرتے ہی یکلخت کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور اس سے پہلے کہ سردار اوکاشا اس کے سینے پر آ کر ضرب لگاتا جوزف کسی کھلتے ہوئے طاقتور سپرنگ کی طرح اس سے ٹکرایا اور سردار اوکاشا چیختا ہوا پلٹ کر گر گیا۔ جوزف بھی اس سے ٹکرا کر نیچے گرا لیکن پھر اس کے جسم میں جیسے پارہ سا دوڑ گیا تھا۔ وہ زمین پر گرتے ہی یکلخت یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے ٹھوس زمین کی بجائے وہ ربڑ کے فرش پر گرا ہو۔ سردار اوکاشا بھی فوراً اٹھا اور وہ تیزی سے جوزف کی طرف آیا۔ اس نے ایک زور دار مکا جوزف کی گردن پر مارا۔ اگر اس کا مکا جوزف کی گردن پر پڑ جاتا تو جوزف کی گردن ٹوٹ جاتی لیکن جوزف نے بروقت ایک پیر پر خود کو گھما دیا جس سے سردار اوکاشا کا وار اس کی گردن کی بجائے اس کے کاندھے پر پڑا اور جوزف کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا کاندھا ٹوٹ گیا ہو۔ بلاشبہ سردار اوکاشا کے جسم میں بے پناہ طاقت تھی۔

سردار اوکاشا نے اچانک اپنا جسم موڑا اور ایک ٹانگ پر اچھل کر اس نے دوسری گھومتی ہوئی ٹانگ ایک بار پھر جوزف کے پہلو میں

مار دی۔ جوزف جھٹکا کھا کر دوسری طرف جھکا ہی تھا کہ سردار اوکاشا اچھلا اور بندروں کے انداز میں ہوا میں ہاتھ پاؤں مارتا ہوا جوزف کی طرف آیا۔ اس کا یہ انداز بے حد خوفناک تھا۔ وہ وحشیوں کے مخصوص اور نہایت خوفناک انداز میں اس بار جوزف پر حملہ آور ہوا تھا۔

سردار اوکاشا بندروں کی طرح ہاتھ پاؤں مارتا ہوا جوزف کی کمر یا پھر اس کے سینے سے چمٹ جاتا اور پھر وہ جوزف کی گردن دبوچ کر اپنے تیز ناخنوں سے ایک لمحے میں جوزف کا نرخرہ کاٹ سکتا تھا لیکن جوزف نے اسے اچھلتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ جیسے ہی سردار اوکاشا نے اس پر چھلانگ لگائی وہ فوراً نیچے بیٹھ گیا اور پھر سردار اوکاشا جیسے ہی اس کے سر پر آیا جوزف نے لیٹے لیٹے دونوں ٹانگیں گھما کر اس انداز میں سردار اوکاشا کے گھٹنوں پر ماریں کہ سردار اوکاشا ایک ساتھ دو قلابازیاں کھاتا ہوا پیچھے جا گرا۔ جوزف نے فوراً جمناسٹک کا مخصوص مظاہرہ کیا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ سردار اوکاشا زمین پر گرتے ہی اچھلا اور پھر اچانک اس کی نظریں قریب پڑے ہوئے اگوچا پر پڑیں تو وہ فوراً جھپٹا اور اس نے ایک بار پھر اگوچا اٹھا لیا۔

غیض و غضب سے اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں شعلے اگل رہی تھیں۔ سردار اوکاشا اگوچا دائیں بائیں لہراتا ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا جوزف کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر اس نے آگے

آتے ہی جوزف پر اگوچا کا بھرپور وار کیا لیکن جوزف نے فوراً دائیں طرف چھلانگ لگا دی۔ سردار اوکاشا ایک بار پھر دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور وہ جوزف پر اگوچا کے بھرپور وار کرنے شروع ہو گیا لیکن جوزف کے جسم میں تو پارہ بھرا ہوا تھا۔ سردار اوکاشا بھی جوزف کو اگوچا مارنے کے لئے اپنی پوری طاقت استعمال کر رہا تھا۔ اس پر جیسے وحشی پن کا دورہ سا پڑ گیا تھا۔ وہ اب جوزف پر اندھا دھند وار کرنا شروع ہو گیا تھا اور جوزف اگوچا سے بچنے کے لئے ادھر ادھر چھلانگیں لگا رہا تھا۔ ایک بار جو سردار اوکاشا نے جوزف کے پہلو میں اگوچا مارنے کے لئے گھمایا تو جوزف بجلی کی سی تیزی سے نیچے گر گیا۔ سردار اوکاشا کا گھومتا ہوا اگوچا عین اس کے سر سے چند انچ کے فاصلے سے گزرتا چلا گیا۔ جوزف اس بار ایک بڑے درخت کے پاس تھا۔ سردار اوکاشا کا اگوچا جوزف کے نیچے بیٹھتے ہی درخت کے تنے پر پڑا۔ درخت کا تنا بے حد چوڑا تھا اور اس کی جڑیں بھی مضبوط تھیں۔ اگر عام درخت ہوتا تو اگوچا کی ضرب سے وہ درخت یقیناً ٹوٹ جاتا لیکن تنے کی مضبوطی کی وجہ سے اگوچا کے کانٹے درخت میں گھس گئے تھے۔

سردار اوکاشا نے زور لگا کر اگوچا درخت سے نکالنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے اس کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ اڑتا ہوا دور جا گرا۔ جوزف نے لیٹے لیٹے دونوں ٹانگیں اس کے پیٹ میں مار دی تھیں۔ سردار اوکاشا کا خطرناک اگوچا درخت سے ہی لگا رہ

گیا۔ سردار اوکاشا کے گرتے ہی جوزف بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس نے سردار اوکاشا پر چھلانگ لگا دی۔ سردار اوکاشا جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا جوزف کو اپنی طرف آتے نہ دیکھ سکا اور جوزف پوری قوت سے اس سے آ ٹکرایا اور سردار اوکاشا کی دردناک چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔

جوزف کے سر کی زور دار ٹکر سردار اوکاشا کی ناک پر پڑی تھی جس سے اس کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور سردار اوکاشا کی ناک سے خون کا فوارہ سا پھوٹ پڑا تھا۔ وہ الٹ کر بری طرح سے تڑپ رہا تھا جبکہ جوزف غضبناک انداز میں اس کی طرف بڑھا اوراس نے اچانک سردار اوکاشا کی ایک ٹانگ پکڑی اور اسے ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ ساتھ ہی اس کا جسم گھوما اور سردار اوکاشا کا جسم زمین سے اٹھ گیا۔ اس سے پہلے کہ سردار اوکاشا کچھ کرتا جوزف نے اسے ٹانگ سے گھما کر پوری قوت سے ایک طرف اچھال دیا۔ سردار اوکاشا اڑتا ہوا ایک درخت سے ٹکرایا اور اس کی دردناک اور تیز چیخوں سے ماحول لرز اٹھا۔ درخت سے ٹکرا کر سردار اوکاشا نیچے گرا اور بری طرح سے تڑپنے لگا۔ اس بار شاید اس کی کئی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں کیونکہ وہ بار بار اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اٹھنے کی کوشش میں وہ پھر گر جاتا تھا۔

جوزف کے چہرے پر درندگی چھائی ہوئی تھی۔ اس شیطان کے لئے جوزف کے دل میں کوئی رحم اور ہمدردی نہیں تھی۔ سردار اوکاشا

کو تڑپتے دیکھ کر جوزف اس درخت کی طرف بڑھا جس کے تنے پر سردار اوکاشا کا اگوچا گڑا ہوا تھا۔ جوزف نے اگوچا کا دستہ پکڑا اور درخت کے تنے پر مخصوص انداز میں پیر کا دباؤ ڈالا تو اگوچا پر لگے کئی کانٹے ٹوٹ گئے اور اگوچا جوزف کے ہاتھوں میں آ گیا۔ جوزف اگوچا لے کر سردار اوکاشا کی طرف بڑھنے لگا۔ سردار اوکاشا اسی طرح زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا اور اس کی ناک سے مسلسل خون نکل رہا تھا۔ جوزف کے ہاتھوں میں اپنا اگوچا دیکھ کر اس کے آنکھیں پھٹ سی گئیں۔

”نن۔ نن۔ نہیں۔ نہیں۔ رک جاؤ پرنس مکاشو۔ مجھے مت مارو۔ میں۔ میں“...... سردار اوکاشا نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ جوزف اگوچا لے کر اس کے قریب آیا اور ٹانگیں پھیلا کر کھڑا ہو گیا۔

”تم جیسے خبیث کو نہ ماروں جو ساری دنیا پر شیطان بن کر حکمرانی کرنا چاہتا تھا“...... جوزف نے غرا کر کہا۔

”نن۔ نن۔ نہیں۔ وہ میری بھول تھی۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں اب ایسا نہیں کروں گا۔ کچھ نہیں کروں گا“۔ سردار اوکاشا نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

”تم عام مجرم ہوتے تو میں تمہیں معاف کر دیتا لیکن تم شیطان کے پیروکار ہو اور دنیا کے مجرم ہو سردار اوکاشا، اس لئے میں تم پر رحم نہیں کر سکتا۔ میں جانتا تھا کہ تمہاری ہلاکت تمہارے اس اگوچا

سے ہی ہو سکتی ہے۔ اب یہ میرے ہاتھوں میں ہے اور تم۔ اب بس تمہارا کھیل ختم''...... جوزف نے سفا کی سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سردار اوکاشا کچھ کہتا جوزف نے اچانک اگوچا پوری قوت سے اس کے سر پر مار دیا۔ زور دار دھماکہ ہوا اور سردار اوکاشا کا سر اس طرح پھٹتا چلا گیا جیسے کسی ناریل پر ہتھوڑا مارا جائے تو وہ پھٹتا ہے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے وحشیوں کو ہلاک کرنے کے لئے بے دریغ اسلحے کا استعمال کیا تھا۔ ان وحشیوں کا تعلق چونکہ شیطان قبیلے سے تھا اس لئے وہ ان میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ ان سب نے وحشیوں کا دور تک پیچھا کیا تھا اور ایک ایک کر کے سب کو ہلاک کر دیا تھا۔ وحشیوں پر جدید اسلحے اور خوفناک دھماکوں کا اس قدر خوف غالب آ گیا تھا کہ وہ ان پر جوابی حملہ کرنے کی بجائے اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگتے پھر رہے تھے۔ وہ ان جنگلوں کے باسی تھے۔ جنگلوں کا ایک ایک حصہ ان کا دیکھا بھالا تھا لیکن اس کے باوجود انہیں چھپنے اور اپنی جانیں بچانے کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں مل رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ان پر فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ راکٹ گنوں، بموں اور منی میزائلوں سے بھی وار کئے تھے جو ان وحشیوں کے

لئے قیامت خیز ثابت ہوئے تھے۔

جنگل میں جگہ جگہ آگ لگی ہوئی تھی جس کے شعلے آسمان کی بلندیوں کو چھو رہے تھے۔ جنگل میں جگہ جگہ انسانی لاشوں کے ٹکڑے اور خون ہی خون بکھرا ہوا تھا۔ یہ ان وحشیوں کی لاشوں کے ٹکڑے اور خون تھا جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے بموں، راکٹوں اور منی میزائلوں کا نشانہ بنے تھے۔ انسانی لاشوں اور ان کے بکھرے ہوئے اعضاؤں کے ساتھ وہاں لگی ہوئی ہولناک آگ بے حد روح فرسا منظر پیش کر رہی تھی۔ عمران سمیت اس کے سبھی ساتھیوں کے لباس خون سے لتھڑے ہوئے تھے۔ دھماکوں سے وحشیوں کے جسم جب پھٹتے تھے تو ان کا خون اچھل کر ان پر آ پڑتا تھا جس سے وہ جتنا بھی بچنے کی کوشش کرتے نہ بچ سکتے تھے۔ وہ سب دور تک وحشیوں کے پیچھے گئے تھے۔ پھر جب وحشی ہلاک ہو گئے اور بچ جانے والے وحشی دور بھاگ گئے تو وہ سب واپس پلٹ آئے اور لوٹ کر وہ سب ریڈ سپیس شپ کے قریب آ گئے۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر انہوں نے اطمینان کا سانس لیا اور اپنے بگڑے ہوئے حلیوں پر ہنسنے لگے۔ وہ سب ریڈ سپیس شپ کے قریب موجود تھے لیکن ان میں جوزف نہیں تھا۔

''اب یہ جوزف کہاں رہ گیا ہے''...... جولیا کو اچانک جیسے کوئی خیال آیا۔

''لگتا ہے وہ وحشیوں کے پیچھے زیادہ دور تک چلا گیا ہے''۔

کراسٹی نے کہا۔

''نہیں۔ وہ اپنے لئے جنگلوں میں بلیک بیوٹی کی تلاش میں گیا ہے''...... عمران نے کہا تو سب ساتھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''بلیک بیوٹی''...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ افریقہ کے جنگل ہیں پیارے۔ یہاں نہ شہری زندگی ہے اور نہ شہری سہولیات۔ یہاں وحشی قبیلے ہی بستے ہیں اور میں نے ان جنگلوں میں بسنے والوں کو کالا کلوٹا ہی دیکھا ہے اس لئے یہاں کسی وائٹ بیوٹی کے ہونے کا تو امکان ہی نہیں ہو سکتا۔ وائٹ بیوٹیاں جولیا اور کراسٹی کے روپ میں تو ہیں یہاں لیکن جوزف ان دونوں کو اپنی بہنیں کہتا ہے۔ وہ تنویر کی طرح نہیں ہے اس لئے وہ اپنے لئے بلیک بیوٹی کی تلاش میں گیا ہے''...... عمران نے جان بوجھ کر فقرے میں تنویر کا نام لیتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''کیا تمہیں ہر بات میں میرا نام لینے کا شوق ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ تمہارا نام تو میں جانتا ہی نہیں۔ میں تو جولیا کے بھائی کی بات کر رہا ہوں''...... عمران نے فوراً کہا اور ان کی ہنسی تیز ہو گئی تو تنویر نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ جانتا تھا کہ اب اگر اس نے کچھ کہا تو سب پر یہ ظاہر ہو جائے گا کہ وہ واقعی جولیا کا بھائی ہے۔

''ہم نے تقریباً تمام وحشیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ چند ایک ہی ہوں گے جو اپنی جانیں بچا کر بھاگ گئے ہیں لیکن ان میں شاید ان کا سردار اوکاشا کہیں نہیں تھا۔ اب اس کا کیا کرنا ہے۔ ظاہر سی بات ہے جب تک وہ ہلاک نہیں ہو گا ہم یہاں سے نکل نہیں سکیں گے۔ اس نے ریڈ سپیس شپ پر جادو کر رکھا ہے جو اسے ہلاک کئے بغیر ختم نہیں کیا جا سکتا اور جب تک سپیس شپ ٹھیک نہیں ہو گا ہم یہاں سے جائیں گے کیسے''...... صفدر نے کہا۔

''میرا خیال ہے جوزف جنگل میں سردار اوکاشا کی تلاش میں ہی گیا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''تم نے دیکھا تھا اسے جاتے''...... نعمانی نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس نے ایک سیاہ سائے کو گرا کر اسے خنجر سے ذبح کیا تھا۔ میں نے اسے دور سے دیکھا تھا۔ پھر عمران صاحب بھاگ کر اس کے پاس گئے تھے۔ عمران صاحب اور جوزف آپس میں باتیں کر رہے تھے اور پھر جوزف مشین پسٹل کا میگزین بدل کر جنگل کی طرف بڑھ گیا تھا''...... چوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیوں عمران صاحب۔ کیا واقعی جوزف سردار اوکاشا کو ہلاک کرنے گیا ہے''...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''وہ جنگل میں گیا ہے۔ اب وہ کسی بلیک بیوٹی کی تلاش میں گیا ہے یا کسی بلیک بیوٹے کی تلاش میں، میں کیا بتا سکتا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''بلیک بیوٹی تو ٹھیک ہے۔ یہ بلیک بیوٹا کیا ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بلیک بیوٹی کسی بلیک کلر دوشیزہ کو کہا جاتا ہے اور اگر کوئی کالا سردار ہو تو وہ بلیک بیوٹا ہی کہلائے گا''...... عمران نے کہا تو وہ سب ہنسنے لگے۔ اسی لمحے انہیں زوں زوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑے۔ انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو ریڈ سپیس شپ کی مخصوص ٹیوبز میں سے گیس کا اخراج ہونا شروع ہو گیا تھا۔ زوں زوں کی آوازیں اس سپیس شپ کی مشینری کے آن ہونے کا ثبوت تھا۔

''ریڈ سپیس شپ آن ہو گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جوزف بلیک بیوٹی کی بجائے بلیک بیوٹے تک پہنچ گیا ہے اور اس نے اسے ہلاک بھی کر دیا ہے''...... عمران نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ چلو اچھا ہوا۔ ایک بڑے شیطان کا تو خاتمہ ہوا''۔ جولیا نے کہا۔

''عمران صاحب۔ جب تک جوزف واپس آتا ہے کیوں نا ہم ریڈ سپیس شپ میں یہاں سے بھاگنے والے وحشیوں کا تعاقب کریں اور ان سب کو بھی شپ ویپن سے ہلاک کر دیں''۔ چوہان نے کہا۔

''اتنی لاشیں گرا کر بھی تمہارا دل نہیں بھرا جو اور لاشیں گرانے کی بات کر رہے ہو۔ پہلے اپنا حلیہ تو درست کر لو۔ عید الاضحیٰ کے فصلی قصاب لگ رہے ہو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ اور جوزف نے ہی کہا تھا کہ ان تمام شیطان کے پیروکاروں کو ہلاک کرنا ہے۔ ہمیں تو ان کی صحیح تعداد کا بھی علم نہیں تھا۔ یہاں سینکڑوں وحشی ضرور ہلاک ہوئے ہیں لیکن جوزف بتا رہا تھا کہ ان وحشیوں کی تعداد ہزاروں میں ہے اور کچھ نہیں تو ہمیں ان کا قبیلہ تو تباہ کر دینا چاہئے۔ اگر ان کی تعداد زیادہ ہوئی اور وہ سب منظّم ہو گئے تو پھر سے اپنا شیطانی قبیلہ آباد کر سکتے ہیں"۔ چوہان نے کہا۔

"وہ اب جس قدر چاہیں منظّم ہو جائیں لیکن اب ان میں سردار اوکاشا جیسا شیطان نہیں ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"شیطان کے پیروکار بھی شیطان ہی ہوتے ہیں۔ ان پر رحم کرنا اور انہیں زندہ چھوڑنا غلط ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے جوزف، سردار اوکاشا کو ہلاک کر کے اس کے قبیلے کو بھی جلا کر راکھ کر دے۔ اس کے پاس ڈائنا مائٹ سٹکس بھی ہیں۔ وہ ان سے قبیلے کے پرخچے اڑا سکتا ہے"...... خاور نے کہا۔

"جوزف نے یہ سب کر لیا تو ٹھیک ہے ورنہ ہم سب جائیں گے اور سارے قبیلے کو جلا کر راکھ بنا دیں گے"...... جولیا نے کہا۔ ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک انہیں دور زور دار دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ گڑگڑاہٹ کی خوفناک آوازوں کے ساتھ انہیں اپنے پیروں کے نیچے زمین ہلتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔

"لو۔ جوزف نے دور رہ کر بھی تمہاری بات سن لی ہے۔ اس

نے قبیلے کو ہی ختم کر دیا ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔ دور انہیں آگ کے شعلے اور دھواں اٹھتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ پھر انہیں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور چند ہی لمحوں کے بعد انہیں درختوں کے جھنڈ سے جوزف نکل کر اس طرف بھاگ کر آتا دکھائی دیا۔ جوزف کو دیکھ کر ان سب کے چہروں پر اطمینان چھا گیا۔

سیاما جزیرے پر گہری خاموشی مسلط تھی۔ زمین، دراڑوں اور آتش فشاں پہاڑوں میں سے آگ تو نہیں نکل رہی تھی لیکن وہاں سے کثیف دھواں ضرور نکل رہا تھا جو جزیرے پر سیاہ بادلوں کی طرح پھیلا ہوا تھا۔ سیاما جزیرے پر عموماً ارتھ کوئیک آتے رہتے تھے مگر ارتھ کوئیک کے بعد جو آفٹر شاکس آتے تھے وہ سینکڑوں میں ہوتے تھے جس سے پہاڑی چٹانیں لڑھکتی رہتی تھیں اور لاوا ٹیوبز بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتی رہتی تھیں۔ زلزلوں اور آفٹر شاکس سے جزیرے کے جنگلوں کو بھی بہت نقصان پہنچتا تھا۔ بے شمار درخت یا تو شدید زلزلوں سے ٹوٹ جاتے تھے یا پھر جڑوں سے ہی نکل کر گر جاتے تھے اور بعض اوقات لاوا ٹیوبز میں بہتا ہوا لاوا جنگل تک بھی پہنچ جاتا تھا جس سے جنگل میں بھی خوفناک آگ بھڑک اٹھتی تھی۔

اس جنگل میں جھاڑیاں اور درخت جل کر راکھ ہو چکے تھے۔ اب وہاں جتنے بھی درخت تھے وہ ایک دوسرے سے خاصے فاصلے پر تھے۔ اگر کسی درخت کو آگ لگ بھی جاتی تو اس سے دوسرا درخت جلنے سے بچ جاتا تھا۔ اسی طرح زمین پر موجود جھاڑیاں بھی جگہ جگہ سے کٹی پھٹی اور جلی ہوئی تھیں۔ جب تک بہتا ہوا لاوا ان تک نہ پہنچتا انہیں کوئی نقصان نہیں ہوتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس آتش فشاں جزیرے پر اب بھی جنگل کا بہت بڑا حصہ باقی تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی ریڈ سپیس شپ میں اسی جنگل میں آ گئے تھے۔ عمران نے ریڈ سپیس شپ ایک پہاڑی کے پیچھے صاف ستھری جگہ پر اتار دیا تھا اور پھر انہوں نے باری باری ریڈ سپیس شپ میں جا کر مخصوص لباس پہنے تھے اور اپنے مشین پسٹلز میں چاندی اور سیسے کی بنی ہوئی گولیاں لوڈ کر کے باہر آ گئے تھے۔ ان سب کے جسموں پر ایسے لباس تھے جو عموماً خلائی مسافر پہنتے تھے۔ یہ لباس انہیں ہر قسم کے تابکاری اثرات سے محفوظ رکھ سکتے تھے۔ جزیرے پر موجود سلفر ڈائی آکسائیڈ اور دوسری زہریلی گیسیں بھی ان کے لئے نقصان کا باعث نہیں بن سکتی تھیں۔ ان زہریلی گیسوں سے بچاؤ کے لئے انہوں نے سروں پر شیشے کے بڑے بڑے گلوبز پہن لئے تھے۔ ان کے کاندھوں پر آکسیجن سلنڈر بھی لگے ہوئے تھے جس سے وہ آسانی سے سانس لے رہے تھے۔

عمران نے یہ لباس خود ہی لا کر ریڈ سپیس شپ میں رکھے تھے۔

اگر وہ یہ لباس نہ پہنتے تو اس جزیرے پر وہ ایک لمحے کے لئے بھی سانس نہ لے سکتے تھے۔ ان کے جوتے اور ان کے لباس ایسی دھاتوں سے بنے ہوئے تھے جن سے ان پر شدید سے شدید ترین آگ کا اثر بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ لباس ہیٹ پروف تھے جنہیں اس انداز میں ڈیزائن کیا گیا تھا کہ ان لباسوں کے اندر ان کے جسم مخصوص اور نارمل درجہ حرارت تک ہی رہتے تھے۔

عام طور پر خلاء میں جانے کے لئے ایسے لباس بھاری اور موٹے بنائے جاتے تھے تاکہ کوئی بھی شخص خلاء میں کشش ثقل نہ ہونے کے باوجود خود کو سنبھال سکے۔ عمران جہاں ریڈ سپیس شپ کو اپنے مخصوص ڈھب پر لانے کے لئے کام کر رہا تھا۔ وہیں اس نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے بھی یہ لباس بنوا لئے تھے جو بے حد ہلکے اور چست تھے۔ عمران ریڈ سپیس شپ سے خلاء میں موجود زیرو لینڈ کی تلاش میں کبھی فیوچر میں جانے کے نظریئے کے تحت یہ سب کرتا رہتا تھا۔ اس نے ان لباسوں کو ایسی ساخت میں ڈیزائن کر دیا تھا کہ وہ اور اس کے ساتھی ان لباسوں میں ہونے کے باوجود آسانی سے حرکت کر سکیں اور ان کی تیز رفتاری اور ان کے پھرتیلے پن پر بھی لباس کسی طرح اثر انداز نہ ہو سکے۔

خلاء میں دوبارہ جانے کا تو ابھی کوئی سکوپ نہیں بنا تھا لیکن جزیرہ سیاما پر شیطان عفریت ساکا کارا کو ہلاک کرنے کے لئے انہیں اترنا تھا اس لئے عمران یہ لباس ساتھ لے آیا تھا تاکہ

جزیرے کے شدید ترین درجہ حرارت، وہاں موجود آگ اور زہریلی گیسوں سے وہ ان سب کو محفوظ رکھ سکے۔ ان مخصوص ساخت کے لباسوں سے وہ بالکل اس انداز میں حرکت کر سکتے تھے جیسے انہوں نے عام لباس پہن رکھے ہوں۔ ان لباسوں سے انہیں ایک اور بڑا فائدہ حاصل ہو سکتا تھا اور وہ یہ کہ ساکا کارا جیسا شیطان عفریت ان کے جسموں کی بو محسوس نہیں کر سکتا تھا ورنہ وہ جیسے ہی جزیرے میں داخل ہوتے ساکا کارا کو ان کی آمد کا پتہ چل جاتا اور وہ انہیں چیرنے پھاڑنے کے لئے دوڑا چلا آتا۔ وہ سب پہاڑی کے پیچھے سے نکل کر جنگل کی طرف آ گئے تھے اور ساکا کارا کو تلاش کر رہے تھے جو نجانے کہاں تھا۔

”یہ جنگل زیادہ گھنا تو نہیں ہے لیکن اس کے باوجود مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم ساکا کارا کو آسانی سے نہیں ڈھونڈ سکیں گے“۔ جولیا نے شیشے کے گلوب میں لگے ہوئے مائیک میں کہا۔ ان سب کے گلوبز میں مائیک اور سپیکر لگے ہوئے تھے جن سے وہ سب ایک دوسرے سے بات کر سکتے تھے اور سن سکتے تھے۔

بہرحال وہ ہے تو اسی جزیرے میں۔ اس جزیرے میں وہ جہاں بھی ہو گا ہم اسے ڈھونڈ لیں گے“...... چوہان نے کہا۔

”عمران صاحب۔ جوزف نے سردار اوکاشا کو ہلاک کر دیا ہے۔ وہی اس ساکا کارا کو اپنے قبضے میں کرنا چاہتا تھا۔ اب وہ تو رہا نہیں۔ ساکا کارا کو نہ ہی جوزف کا خون ملے گا اور نہ ہی اس کی آنکھیں

پھر اسے ہلاک کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ یہاں اب خود ہی مر کھپ جائے گا''...... کراسٹی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں مس کراسٹی۔ ساکا کارا کا ہلاک ہونا بہت ضروری ہے۔ تم نہیں جانتی ساکا کارا ایسا شیطان عفریت ہے جسے سردار اوکاشا جیسے بے شمار پجاری اپنا غلام بنانے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ افریقہ اور برازیل کے جنگلوں میں، بنگال، ناپال اور کافرستان کے پنڈتوں سمیت بہت سے ایسے شیطان کے پجاری ابھی موجود ہیں جو اس عفریت کو اپنے قبضے میں کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ ابھی شاید ان میں سے کئی ایک کو ساکا کارا کے آتش فشاں سے باہر آنے اور اس کے جاگنے کا علم نہیں ہوا ہے لیکن جیسے ہی انہیں پتہ چلے گا کہ صدیوں سے سویا ہوا ساکا کارا جاگ گیا ہے تو وہ اس تک پہنچنے اور اسے اپنے قبضے میں کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں گے اور ابھی بہت سے ایسے پجاری موجود ہیں جو سردار اوکاشا جیسی طاقتوں کے مالک ہیں۔ ساکا کارا بغیر آنکھوں کے باوجود تین سالوں تک اس جزیرے پر زندہ رہے گا۔ وہ ایک شیطان عفریت ہے اس لئے اسے بھوک پیاس نہیں لگتی لیکن خون اور انسانی گوشت اس کی مرغوب غذا ہے۔ ان تین سالوں میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ جنگلوں کے پجاری، پنڈت اور بڑے بڑے ساحر یہاں آ سکتے ہیں اس لئے ساکا کارا کو ہلاک کرنا ضروری ہے ورنہ اس کا خطرہ اسی طرح دنیا پر منڈلاتا رہے گا''...... عمران کی بجائے

جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اگر ایسا ہے تو واقعی ساکا کارا کا ہلاک ہونا بے حد ضروری ہے''...... کراسٹی نے فوراً کہا۔

''لیکن وہ ہے کہاں۔ یہاں تو ہمیں کسی انسان، کسی جانور حتیٰ کہ کسی پرندے کے بھی نہیں دکھائی دے رہے''...... خاور نے کہا۔

''ساکا کارا اس جزیرے میں کہیں بھی ہو سکتا ہے۔ اس پر آگ اور پانی کا بھی اثر نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہے وہ کسی لاوا ٹیوب میں گھسا بیٹھا ہو۔ ایسی صورت میں ہمارے لئے اس کی تلاش مشکل ہو جائے گی''...... جوزف نے کہا۔

''تو پھر تم بتاؤ۔ ان معاملات میں تم زیادہ علم رکھتے ہو۔ اس تک کیسے پہنچا جائے''...... عمران نے کہا۔ وہ سب ایک جگہ رک گئے تھے۔

''ہمیں اس کی تلاش میں جانے کی بجائے اسے اپنے پاس بلانا ہو گا''...... جوزف نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

''اپنے پاس بلانا ہو گا۔ کیا مطلب''...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''باس۔ وہ انسانی بو اور انسانی خون پر تیزی سے لپکتا ہے۔ اگر ہم یہاں کوئی ایسا انتظام کر دیں تو یہاں بے شمار گیسیں ہونے کے باوجود ساکا کارا دوڑا چلا آئے گا۔ ہمیں اس کی تلاش میں کہیں نہیں جانا پڑے گا''...... جوزف نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہم یہ خلائی لباس اتار کر عام لباس پہن لیں تاکہ ساکا کارا کو ہماری بو مل جائے اور وہ یہاں آ جائے"۔ تنویر نے چونک کر کہا۔

"انسانی بو کے ساتھ میں نے خون کا بھی کہا ہے۔ اگر ہم زمین پر خون پھیلا دیں تو وہ فوراً بو سونگھ لے گا اور لاوا ٹیوب میں بھی ہوا تو یہاں آ جائے گا"...... جوزف نے کہا۔

"انسانی خون یا کسی جانور کا خون"...... نعمانی نے پوچھا۔

"کوئی بھی خون ہو۔ خون کی بو پا کر وہ ایک لمحے کے لئے بھی نہیں رکے گا"...... جوزف نے کہا۔

"ایسی بات تھی تو تم ہمیں پہلے بتاتے۔ ہم کسی وحشی کی لاش ساتھ لے آتے یا کسی جانور کو ہی پکڑ لاتے جس کا خون یہاں ڈال سکتے تھے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں ایسا ہی کرنا چاہئے تھا"...... جوزف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ان جنگلوں میں تو ایک چیونٹی بھی دکھائی نہیں دے رہی۔ نہ ہی درختوں پر کوئی پرندہ ہے جسے شکار کر کے ہم اس کا خون حاصل کر سکیں۔ تو کیا ہمیں ساکا کارا کو سامنے لانے کے لئے اور یہاں خون ڈالنے کے لئے واپس افریقہ کے جنگلوں میں جانا پڑے گا۔ ظاہر ہے انہی جنگلوں میں جانور موجود ہیں"...... کراسٹی نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے۔ خون یہاں بھی موجود ہے۔ اس کے لئے

کہیں جانے کی کیا ضرورت ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہاں خون موجود ہے۔ کہاں۔ کیا بات کر رہے ہو تم"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"کیوں۔ کیا ہماری رگوں میں خون کی جگہ چائے یا کافی دوڑ رہی ہے"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ ساکا کارا کو سامنے لانے کے لئے ہم میں سے کسی کو اپنا خون نکال کر یہاں ڈالنا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو میں اپنا ہاتھ کاٹ کر یہاں خون گرا دیتا ہوں"۔ تنویر نے کہا۔

"ہاتھ کیوں۔ خون گرانے کے لئے تم اپنا گلا بھی تو کاٹ سکتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کاٹ سکتا ہوں۔ اگر ایک شیطانی مخلوق کو سامنے لانے اور اسے ہلاک کرنے کے لئے مجھے اپنے خون کا ایک ایک قطرہ بھی بہانا پڑے تو میں انکار نہیں کروں گا"...... تنویر نے فوراً کہا۔

"بالکل۔ ساکا کارا شیطانی مخلوق ہے۔ اس کی ہلاکت ہماری زندگیوں سے زیادہ ضروری ہے۔ اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے تنویر کیا ہم سب اپنا خون بہا سکتے ہیں۔ اس سے بڑی نیکی اور کیا ہو گی کہ ہمارا خون ایک شیطان کو ہلاک کرنے میں کام آ جائے"۔ جولیا نے کہا۔

"واہ۔ واہ۔ تم سب نیکیاں کر کے سیدھے جنت میں چلے جاؤ

اور میں یہاں اکیلا جھک مارتا رہ جاؤں۔ کیا بات ہے۔ جنت میں تو تنویر کو بے شمار حوریں مل جائیں گی اور مجھے حور تو کیا ان جنگلوں کی کوئی بلیک بیوٹی بھی نہ ملے۔ یہ میں کیسے برداشت کر سکتا ہوں''۔ عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''تو تم بہا دو اپنا خون۔ جنت میں جا کر حوریں حاصل کر لو''۔ تنویر نے مسکرا کر کہا۔

''جولیا اگر میرے ساتھ چلے تو میں باقی ساری حوروں کو تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ بولو۔ منظور ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب ہنسنے لگے جبکہ تنویر نے حسب سابق منہ بنا لیا۔

''باس۔ اگر اجازت دو تو میں یہاں خون ڈال دیتا ہوں۔ تم سب درختوں کے پیچھے چلے جاؤ۔ ساکا کارا جیسے ہی یہاں آئے اس کے جسم پر موجود سیاہ نشانوں پر گولیاں چلا دینا''...... جوزف نے کہا۔

''نیکی کرنی ہے تو کیوں نہ ایک ساتھ کی جائے''...... صدیقی نے کہا۔

''وہ کیسے''...... جولیا نے کہا۔

''ہم سب یہاں اپنا تھوڑا تھوڑا خون گرا دیتے ہیں۔ زیادہ انسانوں کے خون کی بو ساکا کارا کو جلد سے جلد یہاں آنے پر مجبور کر دے گی''...... صدیقی نے کہا۔

''چلو۔ یہ ٹھیک ہے۔ اس سے کسی کو یہ اعتراض بھی نہیں ہو گا

کہ نیکی کے لئے کسی نے خون کے کار خیر میں حصہ نہیں ڈالا''۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

''جوزف۔ تمہارے پاس خنجر ہے۔ مجھے دو''...... جولیا نے دائیں ہاتھ پر چڑھا ہوا دستانہ اتارتے ہوئے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر ایک جیب سے خنجر نکال کر جولیا کو دے دیا۔ باقی سب نے بھی اپنے دائیں ہاتھوں کے دستانے اتارنے شروع کر دیئے۔ جولیا نے اپنی ہتھیلی پر خنجر چلا دیا۔ اس کے چہرے پر تکلیف کا کوئی تاثر نمودار نہیں ہوا تھا۔ کٹ لگتے ہی خون اس کے ہاتھوں میں بھر گیا۔ جولیا نے فوراً ہتھیلی الٹ دی اور اس کا خون زمین پر گرنے لگا۔

''خنجر مجھے دو جولیا۔ جلدی''...... تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا نے خنجر اسے دے دیا۔ تنویر نے بھی ہتھیلی پر کٹ لگایا اور خون زمین پر گرانے لگا۔ اسی لمحے جزیرہ اچانک تیز اور انتہائی خوفناک چنگھاڑ کی آواز سے گونج اٹھا۔

''یہ ساکا کارا کی آواز ہے''...... جوزف نے کہا۔

''گڈ۔ تو اس تک خون کی بو پہنچ گئی ہے''...... کراسٹی نے کہا۔ اگلی باری اس کی تھی۔ اس نے بھی ہتھیلی پر کٹ لگا کر خون گرا دیا تھا۔

''ہاں۔ وہ کافی دور ہے۔ لیکن اسے یہاں آنے میں دیر نہیں لگے گی۔ اور ہاں۔ خون گراتے ہی سب دستانے پہن لیں ورنہ ساکا کارا اس خون کی بجائے آپ میں سے کسی کے زخم کا خون

سونگھ کر اسی پر جھپٹ سکتا ہے''...... جوزف نے کہا۔ باری باری وہ سب اپنی ہتھیلیوں پر کٹ لگا رہے تھے اور زمین کا ایک حصہ ان کے خون سے سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ خون گرا کر وہ فوراً اپنے زخمی ہاتھوں پر دستانے چڑھا رہے تھے۔ ان لباسوں اور دستانوں میں یہ بھی خاصیت تھی کہ اگر ان کو کہیں زخم لگ جائے تو لباس کے اندرونی حصوں میں لگے مخصوص کیمیکلز ان کے زخموں میں شامل ہو کر ان کے خون کا اخراج روک دیتے تھے۔ آخری باری جوزف کی تھی۔ اس نے جیسے ہی اپنے ہاتھ سے خون نکال کر زمین پر گرایا تو اچانک انہیں دور سے کسی کے بھاری قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

''اوہ۔ وہ آ رہا ہے۔ فوراً درختوں کے پیچھے چلے جاؤ۔ ہری اپ۔ ہری اپ''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب تیزی سے وہاں موجود درختوں کے پیچھے چلے گئے۔ جوزف نے بھی دستانہ چڑھا لیا اور بھاگ کر ایک درخت کے پیچھے آ گیا۔ بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازوں سے انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ ساکا کارا کس طرف سے آ رہا ہے اس لئے وہ دوسری طرف موجود درختوں کے پیچھے آ کر چھپ گئے تھے۔

ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ انہوں نے سامنے سے ایک عجیب و غریب اور انتہائی خوفناک مخلوق کو پتلی پتلی ٹانگوں پر نہایت تیزی سے بھاگتے ہوئے اس طرف آتے دیکھا۔ اس مخلوق پر نظر پڑتے ہی ان کے چہرے ستے گئے۔ بلاشبہ وہ مخلوق انتہائی بھیانک

اور خوفناک تھی۔ اس کا جسم بے حد بڑا اور پھیلا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں لمبے لمبے تھے جن کے ناخن بڑھے ہوئے اور تیز دھار خنجروں جیسے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ ساکا کارا تھا جس کی گردن ناگ جیسی اور بے حد لمبی تھی اور اس کا سر کسی شیر کا دکھائی دے رہا تھا۔ البتہ اس کی آنکھوں کی جگہ دو بڑے بڑے گڑھے تھے۔ ساکا کارا کا رنگ سیاہ تھا۔ اس کا منہ کھلا ہوا تھا جہاں لمبے اور نوکیلے دانت اسے اور زیادہ خوفناک اور بھیانک بنا رہے تھے۔ بھاگتے ہوئے اس کی گردن ناگ کی طرح لہرا رہی تھی۔ اس طرف آتے ہی ساکا کارا کے کھلے ہوئے منہ سے چنگھاڑ جیسی ہولناک آواز نکلی جو پورے جزیرے پر دور دور تک لہراتی چلی گئی۔

''خدا کی پناہ۔ اس قدر بھیانک اور بدصورت مخلوق ہے یہ''۔ کراسٹی نے ہونٹ سکیڑ کر قدرے خوفزدہ انداز میں کہا۔

ساکا کارا ان درختوں کے پاس آ کر رک گیا۔ وہ اپنی لمبی گردن گھما رہا تھا۔ اس کا سر چاروں طرف کسی سرچ لائٹ کی طرح گھوم رہا تھا جیسے وہ وہاں کچھ سونگھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر اس کی گردن حرکت میں آئی اور اس کا سر ٹھیک اس جگہ پر آ گیا جہاں خون بکھرا ہوا تھا۔ خون کی بو سونگھتے ہی اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا اور زور زور سے چنگھاڑیں مارنے لگا۔ اس کی چنگھاڑیں اس قدر تیز اور خوفناک تھیں کہ انہیں اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہونے لگے۔ ان کے سروں پر کنٹوپ تھے ورنہ وہ ان

چیخوں سے بچنے کے لئے کانوں پر ہاتھ رکھ لیتے۔ ساکا کارا چنگھاڑتے ہوئے بار بار اپنا سر گھما رہا تھا۔ کبھی اس کا سر جھک جاتا اور کبھی وہ سر اٹھا کر چاروں طرف موڑنا شروع کر دیتا۔

''قدموں کی آواز پیدا کئے بغیر پانچ افراد اس کے عقب میں چلے جائیں۔ صفدر، تنویر، کراسٹی، جولیا اور صدیقی تم جاؤ''...... عمران نے نہایت آہستہ آواز میں بولتے ہوئے کہا اور ان پانچوں کو ان کے نشانوں کے بارے میں بھی بتا دیا کہ انہوں نے کہاں کہاں فائر کرنے ہیں۔ عمران کو خدشہ تھا کہ پانچوں کہیں ایک ہی نشان پر فائر نہ کر دیں۔ پھر عمران نے جوزف، چوہان، خاور اور نعمانی کو بھی ایک نشان اپنے لئے چھوڑ کر باقی نشانوں کے بارے میں بتا دیا۔

''اوکے''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ پیروں کی آواز پیدا کئے بغیر درخت کے عقب سے نکلی اور اسی طرح دھیرے دھیرے ساکا کارا کے عقب کی طرف جانے لگی۔ باقی چاروں بھی اس کی تقلید کرنے لگے۔ ساکا کارا کی گردن ایک بار پھر جھک گئی تھی اور وہ زمین پر پڑے ہوئے خون کو سونگھ رہا تھا جو مٹی میں جذب ہو چکا تھا۔

صفدر، کراسٹی، صدیقی اور تنویر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ساکا کارا کے عقب میں آ گئے۔ وہ چونکہ دوسری طرف درختوں کے پاس تھے اس لئے انہیں ساکا کارا کے عقبی طرف آنے میں وقت نہیں لگا تھا۔ البتہ جولیا سامنے کے رخ پر تھی اس لئے وہ دبے قدموں نہایت آہستہ آہستہ ساکا کارا کے نزدیک سے گزر کر اس کے عقب کی

طرف جا رہی تھی۔ جولیا ابھی ساکا کارا کے نزدیک سے گزر ہی رہی تھی کہ اچانک ساکا کارا نے ایک جھٹکے سے اپنا سر اٹھایا اور اس کی گردن تیزی سے اس طرف مڑتی چلی گئی جس طرف جولیا موجود تھی۔

''جولیا سٹاپ''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو جولیا وہیں رک گئی۔ ساکا کارا کا سر اس کے اوپر لہرا رہا تھا۔ پھر اس کا سر جھکا اور بالکل جولیا کے سر کے پاس اپنا سر گھمانے لگا۔ اس نے شاید جولیا کے قدموں کی آواز سن لی تھی۔

''سانس روک لو جولیا۔ فوراً''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اپنا سانس روک لیا۔ اسی لمحے جوزف نے نہایت احتیاط سے جیب سے ایک فالتو گولی نکال کر ساکا کارا کی طرف اچھال دی۔ گولی گرتے ہی ساکا کارا کی گردن زخمی ناگ کی طرح مڑی اور اس کا سر گولی پر جھک گیا۔

''جلدی کریں۔ نکل جائیں''...... جوزف نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا برق رفتاری سے ساکا کارا کے عقب میں پہنچ گئی۔ اس بار اس نے نہایت احتیاط سے کام لیا تھا اور پیروں کی ہلکی سی آواز بھی پیدا نہیں ہونے دی تھی۔

''فائر''...... اچانک جوزف نے چیخ کر کہا تو ماحول ایک ساتھ دس دھماکوں سے گونج اٹھا۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین پسٹلز تھے جن میں سیسے اور چاندی کی گولیاں بھری ہوئی تھیں۔ ساکا کارا کے سینے اور اس کی کمر پر واضح سیاہ دھبوں جیسے نشان تھے جن پر وہ

آسانی سے فائرنگ کر سکتے تھے اور پھر ایسا ہی ہوا تھا۔ دس گولیاں ایک ساتھ چلی تھیں اور ٹھیک ساکا کارا کے جسم پر موجود سیاہ دھبوں پر لگی تو ساکا کارا کے حلق سے ایک انتہائی ہولناک چیخ نکلی اور وہ ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے کی طرح گر گیا۔

سیاہ دھبے جہاں ان سب نے گولیاں چلائی تھیں وہاں سے خون کی بجائے سیاہ دھواں سا نکلنا شروع ہو گیا تھا اور ساکا کارا اس بری طرح سے تڑپ رہا تھا جیسے اسے کسی کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہو۔

''بس۔ ختم ہو گیا ہے اس کا کھیل''...... جوزف نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ ساکا کارا کے جسم سے گیس کے پریشر کی طرح تیز دھواں نکل رہا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ دھواں کم ہوتا ہوا ختم ہو گیا اور ساکا کارا ساکت ہو گیا۔

''ہم کامیاب ہو گئے باس۔ ہم نے اس شیطانی عفریت کو ختم کر دیا ہے۔ اس کے دس کے دس دل پھٹ گئے ہیں''...... جوزف نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو ان سب کے چہروں پر مسرت کی آبشاریں بہنا شروع ہو گئیں۔

''دیٹس گریٹ۔ یہ ہم سب کی کامیابی ہے۔ اس کے لئے ہم جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کریں کم ہو گا''...... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بالکل۔ شیطان اوکاشا اور اس شیطانی عفریت کا خاتمہ واقعی اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہی ممکن ہوا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''اب کیا کرنا ہے اس کا''...... کراسٹی نے پوچھا۔

''اب میں اس کی ٹانگ پر رسی باندھوں گا اور پھر ہم سپیس شپ کے باہر اسے لٹکا کر کسی آتش فشاں پہاڑ کے اوپر لے جا کر چھوڑ دیں گے اور اس طرح اس کا وجود مکمل طور پر جل کر راکھ ہو جائے گا''...... جوزف نے کہا۔

''تم کیوں خاموش ہو۔ اتنے بڑے شیطان کو ہلاک کر کے تمہیں خوشی نہیں ہوئی''...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو واقعی خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔

''میں تو ابھی تک وہی سوچ رہا ہوں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیا''...... جولیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہی کہ اگر تنویر مر کر جنت میں چلا جاتا تو اسے حوریں مل جاتیں۔ میرے نصیب میں حوریں نہ سہی کم از کم کسی کی بہن کو آسرا دینے کا سکوپ ہی بن جاتا''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سب ساتھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

ختم شد

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہنگامہ خیز کارنامہ



ونڈر لینڈ

مصنف
ظہیر احمد

☆ ونڈر لینڈ۔ ایک ایسی دنیا جہاں صرف مشینیں اور روبوٹ کام کرتے تھے۔

☆ ونڈر لینڈ۔ جہاں انسان تو کیا ایک مکھی بھی داخل ہوتی تو جل کر راکھ ہو جاتی۔

☆ ونڈر لینڈ۔ جہاں سے پوری دنیا کو مشینی دنیا بنانے کی بھیانک سازش کی جا رہی تھی۔

☆ پاکیشیا۔ جس کے دس سائنس دان اڑتے ہوئے طیارے سے اغوا کر لئے گئے۔ مگر کیسے۔ ایک حیرت انگیز سچویشن۔

☆ پاکیشیا۔ جس کا طیارہ بغیر پائلٹ کے خود ہی ایئر پورٹ پر پہنچ گیا اور طیارے میں لاشیں ہی لاشیں تھیں۔

☆ بلیک جیک۔ جو عمران سے ملنے ایک بار پھر اس کے فلیٹ پر آ گیا۔ اس بار وہ عمران سے دوستی کرنا چاہتا تھا مگر عمران نے دوستی کرنے سے انکار کر دیا؟

☆ عمران۔ جو اپنے ساتھیوں کو لے کر ونڈر لینڈ کی تباہی کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ پھر۔

☆ عمران اور اس کے ساتھی جن کے راستوں پر بھیانک موت منہ پھاڑے کھڑی تھی۔

☆ بلیک گراس لینڈ۔ جہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے فلائنگ شپس اور روبوٹ فورس پہنچ گئی۔

☆ وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھی فلائنگ ہارس کی لیزر سے ہٹ ہو گئے۔

☆ وہ لمحہ جب عمران کی آنکھوں کے سامنے جولیا اور اس کے ساتھی ہزاروں فٹ گہری